انوار الحدیث

فقیہ عصر مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب



نظر ثانی

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

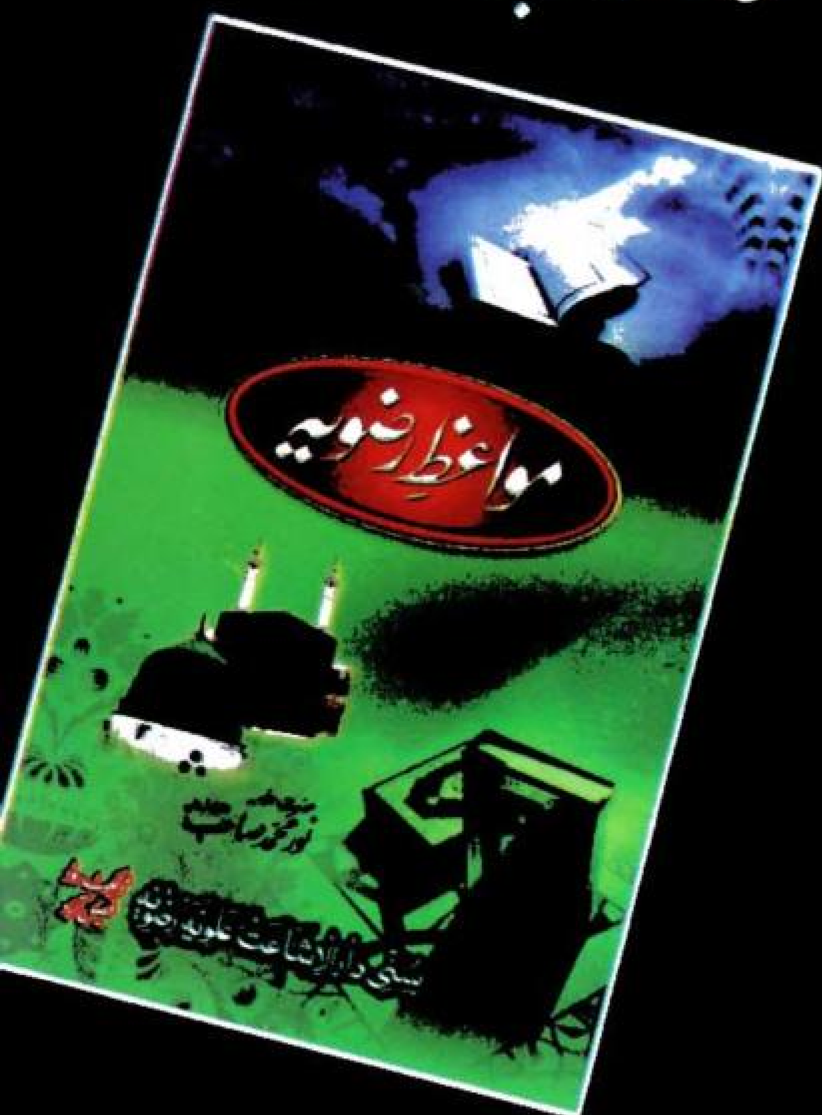
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

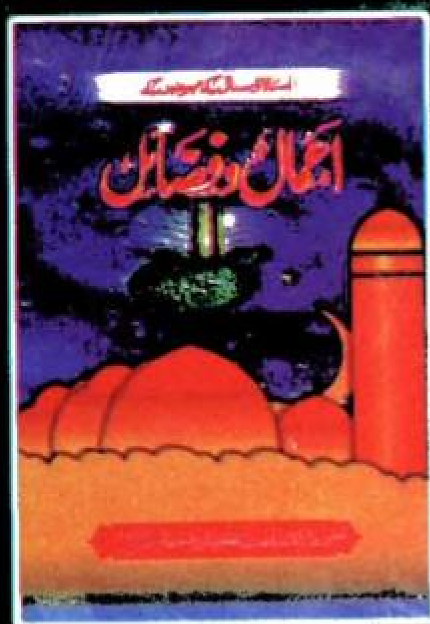
سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ

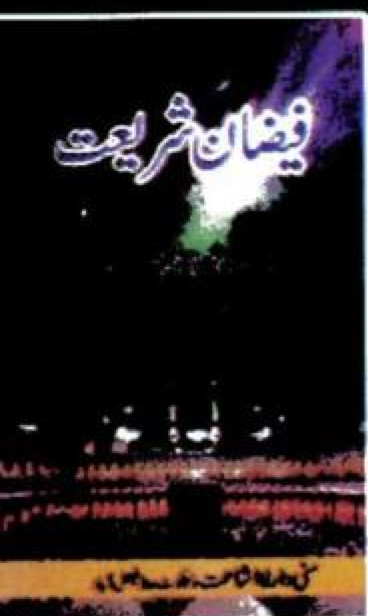
ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

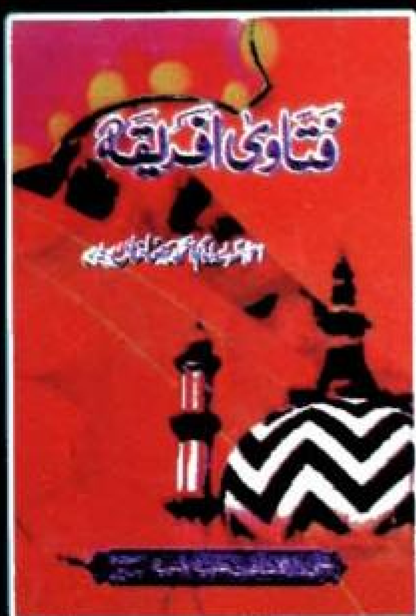
سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ

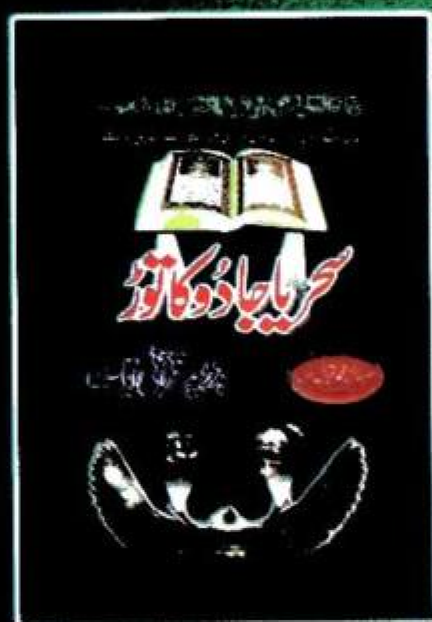
کی دیگر کتب











Future

SINGAPORE

V-8000

KET

۵۵۴ احادیث اور ۴۷۴ مسائل کا مستند ذخیرہ

انوارُ الحدیث

مصنف

فقیہ عصر مفتی جلال الدین احمد امجدی

مفتی دار العلوم فیض الرسول براؤن شریف ضلع بستی

ناشر

سُنّی دار الاشاعت علویہ رضویہ

ڈجکوٹ روڈ۔ فیصل آباد

نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔ انوار الحدیث

مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔ علامہ جلال الدین احمد امجدی

نظر ثانی ۔۔۔۔۔۔۔۔ الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف، لاہور

تاریخ اشاعت ۔۔۔۔۔۔۔۔ فروری ۲۰۰۸ء

تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۰۰

کمپوزنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔ فیصل رشید

مطبع ۔۔۔۔۔۔۔۔ نواز پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔ روپے

ملنے کا پتہ

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ

ڈجکوٹ روڈ، لاہور

شرف انتساب

اُن محدثینِ کرام اور ائمۂ اسلام

کے نام

جن کے قلمدان کی روشنائی قیامت کے دن

شہیدوں کے لہو کے ساتھ

وزن کی جائے گی

جلال الدین احمد الامجدی

فہرست

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

کتاب الجنائز

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

مضامین | صفحہ

نگاہِ اوّلیں

لکَ الحمدُ یا اللہ

وَالصّلوٰۃُ وَالسَّلامُ علیکَ یارسُولَ اللہ

میری دیرینہ تمنا تھی کہ آیات قرآنیہ اور احادیث کریمہ سے دو مختصر رسالے لکھے جائیں جو عام فہم ہوں تاکہ عوام بھی بآسانی سمجھ سکیں لیکن وقت گزرتا رہا اور مجھے سکون میسر نہ ہوسکا کہ ان کے لیے قلم اٹھاتا۔ آخر ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ میں دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف کی خدمات پر مامور ہوا تو بانی فیض الرسول حضرت شاہ محمد یار علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ کرم کے سایہ میں سکون کی ساعتیں نصیب ہوئیں۔ پہلے ہم نے حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ کی مثنوی شریف کا مختصر انتخاب بنام گلدستۂ مثنوی ۱۳۷۸ ہجری میں لکھا پھر آیاتِ قرآنیہ سے ایک عام فہم اور مختصر رسالہ معارف القرآن محرم ۱۳۸۰ ہجری میں مرتب کیا اور اعلان کیا کہ گلدستۂ مثنوی کے دوسرے حصے گلزارِ مثنوی کی ترتیب سے فارغ ہو کر معارف القرآن کے نہج پر احادیث کریمہ کا ایک مختصر انتخاب پیش کیا جائے گا۔ گلزارِ مثنوی شعبان ۱۳۸۰ھ میں مرتب ہو کر چھپ گئی اور کئی سال گزر گئے لیکن درمیان میں دارالافتاء کی خدمت سپرد ہوئی اور پھر رسالہ فیض الرسول کے اجراء کے سبب استفتاء کی زیادتی ہوگئی جس نے مجھے کچھ لکھنے کا موقع نہ دیا مگر جب رسالہ فیض الرسول بند ہوگیا اور وقت میں کچھ گنجائش ہوئی تو ہم نے اللہ و رسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لے کر لکھنا شروع کیا جب کبھی درس و تدریس اور دارالعلوم کی دیگر خدمات فتویٰ نویسی وغیرہ سے کچھ اوقات بچتے تو دو چار صفحات لکھ ڈالتا۔ اللہ اور اس کے رسول پیارے مصطفےٰ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم ہوا کہ اس

طرح تھوڑا تھوڑا کر کے یہ کتاب مکمل ہوگئی۔

کتاب کی تصنیف کے بعد چونکہ طباعت کے اخراجات کا سوال پیدا ہوتا ہے اس لیے ہم نے شروع میں اپنی مالی وسعت کے مطابق ایک مختصر رسالہ لکھنے کا ارادہ کیا تھا جب چند اوراق تیار ہو گئے تو عالی جناب سیٹھ ملا محمد منیف صاحب منیجر مدرسہ غوثیہ بڑھیا کھنڈسری ضلع بستی نے ان اوراق کا مطالعہ کیا' غایت درجہ محظوظ ہو کر ضخیم کتاب لکھنے کی تمنا ظاہر کی اور اپنے صرف خاص سے اس کے چھپوانے کا وعدہ بھی کیا۔ پھر تو ہم نے بہت سے عنوان پر حدیثوں کا انتخاب کیا۔ضرورت کے مطابق شارحین حدیث کی عبارتیں نقل کیں اور ہر مضمون کی مناسبت سے انتباہ کے تحت بعض عقائد دینیہ و مسائل شرعیہ کا اضافہ کیا اس طرح یہ کتاب تقریباً پانچ سو صفحات پر پھیل گئی۔

چوں کہ سیٹھ حضرات کو کتاب کی اشاعت سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اس لیے ملا محمد منیف صاحب کا یہ اقدام قابلِ تحسین ہے اور دوسرے سیٹھ حضرات کے لیے لائق تقلید بھی ہے۔ خدائے تعالیٰ ملا محمد منیف صاحب کو دولت کی فروانی کے ساتھ مذہب اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کا مزید جذبہ عطا فرمائے اور دوسرے مالداروں کو ان کی تقلید کی توفیق بخشے۔ آمین!

یہ کتاب کتنی عرق ریزی کے بعد تیار ہوئی ہے اس کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۱۳ عنوان پر ہم نے ۵۵۴ احادیث کا انتخاب کیا ہے۔ پہلے کالم میں اصل عربی عبارت کو عوام کی آسانی کے لیے اعراب کیساتھ لکھا ہے اور دوسرے کالم میں ترجمہ کو سلیس اُردو زبان میں پیش کیا ہے۔ ہر حدیث کا ماخذ بتا دیا گیا ہے اور بعض احادیث کو کسی مصلحت سے جلد و صفحہ کے حوالہ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ احادیث کے معانی کی وضاحت کے لیے جگہ جگہ شارحین حدیث کے اقوال ترجمہ کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور ہر مضمون کی مناسبت سے انتباہ کی سرخی کے تحت بہت سے اہم مسائل مستند کتابوں کے جلد و صفحہ کے حوالہ کے ساتھ تحریر کیے گئے ہیں۔حتیٰ الامکان کتابت اور پروف کی تصحیح کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پھر بھی اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ اگر کوئی خامی نظر آئے تو مطلع

فرمائیں ہم مشکور ہوں گے۔

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کے ہم دل کی گہرائیوں سے ممنونِ کرم ہیں کہ انہوں نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اس کے لیے ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا جو علم حدیث پر بجائے خود ایک مستقل رسالہ ہے اور منکرین حدیث کے لیے دعوتِ غور وفکر کا سامان ہے۔

اور علامہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ رضوی صدر المدرسین دار العلوم براؤں شریف کے بھی ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اپنے مفید مشوروں سے نوازا، خدائے تعالیٰ ان حضرات کے فیوض و برکات کو ہمیشہ جاری رکھے۔

آمین

جلال الدین احمد امجدی

خادم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی

9 شعبان 1391 مطابق 30 ستمبر 1971ء

مقدمہ

از: حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله هو المعين — اياه نعبد و نستعين

معترفًا بالا ختصاص — ماحوته سورة الاخلاص

سلطانه في الارض و السماء — رب الجلال و علي العلاء

ثم صلاتهٗ على من ابدا — باحسن الحديث اعنى احمدا

قطب الوجود وكذا سلام — لم يكتنه لكنهه الانام

ويدخل الال بذا اهل الشرف — وصحبه ومن تلامن السلف

امابعد! ایک عرصۂ دراز سے اس امر کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ عامہ مسلمین اہل سنت کے لیے اردو زبان میں احادیث مقدسہ کا کوئی مستند مجموعہ مرتب کیا جائے لیکن کسی بھی زبان کے مطالب و معانی کو دوسری زبان میں منتقل کرنا جتنا مشکل کام ہے وہ اہل علم و بصیرت پر مخفی نہیں۔ خصوصیت کے ساتھ احادیث نبوی کا اردو ترجمہ تو اس لحاظ سے اور بھی زیادہ مشکل ہے کہ ایمان و اسلام کی تفصیلات اور شریعت کے احکام کا وہ اصل ماخذ بھی ہے اس لیے مطالب و معانی کی تعبیر میں الفاظ و بیان کی ذرا بھی لغزش ہوگئی تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے شارح کا مقصود و مدعا ادا ہونے سے رہ جائے گا بلکہ اسلامی دستور کی وہ روح متاثر ہو جائے گی جو عملی زندگی کے بے شمار گوشوں پر حاوی ہے۔ اس لیے ترجمۃ الحدیث کے سلسلے میں صرف ہر دو زبان کی واقفیت کافی نہیں ہے بلکہ مطالب و معانی کی صحیح تعبیر پر قدرت کے ساتھ حدیث فہمی کی فقہی بصیرت، شروح و تاویلات کا گہرا مطالعہ اسلاف کے دینی و فکری مزاج اور ذاتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غایت

عشق وعقیدت اور والہانہ جذبہ واحترام کا تعلق بھی نہایت ضروری ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی زید مجدہم اس عظیم خدمت کی انجام دہی کے لیے آمادہ ہوگئے اور سالہا سال کی محنت و عرق ریزی کے بعد انہوں نے مستند حدیثوں کا ایک اردو مجموعہ مرتب کر کے قوم کے سامنے پیش کیا جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔

میں اپنے علم و یقین کی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ مولانا موصوف اپنے علم و تقویٰ بصیرت و ذکاوت' اور عشق و وجدان کی لطافتوں' طہارتوں اور سعادتوں کے اعتبار سے قطعاً اس خدمت کے اہل ہیں اور بلاشبہ ان کی یہ خدمت احترام و اعتماد کی نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اہلِ حق کی طرف سے انہیں اس گرانمایہ خدمت پہ اجر جزیل اور جزائے جلیل و بے مثیل عطا فرمائے اور احادیث صحیحہ کا یہ اُردو مجموعہ بارگاہِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سند قبول کی عزت سے سرفراز کرے۔

رسم معہود کے مطابق عزیز موصوف نے اپنے اس گراں قدر مجموعے کا پیش لفظ لکھنے کے لیے مجھ جیسے بے بضاعت و ناسزاوار کو اتنی بار مجبور کیا کہ اب معذرت کی بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ویسے یہ امر واقعہ ہے کہ اس عظیم منصب کا میں اہل نہیں ہوں لیکن صرف اس لالچ میں قلم اٹھا رہا ہوں کہ شاید عرصہ محشر میں یہی چند سطریں میرے نامۂ اعمال کی ارجمندیوں کا پیش لفظ بن جائیں۔

احادیث نبوی کی نشر و اشاعت کی خدمت بجا طور پر دونوں جہان کا سب سے بڑا اعزاز ہے لیکن حیاتِ مستعار کے چند لمحوں کا یہ مصرف بھی کچھ کم قابلِ فخر نہیں کہ دشمنانِ حق کی طرف سے احادیث مقدسہ کی حرمت و ناموس پر کیے گئے حملوں کا دفاع کر کے دلوں کے تاریک ویرانوں میں حقیقت و یقین کا اجالا پھیلایا جائے۔

اسی جذبے کی تحریک پر میں نے اپنے پیش لفظ میں حدیث کی دینی حیثیت' تدوین حدیث کی علمی و تاریخی انفرادیت اور فتنۂ انکارِ حدیث اور اس کے اسباب و

محرکات پر بے لاگ بحث کر کے بہت سے وہ حقائق بے نقاب کیے جن پر اب تک پردہ پڑا ہوا ہے۔

خدا کرے میرے قلم کی یہ کاوش اہلِ علم کی بارگاہوں سے وقعت و اعتماد کی سند حاصل کرے اور عامہ مسلمین، دشمنانِ حق کی ان سازشوں سے باخبر ہو جائیں جو انکارِ حدیث کے جذبے کے پیچھے کارفرما ہیں۔

حدیث کی تعریف اور اس کی قسمیں: جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی تعریف یہ کی گئی ہے۔

الحدیث یطلق علی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم تصریحاً وحکماو علی فعله و تقریره، ومعنی التقریر ہو ما فعل بحضوره صلی اللہ علیہ وسلم ولم ینکره علیہ اوتلفظ به احدمن الصحابة بمحضرا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم و لم ینکره ولم ینهه عن ذالك بل سکت وقدر ۔(النخبة النبهانية)

حدیث کہتے ہیں حضور ﷺ کے قول کو وہ صراحتہً ہو یا حکماً اور حضور ﷺ کے فعل کو اور حضور ﷺ کی تقریر کو، تقریر کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے روبرو کوئی کام کیا گیا اور حضور ﷺ نے اسے منع نہیں فرمایا یا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کوئی بات کہی اور حضور ﷺ نے اسے رد نہیں کیا بلکہ خاموش رہے اور عملاً اسے ثابت فرمادیا۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:

وکذا یطلق الحدیث علی قول الصحابة وعلی فعلهم و علی تقریرهم والصحابی ہو من اجتمع بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمناو مات علی الاسلام .

اور اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول و فعل اور ان کی تقریر پر بھی اور صحابی کہتے ہیں اس محترم ہستی کو جسے بحالتِ ایمان حضور ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان پر ہی خاتمہ

(النخبۃ النبہانیۃ) ہوا۔

پھر فرماتے ہیں:

وکذلك يطلق الحديث علی قول التابعين و فعلهم و تقرير هم والتابعی هو من لقی الصحابی وکان مومنا بالنبی صلی الله علیه وسلم ومات علی الاسلام ۔

اور اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے تابعین کے قول وفعل اور ان کی تقریر پر بھی اور تابعی کہتے ہیں اس معظم ہستی کو جس نے بحالتِ ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا۔

(النخبۃ النبہانیۃ)

حدیث کی بنیادی قسمیں

اس لحاظ سے حدیث کی تین قسمیں ہوگئیں جس کی تشریح حضرت شیخ محقق سیدی شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رضی اللہ عنہ نے یوں فرمائی ہے۔

ماانتهی الی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم یقال له المرفوع ۔

جس حدیث کا سلسلۂ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے اسے ''حدیث مرفوع'' کہتے ہیں۔

وما انتهی الی الصحابی یقال له الموقوف ۔

اور جس حدیث کا سلسلۂ روایت کسی صحابی تک منتہی ہوتا ہے اسے ''حدیث موقوف'' کہتے ہیں۔

وما انتهی الی التابعی یقال له المقطوع ۔

اور جس حدیث کا سلسلۂ روایت کسی تابعی تک منتہی ہوتا ہے اسے ''حدیث مقطوع'' کہتے ہیں۔

(مصطلحات الاحادیث)

حدیث کی دینی حیثیت: یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ احکام شریعت کا پہلا سرچشمہ قرآن عظیم ہے کہ وہ خدا کی کتاب ہے اور قرآن ہی کی صراحت وہدایت کے بموجب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع بھی ہر مسلمان کے لئے لازم وضروری ہے کہ بغیر اس

کے احکام الٰہی کی تفصیلات کا جاننا اور آیاتِ قرآنی کا منشاو مراد سمجھنا ممکن نہیں ہے اس لئے اب لامحالہ حدیث بھی اس لحاظ سے احکام شرع کا مآخذ قرار پا گئی کہ وہ رسولِ خدا ﷺ کے احکام وفرامین، ان کے اعمال، افعال اور آیات قرآن کی تشریحات ومرادات سے باخبر ہونے کا واحد ذریعہ ہے۔

اب ذیل میں قرآن مبین کی وہ آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیں جن میں نہایت صراحت ووضاحت کے ساتھ بار بار رسول انور ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری اور اتباع وپیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

۱- یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَا تَوَلَّوۡا عَنۡهُ ۔
(پارہ۹: رکوع ۱۷)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور رسول سے روگردانی نہ کرو۔

۲- اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا ۔
(پارہ۱۰: رکوع ۲)

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں مت جھگڑو کہ بکھر کر کمزور ہو جاؤ گے۔

۳- وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۔
(پارہ۵: رکوع ۶)

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس منصب کے ساتھ کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

۴- قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰهُ ۔
(پارہ۳: رکوع ۱۲)

اے رسول! آپ لوگوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم خدا سے دوستی کا دم بھرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تمھیں اپنا دوست بنائے گا۔

۵- فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡكَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَهُمۡ ۔
(پارہ۵: رکوع ۶)

آپ کے رب کی قسم وہ ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے ان معاملات میں آپ کو اپنا حاکم نہ مان لیں جن میں ان کے آپس کا جھگڑا ہے۔

۶- اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُو الرَّسُوْلَ وَ اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ
(پارہ۵:رکوع۵)

اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی اطاعت کرو جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اللہ اور رسول کی جانب رجوع کرو۔

۷- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوْ اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ ۔ (پارہ۲۶:رکوع۸)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے عمل کو باطل نہ کرو۔

۸- مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۔ (پارہ۵:رکوع۸)

جس نے رسول کی اطاعت کی تو بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۹- قُلْ اَطِیْعُو اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۔
(پارہ۳:رکوع۱۲)

اے رسول! تم فرما دو کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

۱۰- مَااٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۔
(پارہ۲۸:رکوع۴)

جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

۱۱- لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (پارہ۲۱:رکوع۱۹)

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

مذکورہ بالا آیاتِ قرآن کی رُو سے اہلِ اسلام کے لیے رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی کا مرکزِ اطاعت اور مرجعِ اتباع ہونا واضح طور پر ثابت ہوگیا۔ لہٰذا اس اعتبار سے اب رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثنا کا حکم ہمارے لیے اسی طرح واجب الاطاعت ہے جس طرح قرآن کے ذریعہ ہم تک پہنچنے والا کوئی حکمِ خداوندی ہمارے لیے واجب الاطاعت ہے کیونکہ رسول کا حکم بھی بالواسطہ خدا ہی کا حکم ہے۔

ایک بنیادی سوال

یہ بات ذہن نشین کر لینے کے بعد اب ایک بنیادی سوال پر غور فرمائیے اور وہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا آیات میں رسولِ خدا ﷺ کی اطاعت واتباع کا جو بار بار حکم دیا گیا ہے تو آیا یہ حکم رسول پاک ﷺ کی صرف حیاتِ ظاہری تک ہے یا قیامت تک کے لیے؟

اگر معاذ اللہ اس حکم الٰہی کو رسول کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ خاص کر دیا جائے تو دوسرے لفظوں میں اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہوگا کہ قرآن واسلام پر عمل کرنے کا زمانہ بھی رسولِ خدا ﷺ کی حیات ظاہری ہی تک محدود ہے اس لیے کہ رسولِ خدا ﷺ کے فرمودات کی اطاعت اور ان افعال کی پیروی لازم ہی اس لیے تھی کہ بغیر اس کے قرآن واسلام کی تفصیلات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ممکن ہی نہ تھا لیکن جب قرآن اسلام پر عملدرآمد کا حکم قیامت تک کے لیے ہے تو ثابت ہوا کہ رسولِ خدا ﷺ کی اطاعت واتباع کا حکم بھی قیامت تک کے لیے ہے۔

حدیث کے حجت ہونے پر ایک عظیم استدلال

جب یہ بات طے ہوگئی کہ قرآن واسلام پر عملدرآمد کا حکم قیامت تک کے لیے ہے اور یہ بھی طے ہوگئی کہ قرآن واسلام کی تفصیلات کا علم اور ان پر عمل درآمد بغیر اطاعت رسول کے ممکن نہیں ہے تو اس ضمن میں ایک دوسرا بنیادی سوال یہ ہے کہ لغت وعرف اور شریعت وعقل کی رو سے اطاعت ہمیشہ احکام کی کی جاتی ہے پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ آج رسولِ خدا کے وہ احکام کہاں ہیں جن کی اطاعت کا قرآن ہم سے مطالبہ کرتا ہے؟ کیوں کہ احکام کے بغیر اطاعت کا مطالبہ سراسر عقل وشریعت کے خلاف ہے۔ پس جب آج بھی قرآن ہم سے اطاعتِ رسول کا طالب ہے تو لازماً آج ہمارے سامنے احکامِ رسول کا ہونا بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ رسولِ خدا کے احکام سے وہ احکام ہرگز نہیں مراد لیے جا سکتے جو خدا کی طرف سے قرآن میں وارد ہوئے ہیں کیونکہ احکامِ خداوندی ہونیکی حیثیت سے ان کا واجب الاطاعت ہونا ہمارے لیے بہت کافی ہے اس لیے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ رسول کے جن احکام کی اطاعت کا ہمیں حکم دیا ہے وہ قرآن مجید میں وارد

شدہ احکامِ خداوندی کے علاوہ ہیں۔

اتنی تمہید کے بعد اب یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ رسولِ پاک ﷺ کے احکام وارشادات اور قرآن واسلام کی تشریحات وتفصیلات کے مجموعہ کا نام مجموعۂ احادیث ہے۔ یہیں سے حدیث کی دینی ضرورت اوراس کی اسلامی حیثیت اچھی طرح واضح ہوگئی...... حدیث کی دینی اہمیت سے وہی شخص انکار کرسکتا ہے جو یک لخت اطاعت رسول کا منکر ہو۔

نقل وروایت کی ضرورت پر استدلال

ملّتِ اسلام کی جن مقدس ہستیوں کو رسول انور ﷺ کے اعمال وافعال کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور احکام وارشادات کو اپنے کانوں سے سننے کا قابل رشکِ موقع حاصل تھا انہیں امور سے باخبر ہونے کے لیے نقل وروایت کے واسطوں کی مطلق ضرورت نہیں تھی۔ لیکن بعد میں آنے والے جن افراد کو براہِ راست اس کا موقع حاصل نہیں تھا انہیں اپنے رسول ﷺ کے اقوال وافعال سے باخبر ہونے کا ذریعہ سوائے نقل وروایت کے اور کیا تھا؟

یہیں سے یہ سوال بھی حل ہو گیا کہ سرکار والا تبار کے اقوال وافعال اور کوائف واحوال سے آنیوالی امت کو باخبر کرنے کے لیے سلسلۂ نقل وروایت کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

پس اس امت کے جس افضل ترین طبقے نے سرکارِ رسالتِ مآب ﷺ کو بذاتِ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور براہِ راست اپنے کانوں سے سنا وہ ''طبقۂ صحابہ'' کے نام سے موسوم ہوا اور سرورِ کونین کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام نے جن لوگوں تک رسالت مآب ﷺ سے متعلق اپنے مشاہدات' مسموعات اور معلومات کا ذخیرہ پہنچایا وہ ''تابعین'' کہلائے اور اس معزز طبقے نے صحابۂ کرام کے ذریعے حاصل ہونے والے مشاہدات ومسموعات کا ذخیرہ جن لوگوں تک پہنچایا وہ تبع تابعین کے لقب سے ملقب ہوئے پھر اس طبقہ نے تابعین کرام کے ذریعہ حاصل کیے ہوئے اپنے زمانے کے لوگوں

کو باخبر کیا یہاں تک کہ سینہ بہ سینہ سفینہ در سفینہ، نسل در نسل اور گروہ در گروہ نقل روایات کا یہ مقدس سلسلہ آگے بڑھتا رہا تا آنکہ رسالتِ مآب ﷺ کے اقوال وافعال، احوال وکوائف اور ارشادات وتقریرات کا وہ مقدس ذخیرہ احادیث کی ضخیم ضخیم کتابوں میں محفوظ ہو کر ہم چودہ سو برس بعد میں پیدا ہونے والے افرادِ مت تک پہنچایا۔

پس رحمت ونور کی موسلا دھار بارش ہو راویانِ حدیث کے اس مقدس گروہ پر جس کے اخلاص وایثار، منت واحسان، محنت وجفاکشی، جاں نثاری وجگر سوزی، پیہم سفر، جنون انگیز مہم، لگاتار قربانی اور سعی مسلسل کے ذریعے آقائے کونین ﷺ کی جلوہ ریز وعطر بیز زندگی کا ایک شفاف آئینہ ہمیں میسر آیا۔

اتنا شفاف کہ چشم عقیدت وا کرتے ہی اس عہد فرخندہ فال میں پہنچ جایئے جہاں قدم قدم پر شہپر جبریل کی آواز سنائی دیتی ہے۔ آفتابِ نیم روز کی بات کیا کہیے کہ رات کو بھی جلوؤں کا سویرا ہے، ہر طرف ملکوتیوں کا ڈیرہ ہے۔ آسمانوں کے پٹ کھلے اور بند ہوئے۔ افلاکیوں کے نورانی قافلے اترے اور چلے گئے، عرش سے فرش تک انوار وتجلیات کا تانتا بندھا ہوا ہے جلوؤں کی بارش سے طیبہ کی زمین اتنی نم ہوگئی ہے کہ نچوڑے تو کوثر کا دھارا پھوٹ پڑے، کشور رسالت کے سلطانِ اعظم کبھی صحنِ مسجد میں ہیں کبھی حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں، کبھی اپنے سر فروش دیوانوں کا قافلہ لیے ہوئے وادیوں، کہساروں اور ریگ زاروں سے گزر رہے ہیں اور کبھی گریہ ومناجات کے خلوت کدوں میں امت کی فیروز بختی کا مقدر سنوار رہے ہیں۔ کبھی فرطِ غم سے آنکھیں نم ہوگئیں اور کبھی جاں نواز تبسم سے غنچے کھلا دیے۔ گلستانوں کی طرف نکل گئے تو خرامِ ناز کی نکہتوں سے راستے مہک اٹھے اور اب کاشانۂ رحمت میں جلوہ فگن ہیں تو ہر طرف طلعت زیبا کا اجالا ہے۔ ابھی بزمِ عاشقاں میں حقائق ومعارف کے گوہر لٹا رہے ہیں اور اب دیکھیے تو معرکۂ کارزار میں جاں نثاروں کو عیشِ جاوداں کی بشارت دے رہے ہیں۔

غرض حدیث کی کتابوں کا جو ورق الٹیے نقوش وحروف کے آئینے میں سرکارِ والا تبار کی زندگی کا ایک ایک خدوخال نظر آتا ہے جن نامرادوں کے قلوب عشقِ رسالت کی نعمتِ

کبریٰ سے محروم کر دیئے گئے ہیں وہ جلوۂ محبوب کے اس آئینہ جمال و کمال کو توڑ بھی دیں تو انہیں اس کا قلق ہی کیا؟ کہ پہلو میں محبت آشنا دل ہی نہیں ہے لیکن ان درمندان عشق اور وارفتگان آرزوئے شوق سے پوچھیے جو خاکِ طیبہ کو صرف اس جذبۂ محبت میں اپنے آنکھوں سے لگا لیتے ہیں کہ شاید پائے حبیب سے یہ مس ہوگئی ہو کہ احادیث کی کتابوں میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور تسکین قلب کے کیا کیا سامان ہیں۔

عاشق نہ شنیدی محنت الفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامۂ ہجراں چہ کشاید

داستانِ شوق کا آغاز اور اس کا اہتمام

روایتِ حدیث کا یہ سارا سلسلہ جن حضرات پر منتہی ہوتا ہے وہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقدس طبقہ ہے کیونکہ رسالت مآب ﷺ کی حیات طیبہ کے وہی مشاہد حقیقی، ناقلِ اول اور شب و روز کے حاضر باش ہیں۔ اگر ان بزرگوں نے اپنی معلومات و مشاہدات کا ذخیرہ دوسروں تک نہ پہنچایا ہوتا تو روایت حدیث کے ایک عظیم فن کی بنیاد ہی کیوں پڑتی؟ بزمِ شوق کی اس داستانِ لذیذ سے چودہ سو برس کی دنیا تو کیا باخبر ہوتی کہ نرگس کی چشم محرم کو بھی جلووں کا سراغ نہ ملتا۔ معارف و تجلیات کا چشمۂ فیض جہاں پھوٹا تھا وہیں منجمد ہو کے رہ جاتا۔ آخر ایک قرن کی بات دوسرے قرن میں پہنچی کیسے؟ اگر سننے اور دیکھنے والوں نے پہنچانے کا اہتمام نہیں کیا تھا۔ اس راہ میں صحابۂ کرام کے جذبۂ اشتیاق کی تفصیل معلوم کرنے کے بعد معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ اس کام کو دین کا بنیادی کام سمجھتے تھے۔ جیسا کہ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جب تک اس خاکدان گیتی کو سرکار پُرانوار کے وجود ظاہری کی برکتوں کا شرف حاصل رہا پروانوں کے دستے ہر وقت دربارِ گہربار میں سراپا اشتیاق اور گوش برآواز رہا کرتے کہ کب وہ لب ہائے جاں ناز کھلیں اور ارشاداتِ طیبات کے گل ہائے نور سے دل کی انجمن کو معطر کریں اور اتنا ہی نہیں بلکہ حاضر باش رہنے والوں سے اس کا بھی عہد و پیمان لیا جاتا کہ وہ غیر حاضر رہنے والوں تک دربار نبوت کی ساری سرگزشت پہنچا دیا کریں۔

جیسا کہ حاکم الحدیث حضرت حافظ نیشا پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اسی سلسلے میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ صحابی موصوف کے الفاظ یہ ہیں۔

ما کل الحدیث سمعناہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنا مستغلین فی رعایۃ الابل واصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانوا یطلبون مایفوتھم سماعہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیسمعونہ من اقرانہ ومن ھو احفظ منھم ۔
(معرفۃ علوم الحدیث: ص ۱۴)

ہم لوگوں کو تمام احادیث کی سماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہو پاتی تھی۔ ہم اونٹوں کی دیکھ بھال میں بھی مشغول رہتے تھے اور صحابہ (کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جس حدیث کی سماعت فوت ہو جاتی تھی اس کو اپنے ہم عصروں اور زیادہ یاد رکھنے والوں سے سن لیا کرتے تھے۔

عہد صحابہ میں راویان حدیث کے مواقع

دین کو اپنی تفصیلات وتشریحات کے ساتھ اہلِ اسلام تک پہنچانے کے لیے صحابہ کرام کے درمیان احادیث کی نقل وروایت کا شب وروز یہ معمول تو تھا اس کے علاوہ بھی بہت سے مواقع اس طرح کے پیش آتے تھے جب کہ کسی خاص مسئلے میں قرآن کا کوئی صریح حکم نہیں ملتا تو مجمع صحابہ سے دریافت کیا جاتا کہ اس مسئلہ کے متعلق سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث کسی کو معلوم ہو تو بیان کرے۔

چنانچہ یہی حافظ نیشا پوری حضرت قبیصہ ابن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

قال جائت الجدۃ فی عھد ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلتمس ان تورث فقال ابوبکر ماأجد

انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک دادی ان کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ چاہتی تھی کہ اسے پوتے کی

لك في كتاب الله شيئًا حتى اسأل الناس العيشة فلما صلى الظهر قام في الناس يسألهم فقال المغيرة بن شعبة سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يعطيها السدس .

(معرفة علوم الحديث)

میراث میں سے کچھ حصہ دیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں تیرا کوئی حصہ نہیں پاتا ہوں اور مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے بارے میں کچھ فرمایا ہے جب اس نے اصرار کیا تو فرمایا کہ اچھا ٹھہر! میں شام کو لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کروں گا۔ جب ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ وہ دادی کو چھٹا حصہ دیتے تھے۔

واقعہ کی تحقیق کا ایک عظیم نکتہ

بات یہیں پر ختم نہیں ہوگئی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہ حدیث بیان کر کے جب بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے۔ اب باقی حصہ واقعہ کے راوی کی زبانی سنیئے فرماتے ہیں:

قال ابوبكر رضى الله تعالىٰ عنه اسمع ذلك معك احدٌ فقام محمد بن مسلمة فقال سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يعطيها السدس

(معرفۃ علوم الحدیث)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات تمہارے ساتھ کسی اور نے بھی سنی ہے؟ اس سوال پر حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بیان کیا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ دادی کو چھٹا حصہ دیتے تھے۔

اللہ اکبر! جانتے ہیں حضرت ابوبکر کا یہ سوال **اسمع ذلك معك احد** (یہ بات تمہارے ساتھ کسی اور نے بھی سنی ہے؟) کس سے ہے یہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کا شمار اجلۂ صحابہ میں ہے اور جن کی دیانت وتقویٰ اور امانت وراستی کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ لیکن یہیں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حدیث رسول دین کے لیے حجت اور

وجوب احکام میں مؤثر نہ ہوتی تو حدیث کی توثیق وتصدیق کے لیے اتنا اہتمام کیوں کیا جاتا اور یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ بیان کرنے والے ایک سے دو ہو جائیں تو بات کا ثبوت نقطۂ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

کسی واقعہ کی خبر ایک ہی آدمی کی زبانی سنی جائے اور وہی خبر متعدد آدمیوں کے ذریعے موصول ہو تو دونوں میں یقین واعتماد کی کیفیت کا جو فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے حضور سرور عالم ﷺ کی حدیث شریف کے متعلق اپنے علم ویقین اور نقل روایت کے اعتماد کو نقطۂ کمال پر پہنچانے کے لیے صحابۂ کرام کے یہاں اس طرح کا اہتمام ہمیں قدم قدم پر ملتا ہے۔

ایک ایمان افروز واقعہ: حاکم الحدیث حضرت حافظ نیشا پوری رضی اللہ عنہ نے مشہور صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک نہایت رقت انگیز واقعہ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے ایک حدیث انہوں نے سنی تھی اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کے سننے والوں میں مشہور صحابی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور پاک کے وصال شریف کے بعد جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور مصر وشام اور روم وایران پر اسلامی اقتدار کا پرچم لہرانے لگا تو بہت سے صحابہ حجاز مقدس سے مفتوحہ ممالک میں منتقل ہو گئے۔ انہی لوگوں میں حضرت عقبہ بن عامر بھی تھے جو مصر گئے اور وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔

حضرت ابوایوب انصاری کو شدہ شدہ کسی طرح یہ معلوم ہو گیا کہ جو حدیث میں نے حضور پاک علیہ السلام سے سنی ہے اس کے سننے والوں میں حضرت عقبہ بن عامر بھی ہیں تو صرف اس بات کا جذبۂ اشتیاق کشاں کشاں انہیں مدینے سے مصر لے گیا کہ حضرت عقبہ بن عامر سے اس بات کی توثیق کر کے وہ یہ کہہ سکیں کہ اس حدیث کے دو راوی ہیں ایک میں ہوں دوسرے عقبہ بن عامر ہیں۔

ان کے اس والہانہ سفر کا حال بھی بڑا ہی رقت انگیز اور روح پرور ہے فرماتے ہیں کہ جذبۂ شوق کی ترنگ میں کہساروں، وادیوں اور دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے وہ مصر

پہنچے۔ کبرسنی کا عالم، دشوار گزار سفر لیکن وارفتگی شوق کی بے خودی میں نہ بڑھاپے کا اضمحلال محسوس ہوا نہ راستے کی دشواریاں حائل ہوئیں۔ شب و روز چلتے رہے۔ مہینوں کی مسافت طے کر کے جب مصر پہنچے تو سیدھے مصر کے گورنر حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری کی رہائش گاہ پر نزول اجلال فرمایا۔ امیر مصر نے مراسم ملاقات کے بعد دریافت کیا۔

ماجاء بك يا ابا ايوب؟ کس غرض سے تشریف لانا ہوا ابو ایوب؟ جواب میں ارشاد فرمایا۔

حديث سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يبق احد سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم غيرى وغير عقبة بن عامر فابعث من يدلني على منزله . (معرفته علوم الحديث)	رسولِ پاک ﷺ سے میں نے ایک حدیث سنی ہے اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کے سننے والوں میں میرے اور عقبہ بن عامر کے سوا اب کوئی اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ پس میرے ساتھ ایک ایسا آدمی لگا دو جو مجھے ان کے گھر تک پہنچا دے۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس میں اس لیے نہیں آیا ہوں کہ تم سے ملنا مقصود تھا بلکہ صرف اس لیے آیا ہوں کہ تم حضرت عقبہ بن عامر کے گھر تک میرے پہنچا دینے کا انتظام کر دو۔

ایک گدائے عشق کی ذرا شانِ استغنا ملاحظہ فرمایئے کہ گورنر کے دروازے پر گئے ہیں لیکن ایک لفظ بھی اس کے حق میں نہیں فرماتے۔

راوی کا بیان ہے کہ والئ مصر نے ایک جان کار آدمی ساتھ کر دیا جو انہیں حضرت عقبہ بن عامر کے دولت کدے تک لے گیا۔ معانقہ کے بعد انہوں نے بھی پہلا سوال یہی کیا

ماجاء بك يا ابا ايوب؟ کس غرض سے تشریف لانا ہوا ابو ایوب؟ جواب میں فرمایا۔

حديث سمعته من رسول الله	ایک حدیث میں نے رسول پاک ﷺ سے

صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لم یبق احد سمعه من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم غیری وغیرك فی ستر المؤمن قال عقبة نعم سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول من ستر مومنا علی خزیة ستر الله یوم القیامة فقال ابو ایوب صدقت .

سنی ہے اور اس کا سننے والا میرے اور آپ کے سوا اب کوئی دنیا میں موجود نہیں ہے اور وہ حدیث مومن کی پردہ پوشی کے بارے میں ہے۔ حضرت عقبہ نے جواب دیا کہ ہاں حضور اکرم ﷺ سے میں نے یہ حدیث سنی ہے کہ جو کسی رسوائی کی بات پر مومن کی پردہ پوشی کرتا ہے کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ حضرت ابوایوب نے فرمایا آپ نے سچ کہا یہی میں نے بھی سنا ہے۔

اس کے بعد بیان کرتے ہیں:

ثم انصرف ابو ایوب الی راحلته فرکبها راجعا الی المدینة .

اتنا سن کر حضرت ابوایوب اپنی سواری کے پاس آئے، سوار ہوئے اور مدینہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔

گویا مصر کے دور دراز سفر کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ اپنے کان سے سنی ہوئی بات دوسرے کی زبان سے سن لیں...... حدیث دوست کی لذت شناسی کا یہی وہ جذبۂ شوق تھا جس نے مذہب اسلام کو مذہبِ عشق بنا دیا۔ حضرت امام حافظ نیشا پوری نے واقعہ کے خاتمہ پر رقت و گداز میں ڈوبا ہوا اپنا یہ تأثر سپردِ قلم کیا ہے، لکھتے ہیں:

فهذا ابو ایوب الانصاری علی تقدم صحبته و کثرة سماعه من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رحل الی صحابی من اقرانه فی حدیث واحد .

(معرفۃ علوم الحدیث)

یہ ابوایوب انصاری ہیں جو صحابیت میں اقدام اور حضور ﷺ سے کثیر الروایۃ ہونے کے باوجود صرف ایک حدیث کے لیے اپنے معاصر سے ملنے گئے اور دور دراز کا سفر کیا۔

ایک اور دیوانہ شوق: اسی طرح ایک اور واقعہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام نیشاپوری نے نقل کیا ہے۔

بات یہاں سے چلی ہے کہ اپنے وقت کے ایک عظیم محدث حضرت عمرو بن ابی سلمہ امام الحدیث حضرت امام اوزاعی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چار سال رہے اور طویل عرصے میں انہوں نے صرف تیس حدیثیں ان سے سماعت فرمائیں ایک دن وہ حضرت امام اوزاعی سے بڑی حسرت کے ساتھ کہنے لگے۔

انا الزمك منذ اربعة سنوات ولم اسمع منك الا ثلاثين حديثا

آپ کی خدمت میں رہتے ہوئے مجھے چار سال ہو گئے لیکن اس طویل عرصے میں صرف تیس حدیثیں میں آپ سے حاصل کر چکا۔

امام اوزاعی نے جواب میں ارشاد فرمایا:

وتستقل ثلاثين حديثا اربعة سنوات ولقد سار جابر بن عبدالله الى مصر واشترى راحلة فركبها حتى سأل عقبة بن عامر عن حديث واحد وانصرف الى المدينة ۔(معرفة علوم الحديث ص ۹)

چار سال کی مدت میں تیس حدیثوں کا ذخیرہ تم کم سمجھ رہے ہو حالانکہ حضرت جابر بن عبداللہ نے صرف ایک حدیث کے لیے مصر کا سفر کیا' سواری خریدی اور اس پر سوار ہو کر مصر گئے اور حضرت عقبہ بن عامر سے ملاقات کر کے مدینہ واپس لوٹ گئے۔

مطلب یہ ہے کہ چار سال کی مدت میں تیس احادیث کی سماعت کو بھی غنیمت جانو کہ ایک عظیم نعمت تمہیں کم سے کم مدت میں حاصل ہو گئی ورنہ عہد صحابہ میں تو صرف ایک حدیث کے لیے لوگ دور دراز ملکوں کا سفر کرتے تھے پس ایک حدیث پر دو مہینے کی مدت بھی اگر صرف ہوتی تو آپ حساب لگا لو کہ تیس حدیث کے لیے کتنی مدت چاہیے تھی۔

بلکہ حافظ نیشاپوری کی تصریح کے مطابق عہد صحابہ میں طلب حدیث کے لیے سفر اتنا لازم تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے لطالب العلم يتخذ نعلين من حديد (معرفۃ ص۹) طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے لیے لوہے کے جوتے تیار کرائے تا کہ

بغیر کسی زیر باری کے ساری عمر وہ طلب حدیث میں سفر کرتا رہے۔

سلسلۂ روایت کی تقویت کے اسباب

عہد صحابہ میں سلسلۂ روایت کی تقویت کے لیے جہاں راویوں کی کثرتِ تعداد کو اہمیت دی جاتی تھی وہاں نقل و روایت کی صحت جانچنے اور اسے یقین کی حد تک پہنچانے کے لیے اور بھی طریقے رائج تھے۔ مثال کے طور پر حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے۔

ان فاته عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم حدیث ثم سمعه من غیره یحلف المحدث الذی یحدث به ۔ (معرفۃ ص۹)

جب ان کو کسی حدیث کی سماعت حضور ﷺ سے فوت ہو جاتی تو دوسرے راوی سے حدیث کی سماعت فرماتے لیکن اس سے قسم لیا کرتے تھے۔

یہ بیان کرنے کے بعد حضرت حافظ نیشاپوری تحریر فرماتے ہیں:

وکذلك جماعة من الصحابة والتابعین واتباع التابعین ثم عن ائمة المسلمین کانوا یبحثون وینقرون عن الحدیث الی ان یصح لهم ۔ (معرفۃ ص۱۵)

یہی حال صحابہ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مسلمین کا تھا کہ وہ حدیث کے بارے میں بحث و کرید کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو حدیث کی صحت کا یقین ہو جاتا۔

روایت حدیث کا فن اپنی جس عظیم خصوصیت کے باعث سارے جہاں میں منفرد ہے وہ یہ ہے کہ کسی واقعہ کے نقل و روایت کے لیے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ نفسِ واقعہ بیان کر دیا جائے بلکہ بیان واقعہ سے پہلے ناقل کے لیے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس واقعہ کا علم اسے کیونکر ہوا کتنے واسطوں سے یہ بات اس تک پہنچی ہے اور وہ کون لوگ ہیں۔ ان کے نام و نشان کیا ہیں۔ ان کی عمریں کیا ہے۔ وہ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ دیانت، تقویٰ، راست گفتاری، حسن اعتقاد، قوت حافظہ، عقل و فہم اور فکر و بصیرت کے اعتبار سے ان کے حالات کیا ہیں؟ اسی کو اصطلاحِ حدیث میں اسناد کہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اصحابِ حدیث کے یہاں اسناد اتنی ضروری چیز ہے کہ اس کے بغیر ان کے یہاں کوئی بات قابلِ اعتماد نہیں ہوتی......!

یہاں تک کہ حضرت حافظ نیشا پوری نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

الاسناد من الدین ولو لا الاسناد لقال من شاء ماشاء .	اسناد دین کا حصہ ہے اگر اسناد نہ ہوتیں تو جس کے دل میں جو آتا کہتا۔

اسی ضمن میں حضرت حافظ نیشا پوری نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابن ابی فروہ نامی کسی شخص نے حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ سے بغیر کسی اسناد کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی......اس پر امام زہری نے آزردہ ہوکر فرمایا:

قاتلك الله یا ابن ابی فروه ما اجرأك علی الله ان لا تسند حدیثك، تحدثنا با حادیث لیس لها خُطُم ولا ازمة (معرفۃ الحدیث: ص ۶)	اے ابوفروہ! تجھ کو اللہ تباہ کرے تجھ کو کس چیز نے اللہ پر جری کر دیا ہے کہ تیری حدیث کی کوئی سند نہیں ہے تو ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے کہ جن کے لیے نہ نکیل ہے نہ لگام۔

اصول نقد حدیث

اس سلسلے میں حاکم الحدیث حضرت امام نیشا پوری نے احادیث کی صحت کو پرکھنے کے لیے جو ضابطہ نقل فرمایا ہے وہ قابلِ مطالعہ ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ احادیث کو اغلاط کی آمیزش سے محفوظ رکھنے کے لیے کیسی کیسی منصوبہ بند تدبیریں عمل میں لائی گئی ہیں:۔

وما یحتاج طالب الحدیث فی زماننا هذا ان یبحث عن احوال المحدث اولاهل یعتقد الشریعة فی التوحید وهل یلزم نفسه	ہمارے زمانے میں ایک طالبِ حدیث کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ محدث کے حالات کی تفتیش کرے کہ آیا وہ توحید کے بارے میں شریعت کا معتقد ہے؟ اور کیا انبیائے کرام علیہم

طاعت الانبياء والرسل صلى الله عليهم ثم يتامل حاله هل صاحب هوىٰ يدعوا الناس الى هواه فان الداعى الى البدعة لا يكتب عنه ثم يتعرف سنه هل يحتمل سماعه من شيوخه الذين يحدث عنهم ثم يتامل اصوله .

(معرفۃ علوم الحدیث ،ص ۱۶)

السلام کی اطاعت اپنے اوپر لازم سمجھتا ہے۔ پھر اس کی حالت پر غور کرے کہ وہ بد مذہب تو نہیں ہے کہ لوگوں کو اپنی بدمذہبی کی طرف دعوت دے رہا ہو۔ کیونکہ بدعت کی طرف بلانے والے سے کوئی حدیث نہیں لی جائے گی۔ پھر اس محدث کی عمر معلوم کرے کہ اس کی سماع ان مشائخ سے ممکن ہے کہ جن سے وہ حدیث بیان کر رہا ہے پھر اس کے اصول پر غور کرے۔

تاریخ تدوین حدیث

فنِ حدیث کے محاسن وفضائل اور اس کے متعلقات اور موجبات پر قلم اٹھانے سے پہلے یہ بتا دینا نہایت ضروری ہے کہ عہد صحابہ سے لے کر آج تک حدیث کی تدوین اور جمع وترتیب کا کام کیونکر عمل میں آیا......؟

اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ سرکار رسالت مآب ﷺ کا عہد پُر نور جو نزول قرآن کا زمانہ ہے۔ اس عہد پاک میں چونکہ آیات قرآنی کے تحفظ کا کام سب سے اہم تھا اس لیے حضور پاک ﷺ نے صحابہ کرام کو تاکید فرمائی کہ وہ صرف آیات قرآنی کو قلمبند کیا کریں۔ احادیث کو قید تحریر میں نہ لائیں تاکہ آیاتِ قرآنی کیساتھ کسی طرح کا التباس نہ ہو۔ البتہ اس امر کی اجازت تھی کہ زبانی طور پر احادیث کی روایت ونقل میں کوئی مضائقہ نہیں ...... جیسا کہ حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن ابى سعيد الخدرى رضى الله تعالىٰ عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكتبوا عنى ومن كتب غير القرآن

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ کوئی شخص میری حدیث نہ لکھے اور جس نے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہو تو اس کو مٹا دے

فلیمحه وحدثوا عنی ولا حرج ومن کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار . (مسلم شریف)

اور میری حدیثیں زبانی بیان کرے کوئی حرج نہیں اور جس نے میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کی تو اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

لیکن اسی کے ساتھ بعض وہ صحابہ جنہیں اپنے اوپر اعتماد تھا کہ وہ قرآنی آیات کے ساتھ احادیث کو مخلوط نہیں ہونے دیں گے وہ اپنے طور پر حدیثوں کو قلمبند کرلیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

عن ابی هریرة قال ما من احدمن اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اکثر حدیثا عنه منی الاما کان من عبداللہ بن عمرو فانه کان یکتب و انا لا اکتب .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابہ میں کوئی مجھ سے زیادہ حدیث بیان کرنے والا نہیں تھا مگر عبداللہ بن عمرو کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ (بخاری شریف)

جب کاغذ کے ٹکڑوں، ہرن کی جھلیوں، کھجور کے پتوں اور الواحِ قلوب میں بکھری ہوئی قرآن مجید کی آیتیں عہد فاروقی سے لے کر عہد عثمان تک کتابی شکل میں ایک جگہ جمع کردی گئیں اور ساری دنیا میں اس کے نسخے پھیلا دیئے گئے اور احادیث کے ساتھ آیاتِ قرآنی کے التباس واختلاط کا کوئی اندیشہ نہیں رہ گیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے ایما پر احادیث کی تدوین اور تصنیف وکتابت کا کام باضابطہ شروع ہوا۔ جیسا کہ حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ کی الفیہ کی شرح میں مقدمہ نویس نے لکھا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں:

فلما افضت الخلافة الی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنه فی عام ۹۹ تسع وتسعین من الهجرة کتب الی ابی بکر بن حزم وهو

۹۹ ہجری میں جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو آپ نے ابوبکر بن حزم کو لکھا جو معمر، لیث اوزاعی، مالک، ابن اسحاق اور ابن ابوذئب

شیخ معمر واللیث والاوزاعی ومالك وابن اسحاق وابن ابی ذئب وھو نائب عمر بن عبدالعزیز فی القضاء علی المدینة یقول له انظر ماکان من حدیث رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فاکتبه فانی خفت دروس العلم وذهاب العلماء

کے شیخ تھے اور مدینہ منورہ میں محکمہ قضا میں خلیفہ کے نائب تھے ان سے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ جو حدیث بھی حضور ﷺ کی ملے اسے لکھ لو اس لیے کہ مجھ کو علم کے مٹنے اور علماء کے چلے جانے کا خوف ہے۔

(مقدمہ شرح الفیہ: ص۵)

اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں تک نقل کیا گیا ہے۔

انه کتب الی اهل الآفاق انظروا الی حدیث رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فاجمعوه۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پاؤ تو اسے جمع کرلو۔ (تاریخ اصفہان لابی النعیم)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی تحریک پر فنِ حدیث میں سب سے پہلی کتاب حضرت ابن حزم رضی اللہ عنہ نے تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد حدیث کی کتابوں کی تصنیف وتالیف اور جمع وترتیب کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا' مختلف شہروں میں مختلف بزرگوں نے حدیث میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔

صاحب شرح الفیہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ بقید مقام ان بزرگوں کے نام لکھے ہیں۔

منهم ابن جریج بمکة وابن اسحاق ومالك بالمدینة والربیع بن صبیح وسعید بن عروه وحماد بن سلمة بالبصرة وسفیان الثوری بالکوفة والاوزاعی بالشام وهشام بواسط

ان میں ابن جریج مکہ میں' ابن اسحاق اور مالک مدینہ میں' ربیع بن صبیح اور سعید بن عروہ اور حماد بن سلمہ بصرہ میں' سفیان ثوری کوفہ میں' اوزاعی شام میں' ہشام واسط میں معمر یمن میں' جریر بن عبداللہ رے میں اور

ومعمر بالیمن وجریر بن عبداللہ بالری وابن المبارك بخراسان۔

ابن المبارک خراسان میں تھے۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)(مقدمہ شرح الفیہ)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

کلھم فی عصر واحد ومن طبقة واحدة واکثر ھم من تلامذة ابی بکر بن حزم وابن شھاب الزھری(مقدمه شرح الفیه)

یہ سب کے سب ایک ہی زمانہ میں ایک ہی طبقہ کے تھے اور ان میں کے اکثر حضرت ابوبکر بن حزم اور ابن شہاب زہری کے شاگرد تھے۔

اس کے بعد تصنیف وتالیف اور مختلف حلقہ ہائے درس کے ذریعہ احادیث کی نشرو اشاعت کا سلسلہ آگے بڑھتا گیا۔روایتوں کے قبول ورد کے اصول راویوں کے اوصاف وشرائط اور اس فن کے آداب ولوازم پر ضوابط ودساتیر کی تشکیل عمل میں آئی اور اصولِ حدیث کے نام سے علم وفکر کی دنیا میں ایک نئے فن کا آغاز ہوا۔

اصول وشرائط کے سخت سے سخت معیار پر احادیث کی نئی نئی کتابیں لکھی گئیں یہاں تک کہ آج اس فن کی جملہ تصنیفات میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی بہت مشہور اور متداول بین الناس ہیں۔

سطور بالا میں حدیث کی دینی ضرورت، اس کی علمی اور فنی ثقاہت اور اس کی تاریخی عظمت وانفرادیت پر کافی روشنی پڑ چکی ہے۔جن پاک طینت مسلمانوں کو اسلام وقرآن عزیز ہے اور جو اپنے آپ کو اسی امت مسلمہ کا ایک فرد سمجھتے ہیں جو چودہ سو برس سے اپنی متواتر روایات اور مربوط دینی وفکری تہذیب کے ساتھ زندہ وتابندہ ہے تو انہیں حدیث پر اعتماد کرنے کے لیے کسی دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

البتہ جو لوگ کہ ازراہ نفاق حدیث کا انکار کرتے ہیں اور اپنی اس شقاوت کو چھپانے کے لیے قرآن کا نام لیتے ہیں۔اگر مجھے وقت کی تنگی کا عذر نہ پیش آجاتا تو میں قابلِ وثوق شہادتوں کے ساتھ آفتاب نیم روز کی طرح یہ ثابت کر دکھاتا کہ ان کے یہاں حدیث کا انکار قرآن کی پیروی کے جذبے میں نہیں بلکہ قرآن کی پیروی سے بچنے کے

لیے ہے۔ حدیث کے انکار سے ان کا اصل مدعا یہ ہے کہ کلام خداوندی کے مفہوم کا یقین ان کی ذاتی صواب دید پر چھوڑ دیا جائے تا کہ آیاتِ الٰہی کا مفہوم مسخ کر کے بھی وہ قرآن کی پیروی کا دعویٰ کر سکیں۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ منکرینِ حدیث کے فتنے سے اہل ایمان کو محفوظ رکھے اور انہیں توفیق دے کہ وہ حدیث کی روشنی پھیلا کر عالم کا اندھیرا دور کریں۔ وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیّدنا محمدٍ وّاٰلِہٖ وصحبہٖ وحزبہٖ اجمعین ۔

ارشد القادری

مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور ا بہار

15 رمضان المبارک 1391ھ

کتاب الایمان

۱ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْاَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ ۔

(مسلم شریف)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے بہت سفید تھے (اور) بال نہایت سیاہ نہ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور دو زانو ہو کر اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے دونوں ہاتھ آپ کے (یا اپنے) رانوں پر رکھ لیے اور عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو اسلام (کی حقیقت) کے بارے میں آگاہ فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس امر کی کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں اور تو نماز ادا کرے زکوٰۃ دے رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے اگر تو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ اس شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا آپ نے سچ فرمایا (راوی کہتے ہیں کہ) ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ

شخص دریافت بھی کرتا ہے اور (اور خود ہی) تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا ایمان کی حقیقت بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ (ایمان یہ ہے) کہ تو خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نیز اس کی کتابوں اور کے رسولوں اور قیامت کے دن پر یقین رکھے اور تقدیر کی بھلائی کو دل سے مانے۔

شرح حدیث

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ کے تحت فرماتے ہیں کہ ”اسلام اسم ظاہر اعمال ست وایمان نام باطن اعتقاد ودین عبارت از مجموع اسلام وایمان ست آنکہ درعقائد مذکورست کہ اسلام وایمان یکے ست باں معنی ست کہ ہر مومن مسلم است وہر مسلم مومن ونفی یکے مومن دو اسم از مسلمان نہ تواں کرد وبہ حقیقتِ اسلام ثمرۂ ایمان وفرع ست وعلماء رادریں مسئلہ کلام بسیارست وتحقیق ایں است کہ گفتہ شد۔

یعنی اسلام ظاہری اعمال (مثلاً نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، زکوٰۃ دینے وغیرہ) کا نام ہے اور ایمان نام ہے اعتقادِ باطن کا (یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کو دل سے ماننے کا نام ایمان ہے) اور اسلام وایمان کے مجموعہ کا نام دین ہے اور وہ جو عقائد (کی کتابوں) میں مذکور ہے کہ اسلام وایمان دونوں ایک ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مومن مسلمان ہے اور ہر مسلمان مومن ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی نفی مسلمان سے نہیں کر سکتے اور حقیقت میں اسلام ایمان کا نتیجہ اور اس کی فرع ہے۔ علمائے کرام کے کلام اس مسئلہ میں بہت ہیں لیکن تحقیق یہی ہے جو بیان کیا گیا۔

(اشعۃ اللمعات جلد اوّل: ص ۳۸)

پھر حضرت شیخ محقق نے اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ کے تحت فرمایا ہے کہ ”حقیقت ایمان اینست کہ بگروی بخدائے تعالیٰ بذات وصفات ثبوتیہ وسلبیہ وے وتنزیہ وتقدیس وے تعالیٰ کنی از جمیع نقائص وامارات حدوث۔ یعنی ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ تو خدائے تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات ثبوتیہ وسلبیہ کو دل سے مانے اور تمام عیبوں اور حدوث کی

علامتوں سے اس کو پاک ومنزہ یقین کرے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۴۰ ج ۱)

اور وَرُسُلِہٖ کے تحت فرمایا کہ ''واجب ست ایمان آوردن بہمہ انبیاء فرق دراصل نبوت وواجب ست احترام وتنزیہہ ساحتِ عزت ایشاں از وصمت نقص وعصمت ایشاں از جمیع گناہاں خرد و بزرگ پیش از نبوت وپس از وے ہمیں ست قول مختار وآنچہ در قرآن مجید بآدم (علیہ السلام) نسبت عصیاں کردہ وعتاب نمودہ مبنی برعلو شان قرب اوست ومالک رامی رسد کہ برترک اولیٰ وافضل اگرچہ بحد معصیت نہ رسد بہ بندۂ خود ہرچہ خواہد بگوید وعتاب نماید دیگرے را مجال نہ کہ تواند گفت۔ واینجا ادبسیت کہ لازم است رعایت آں وآں اینست کہ اگر از جانب حضرت بعض انبیا کہ مقربان درگاہ اند عتابے وخطابے رود یا از جانب ایشاں کہ بندگانِ خاص اند تواضعے وذلتے وانکسارے صادر گردد کہ موہم نقص بود مارا نباید کہ دراں دخل کنیم وبدان تکلم نمائیم' ومجمل اعتقاد درحق سید انبیاء ﷺ آنست کہ ہرچہ جز مرتبہ الوہیت وصفات اوست حضرت اورا ثابت ست ووے ہمہ فضائل وکمالات بشری را شامل ودر ہمہ راسخ وکامل۔''

یعنی تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانا واجب ہے (اس طرح پر کہ کسی کے درمیان) اصل نبوت میں تفریق نہ کرے اور تعظیم وتوقیر کرنا نیز نقص کے عیب سے ان خیالات کی بارگاہ عزت کو پاک سمجھنا اور قبل نبوت وبعد نبوت چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے انہیں معصوم جاننا واجب ہے۔ یہی قول مختار ہے۔ اور قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرف عصیاں کی نسبت کی گئی اور عتاب فرمایا گیا تو وہ ان کی شان قرب کی بلندی پر مبنی ہے اور مالک کو حق پہنچتا ہے کہ اولیٰ اور افضل کے ترک پر اگرچہ وہ گناہ کی حد تک نہ پہنچے ہوں ان پر اپنے بندہ کو جو چاہے کہے اور عتاب فرمائے دوسرے کی مجال نہیں کہ کچھ کہہ سکے اور اس مقام پر ایک معیار ادب ہے جس کی رعایت ضروری ہے اور یہ کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض انبیاء علیہم السلام پر جو کہ بارگاہِ الٰہی کے مقرب ہیں کوئی عتاب یا خطاب نازل ہو یا ان حضرات کی جانب سے جو کہ خدائے تعالیٰ کے مخصوص بندے ہیں کوئی تواضع' عاجزی اور انکساری کا اظہار ہو جس سے نقص کا وہم ہوتا ہو تو ہم کو جائز نہیں

کہ اس میں دخل دیں اوران (کلماتِ عتاب یا تواضع) کو (ان کے حق میں) بولیں اور سید الانبیاء ﷺ کے بارے میں اجمالی اعتقاد یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور خدا کی صفات کے علاوہ جو کچھ ہے حضور ﷺ کے لیے ثابت ہے اور آنحضرت ﷺ تمام فضائل وکمالات بشری کے جامع اورسب میں راسخ وکامل ہیں۔ (اشعۃ اللمعات:ص ۴۰ ج ۱)

۲-عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔ (مسلم شریف)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔

واضح ہو کہ توحید ورسالت کی گواہی کے باوجود اگر آدمی سے کوئی ایسا قول یا فعل پایا گیا جو کفر کی نشانی ہو تو بحکم شریعت مطہرہ وہ کافر ہو جائے گا۔ اشعۃ اللمعات جلد اول کتاب الایمان کے شروع میں ہے۔ ''باوجود تصدیق واقرار چیزے کنند کہ شارع آں را امارت وعلامت کفر ساختہ مثل سجدۂ صنم وشد زنار وامثال آں پس مرتکب ایں امور نیز بحکم شرح کافراست اگرچہ فرضاً تصدیق واقرار داشتہ باشد یعنی (توحید ورسالت کی) تصدیق واقرار کے باوجود اگر کوئی ایسا کام کرے جس کو شارع علیہ السلام نے کفر کی نشانی اور علامت ٹھہرایا ہو جیسے بت کو سجدہ کرنا اور زنّار (یعنی جینو) باندھنا وغیرہ تو ایسے کاموں کا کرنے والا بھی بحکم شرع کافر ہے اگرچہ بظاہر (توحید ورسالت) کی تصدیق واقرار کرتا ہو۔

۳-عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے

اِلَیۡہِ مِنۡ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ۔(بخاری،مسلم)

ماں باپ' بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

شرح حدیث

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ "نشان ایمان مومن کامل آنست کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم محبوب تر و معظم از ہمہ چیز وہمہ کس باشد نزد مومن" پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ "مراد با محبت ایں جا ترجیح جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درادائے حق بالتزام دین واتباعِ سنت ورعائت ادب وایثار رضائے دے صلی اللہ علیہ وسلم بر ہر کہ د ہر چہ غیر اوست از نفس وولدہ ووالد واہل ، مال ومنال چنانکہ راضی شو بہلاکہ نفس خود وفقدان ہر محبوب نہ فوات حق دے صلی اللہ علیہ وسلم۔"

یعنی مومن کامل کے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ مومن کے نزدیک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظم ہوں ......اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اونچا مانے اس طرح کہ حضور علیہ السلام کے لائے ہوئے دین کو تسلیم کرے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کرے۔حضور علیہ السلام کی تعظیم وادب بجا لائے اور ہر شخص اور ہر چیز یعنی اپنی ذات' اپنی اولاد' اپنے ماں باپ' اپنے عزیز واقارب اور اپنے مال واسباب پر حضور کی رضا وخوشی کو مقدم رکھے جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ہر پیاری چیز یہاں تک کہ اپنی جان کے چلے جانے پر بھی راضی رہے لیکن حضور علیہ السلام کے حق کو دبتا ہوا گوارا نہ کرے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول ،ص ۴۷)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمتہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

"لیس المراد الحب الطبیعی لانہ لایدخل تحت الاختیار و لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا بل المراد الحب العقلی الذی یوجب ایثار ما یقتضی العقل رجحانہٗ ویستدعی اختیارہ وان کان علیٰ خلاف الھوی کحب المریض الدواء فانہ یمیل الیہ باختیارہ

ویتناول بمقتضیٰ عقله لما علم وظن ان صلاحه فیه وان نفرعنه طبعه مثلا لو امره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقتل ابویه واولاده الکافرین اوبان یقاتل الکفار حتی یکون شهید الاحب ان یختار ذلك لعلمه ان السلامة فی امتثال امره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اوالمراد ذلك الحب الایمانی الناشی عن الاجلال والتوقیر والا حسان والرحمة وهو ایثار جمیع اغراض المحبوب علی جمیع اغراض غیره القریب والنفس ولما کان صلی الله تعالیٰ علیه وسلم جامعالموجبات المحبة من حسن الصورة والسیرة وکمال الفضل والا حسان مالم یبلغه غیره استحق ان یکون احب الی المؤمن من نفسه فضلا عن غیره سیما وهو الرسول من عند المجوب الحقیقی الهادی الیه والدل علیه والمکرم لدیه ۔"

یعنی اس حدیث میں حضور ﷺ سے جومحبت رکھنے کاحکم ہے اس سے مرادمحبت طبعی نہیں اس لیے کہ وہ اختیار سے باہر ہے (اورانسان ایسی چیز کا مکلّف نہیں بنایا جاتا جو اس کے اختیار سے باہر ہو) (کما قال الله تعالیٰ) لَايُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّاوُسْعَهَا بلکہ اس سے مرادمحبت عقلی ہے جو اس امر کی تقدیم کوضروری قرار دیتی ہے جس کی ترجیح کا عقل تقاضا کرے اورجس کے اختیار کر لینے کا عقل مطالبہ کرے اگر چہ وہ امرخواہش نفس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو مثلاً بیمار آدمی کا (کڑوی) دوا سے محبت رکھنا (یہ محبت عقلی ہے) چنانچہ وہ دوا کو پسند کر کے اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس کو بر بنائے تقاضائے عقل پیتا ہے اس لیے کہ وہ یقین رکھتا ہے یا اندازہ کرتا ہے کہ میری تندرستی اس (دوا کے پینے) میں ہے اگر چہ اس دوا سے اس کی طبیعت متنفر رہتی ہو۔ مثلاً اگر حضور ﷺ کسی کوحکم دیں کہ اپنے کافر والدین اور اولاد کوقتل کردے۔ یا یہ حکم دے دیں کہ کفار سے لڑائی کرے اور لڑتے ہوئے شہید ہو جائے تو وہ اس کے کرگزرنے کا ضرور شیدائی رہے کیونکہ از روئے عقل وہ اتنا بہر حال جانتا ہے کہ آپ کی اطاعت ہی میں عافیت ہے۔

یا اس حدیث میں محبت سے مراد محبت ایمانی ہے جو آپ کی بزرگی، قدر وعظمت اور آپ کے احسان ومہربانی کے سبب (قلب مومن میں) پیدا ہوتی ہے۔ محبت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ محبت اپنے محبوب کی تمام خواہشوں کو دوسرے لوگوں یہاں تک کہ اپنے عزیز اور خود اپنی ذات کی اغراض پر ترجیح دے۔ اور چونکہ حضور ﷺ محبت کیے جانے کے تمام اسباب یعنی خوب صورتی، خوش خلقی، کمال بزرگی اور کمال احسان کے جامع ہیں اور ایسے جامع ہیں کہ آپ کے سوا کوئی دوسرا اس جامعیت کو نہیں پہنچ سکتا لہٰذا آپ ہر مومن کے نزدیک اس کے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہونے کے مستحق ہیں۔ تو مومن کے لیے اس کے غیر سے بدرجہ اولیٰ آپ محبوب ہوں گے خاص کر اس صورت میں کہ آپ اس محبوب حقیقی یعنی خدائے تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں اور خدا تعالیٰ اور خدا تک پہنچانے والے اور اس تک رسائی کا راستہ بنانے والے اور ان کی بارگاہ جبروت میں عزت وعظمت والے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۶۴)

انتباہ

۱- خدائے تعالیٰ زمان ومکان سے پاک ہے اس کے لیے زمان ومکان ثابت کرنا کفر ہے۔

۲- خدائے تعالیٰ کو اللہ پاک یا اللہ تعالیٰ کہنا چاہیے' اللہ میاں کہنا ممنوع وناجائز ہے۔

۳- اگر کسی نے خدائے تعالیٰ کے بارے میں بڑھو (بڈھے) کا لفظ استعمال کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

۴- کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بڈھا ہے مرتا نہیں اس کے لیے یہ نہ کہا جائے کہ اللہ اسے بھول گئے ہیں۔

۵- جو بطور تمسخر اور ٹھٹھے کے کفر کرے گا وہ بھی کافر ومرتد ہو جائے گا اگرچہ کہتا ہو کہ میں ایسا اعتقاد نہیں رکھتا جیسا کہ درمختار باب المرتد میں ہے۔ مَنْ هَزَلَ بِلَفْظِ كُفْرٍ اِرْتَدَّ وَاِنْ لَمْ يَعْتَقِدْهُ لِلْاِسْتِخْفَافِ ۔ اور شامی جلد سوم ص ۲۹۳ پر بحر الرائق سے ہے وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَنْ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةِ الْكُفْرِ هَازِلًا اَوْلَاعِبًا كَفَرَ عِنْدَ الْكُلِّ وَلَا

اِعْتَبَارَ بِاِعْتِقَادِہٖ كَمَا صُرِّحَ بِهٖ فِي الْخَانِيَةِ ۔

۶- کسی نبی کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنا یا ان کے لیے کوئی عیب ثابت کرنا کفر ہے۔

۷- قرآن مجید کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ تمسخر کرنا کفر ہے۔ مثلاً اکثر داڑھی منڈے کہتے ہیں۔ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ جس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کلا صاف کرو۔ یہ قرآن مجید کی کھلی ہوئی تحریف ہے اور اس کے ساتھ مذاق و دل لگی بھی۔ اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ (بہارِ شریعت جلد نہم)

۸- کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اس نے جواب دیا تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا یا کہا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے غرض اس قسم کی بات کرنا کہ جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔ (بہارِ شریعت)

۹- کسی سے روزہ رکھنے کو کہا اس نے جواب دیا کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یا یہ کہا کہ جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں یا اس قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک وتحقیر ہو کہنا کفر ہے۔ (بہارِ شریعت)

۱۰- ماہ رمضان میں علانیہ دن میں کھانے سے منع کرنے پر یہ لفظ بولنا کہ ''جب اللہ کا ڈر نہیں ہے تو لوگوں کا کیا ڈر؟'' کفر ہے۔

۱۱- علم دین اور علماء کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ وہ عالمِ علم دین ہے کفر ہے۔ (بہارِ شریعت)

۱۲- ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے کہ یہ عبادات غیر اللہ سے ہے' کفار کے میلوں' تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور مذہبی جلوس کی شان وشوکت بڑھانا کفر ہے' جیسے رام لیلا اور جنم اشٹمی اور رام نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا' یونہی ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی

منانے کے سوا کچھ نہیں، یونہی کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جب کہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔ (بہارِ شریعت جلد نہم ص ۱۷۱ بحوالہ بحر الرائق)

۱۳- **الکفر فی الشرع انکار ما علم بالضرورۃ مجیئ الرسول به وانما عدمنه لبس الغیار وشدزنارونحوهما کفر الانها تدل علی التکذیب فان من صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لا یجتریٔ علیها ظاهرا.**

یعنی جن باتوں کا پیش کرنا رسول اللہ ﷺ سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوا ان میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا اصطلاح شرع میں کفر ہے۔ غیار[1] اور زنار یعنی جینو وغیرہ کے استعمال کو اس لیے کفر کہا گیا ہے کہ یہ امر (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی) تکذیب کا نشان ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کو مانے گا وہ ایسی چیزوں کے استعمال کی جرأت نہیں کر سکتا (بیضاوی ص ۲۳)

۱۴- **الاشراك هو اثبات الشریك فی الالوهیة بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاصنام** ۔یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو واجب الوجود ماننا جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے یا کسی غیر خدا کو لائقِ عبادت سمجھنا جیسا کہ بت پرستوں کا اعتقاد ہے یہ شرک ہے (شرح عقائد نسفی ص ۶۱) اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''شرک سہ قسم ست در وجود و در خالقیت و در عبادت'' اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی واجب الوجود ٹھہرائے، دوسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خالق جانے تیسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے یا اسے مستحق عبادت سمجھے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۷۲)

---

[1] غیار ایک کپڑے کا ٹکڑا جو ذمی کافر اپنے شانے پر لگاتے تھے۔ ۱۲ منہ

جنّتی اور جہنّمی فرقہ

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَاتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَّكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَّتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میرے امت پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ہو بہو ایک دوسرے کے مطابق یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں ضرور کوئی ہوگا جو ایسا کرے گا۔ اور بنی اسرائیل بہتر مذہبوں میں بٹ گئی اور میری امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائیگی۔ ان میں سے ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذہب والے ناری اور جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ (یعنی ان کی پہچان کیا ہے؟) حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب وملت پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سمجھانے کے لیے ایک (سیدھی) لکیر کھینچی پھر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اسی سیدھے خط کے دائیں بائیں اور چند لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ یہ بھی راستے ہیں

عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِّنْھَا شَیْطَانٌ یَدْعُوْا اِلَیْہِ وَقَرَأَوَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ ۔(الایۃ)

(احمد' نسائی' دارمی' مشکوٰۃ)

ان میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی' وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ (پارہ ۸ رکوع ۶) یعنی یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس سیدھی راہ سے جدا کر دیں گی۔

شرح حدیث

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت علم کلام کی مشہور کتاب مواقف کا یہ قول کہ "فرقۂ ناجیہ اہل سنت و جماعت اند" نقل کر کے فرماتے ہیں کہ "اگر گویند چگونہ معلوم شود کہ فرقۂ ناجیہ اہل سنت و جماعت اند وایں راہ راست ست وراہ خداست ودیگر ہمہ راہ ہائے نارست۔ وہر فرقہ دعویٰ مے کند کہ براہ راست ست ومذہب وے حق؟ جوابش آنست کہ ایں چیزے نیست کہ بمجرد دعویٰ تمام شود بلکہ برہان باید۔ وبرہان حقانیت اہلسنّت و جماعت آنست کہ ایں دین اسلام بنقل آمدہ است ومجرد عقل باں وافی نیست۔ وبہ تواتر اخبار معلوم شدہ وتتبع وتفحص احادیث وآثار متیقن گشتہ کہ سلف صالح از صحابہ وتابعین باحسان ومن بعدہم ہمہ بریں اعتقاد وبریں طریقہ بودہ اند وایں بدع وہوادر مذاہب واقوال بعد از صدر اول حادث شدہ واز صحابہ وسلف متقدمین ہیچ کس برآں نہ بودہ وایشاں مبتری بودہ اند وبعد از حدوث ایں رابطہ صحبت ومحبت کہ باآن قوم داشتند قطع کردہ وردنمودہ۔ ومحدثین اصحاب کتب ستہ وغیرہا از کتب مشہورۂ معتمد کہ بنا ومدار احکام اسلام بر آنہا افتادہ وائمہ فقہائے ارباب مذاہب اربعہ وغیر ہم از آنہا کہ درطبقہ ایشان بودہ اند ہمہ بریں مذہب بودہ اند واشاعرہ وماتریدیہ کہ ائمہ اصول کلام اند در تائید مذہب سلف نمودہ وبدلائل عقلیہ آنرا اثبات کردہ وآنچہ سنت رسول

ﷺ واجماع سلف برآں رفتہ بودہ موکد ساختہ اند و لہٰذا نام ایشاں اہلسنّت و جماعت افتادہ۔ اگرچہ ایں نام حادث ست اما مذہب واعتقاد ایشاں قدیم است وطریقۂ ایشاں اتباع احادیث نبوی ﷺ واقتدا بآثار سلف ومشائخ صوفیہ از متقدمین ومحققین ایشاں کہ استادانِ طریقت وزہاد وعباد ومرتاض ومتورع ومتقی ومتوجہ بجناب حق ومتبری از حول وقوت نفس بودہ اند۔ ہمہ بریں مذہب بودہ اند چنانکہ از کتب معتمدۂ ایشاں معلوم گردد ودر تعرف کہ معتمد ترین کتابہائے ایں قوم ست وشیخ الشیوخ شہاب الدین سہروری درشانِ او گفتہ است لولا التعرف ما عرفنا التصوف عقائد صوفیہ کہ اجماع دارند برآں آوردہ کہ ہمہ عقائد اہلسنّت وجماعت بے زیادت ونقصان، ومصداق ایں سخن کہ گفتیم آنست کہ کتابہائے حدیث وتفسیر وکلام وفقہ وتصوف وسیر وتواریخ معتبرہ کہ در دیار مشرق ومغرب مشہور ومذکور اند جمع کنند وتفحص نمایندہ مخالفان نیز کتابہارا بیارند تا ظاہر شود کہ حقیقت حال چیست وبالجملہ سواد اعظم در دین اسلام مذہب اہلسنّت وجماعت ست۔

یعنی نجات پانے والا فرقہ اہلسنّت وجماعت کا ہے۔ اگر اعتراض کریں کہ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہے اور یہی سیدھی راہ اور خدائے تعالیٰ تک پہنچانے والی راہ ہے اور دوسرے سارے راستے جہنم کے راستے ہیں اور ہر فرقہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ راہِ راست پر ہے اور اس کا مذہب حق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسی بات نہیں ہے جو صرف دعویٰ سے ثابت ہو جائے (اس کے لیے) ٹھوس دلیل چاہیے۔ اور اہلِ سنت وجماعت کی حقانیت کی دلیل یہ ہے کہ یہ دین اسلام سرکارِ اقدس ﷺ سے منقول ہو کر (ہم لوگوں تک) پہنچا ہے۔ عقائد اسلام معلوم کرنے کے لیے صرف عقل کا ذریعہ کافی نہیں ہے۔ اخبار متواترہ سے معلوم ہوا اور آثار صحابہ واحادیث کریمہ کی تلاش وتتبع سے یقین حاصل ہوا کہ سلف صالحین یعنی صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان کے بعد کے تمام بزرگانِ دین اسی عقیدہ اور اسی طریقہ پر رہے ہیں اقوال ومذاہب میں بدعت ونفسانیت زمانۂ اوّل کے بعد (پیدا) ہوئی ہے۔ صحابۂ کرام اور سلف متقدمین یعنی تابعین، تبع تابعین، مجتہدین میں کوئی اس مذہب پر نہیں تھا وہ لوگ اس نئے

مذہب سے بیزار تھے بلکہ اس کے پیدا ہو جانے کے بعد محبت اور اٹھنے بیٹھنے کا جو لگاؤ اس قوم کے ساتھ تھا توڑ دیا اور (زبان وقلم سے) ردّ فرمایا۔ صحاح ستہ اور ان کے علاوہ (احادیث کریمہ کی) دوسری مشہور ومعتمد کتابیں کہ جن پر احکام اسلام کا مدار ومبنیٰ ہوا ان کے محدثین اور حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے فقہاء وائمہ اور ان کے علاوہ دوسرے علماء جو ان کے طبقہ میں تھے سب اسی مذہب اہلسنّت وجماعت پر تھے اور اشاعرہ وماتریدیہ جو اصول کلام کے آئمہ ہیں۔ انہوں نے سلف کے مذہب اہلسنّت وجماعت کی تائید وحمایت فرمائی اور دلائل عقلیہ سے اس کا اثبات فرمایا اور جن باتوں پر سنت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور اجماع سلف صالحین جاری رہا ان کو ٹھوس قرار دیا ہے۔ اسی لیے اشاعرہ اور ماتریدیہ کا نام اہلسنّت وجماعت پڑا۔ اگرچہ یہ نام نیا ہے۔ لیکن مذہب واعتقاد ان کا پرانا ہے۔ ان کا طریقہ احادیث نبوی ﷺ کی اتباع اور سلف صالحین کے اقوال واعمال کی اقتداء کرنا ہے اور گروہ صوفیہ کے مشائخ متقدمین اور (زمانۂ موجود کے) شیوخ محققین جو طریقت کے استاذ، عابد وزاہد، ریاضت کرنے والے، پرہیزگار، خداترس، حق تعالیٰ کی جانب متوجہ رہنے والے اور نفس کی حکومت سے الگ رہنے والے ہیں سب اسی مذہب اہلسنّت وجماعت پر تھے جیسا کہ ان مشائخ کی معتمد کتابوں سے واضح ہے۔ اور صوفیائے کرام کی نہایت ہی قابل اعتماد کتاب تعرف ہے۔ جس کے بارے میں سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر تعرف کتاب نہ ہوتی تو ہم لوگ مسائل تصوف سے ناواقف رہ جاتے۔ اس کتاب میں صوفیائے کرام کے جو اجماعی عقائد بیان گئے ہیں وہ سب کے سب بلاکم وکاست اہلسنّت ہی کے عقائد ہیں ہمارے اس بیان کی سچائی یہ ہے کہ حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، تصوف، سیر اور تواریخِ معتبرہ کی کتابیں جو کہ مشرق ومغرب کے علاقہ میں مشہور ومعروف ہیں جمع کی جائیں اور ان کی چھان بین کی جائے اور مخالفین بھی کتابوں کو لائیں تاکہ آشکارا ہو جائے کہ حقیقت حال کیا ہے خلاصہ یہ کہ دینِ اسلام میں سواد اعظم مذہب اہل سنت وجماعت ہے۔

(اشعۃ اللمعات باب الاعتصام ص ۱۴۰ ج ۱)

۳-عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّا لُوْنَ كَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَكُمْ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَآءُ كُمْ فَاِیَّا كُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَكُمْ ۔

(مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں (ایک گروہ) فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہو گا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو تا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ ''یعنی جماعہ باشند کہ خود را بہ مکر و تلبیس در صورت علماء و مشائخ و صلحا از اہل نصیحت و صلاح نمایند تا دروغہائے خود را ترویج دہند مردم را بہ مذہب یا ظلم و آرائے فاسدہ بخوانند۔ یعنی ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو مکاری و فریب سے علماء مشائخ اور صلحا بن کر اپنے کو مسلمانوں کا خیرہ خواہ اور مصلح ظاہر کرے گی تا کہ اپنی جھوٹی باتیں پھیلائے اور لوگوں کو اپنے باطل عقیدوں فاسد خیالوں کی طرف راغب کرے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۳۳)

انتباہ

مخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دجالوں اور کذابوں کے آخری زمانہ میں پیدا ہونے کی خبر دی تھی زمانۂ موجودہ میں ان کے مختلف گروہ پائے جاتے ہیں جو مسلمانوں کے سامنے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد نے کبھی نہیں سنا ہے۔

ان میں ایک گروہ وہ ہے جو اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہتا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایلچی سمجھتا ہے اور بس، کھلم کھلا سب حدیثوں کا انکار کرتا ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا بھی منکر ہے...... یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے باپ دادا نے کبھی نہیں سنا تھا بلکہ انہیں تو خدائے تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُو

اَللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (پارہ ۵ رکوع ۵) یعنی اے ایمان والو! خدائے تعالیٰ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

ان میں ایک گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ یہ گروہ مرزا کو مہدی، مجدد، نبی اور رسول مانتا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کا پیدا ہونا جائز ٹھہراتا ہے...... یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے آباؤ اجداد نے کبھی نہیں سنا تھا بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بتایا تھا کہ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (مشکوٰۃ ص ۴۶۵) یعنی میں آخر الانبیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں ہو گا۔ اور قرآن کریم نے انہیں بتایا تھا کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (پارہ ۲۲: رکوع ۲) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن خدائے تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نبیوں کی پیدائش کا سلسلہ ختم ہے۔ آپ نے بابِ نبوت پر مہر لگا دی اب آپ کے بعد کوئی نبی ہرگز نہیں پیدا ہو گا۔

اور ان میں کا ایک گروہ وہ ہے جسے وہابی دیوبندی کہا جاتا ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جیسا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے ایسا علم تو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے جیسا کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان ص ۸ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علمِ غیب کے بارے میں یوں لکھا کہ:۔ ''اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (مَعَاذَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء نہیں ہیں۔ آپ کے بعد دوسرا نبی ہو سکتا ہے جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس ص ۳ پر لکھا ہے کہ ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں...... اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ کا یہ مطلب سمجھنا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ نہ سمجھ

اور گنواروں کا خیال ہے...... پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے کہ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو بھی جائے تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا...... اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ (**العیاذ باللہ تعالیٰ**)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ شیطان وملک الموت کے علم سے حضور ﷺ کا علم کم ہے۔ جو شخص شیطان وملک الموت کے لیے وسیع علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن حضور ﷺ کے علم کو وسیع اور زائد ماننے والا مشرک و بے ایمان ہے' جیسا کہ اس گروہ کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ ص ۵۱ پر لکھا کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (**مَعَاذَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

(رسالہ یکروزی ص ۱۴۵ مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی)

ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے۔

(تقویۃ الایمان ص ۷۹)

مذکورہ بالا عقیدوں کے علاوہ اور بھی اس گروہ کے بہت سے کفری عقیدے ہیں اس لیے مکہ معظمہ' مدینہ طیبہ' ہند' سندھ' بنگال' پنجاب' برما' مدارس' گجرات' کاٹھیاواڑ' بلوچستان' سرحد اور دکن وکوکن کے سینکڑوں علمائے کرام ومفتیانِ عظام نے ان لوگوں کے کافر ومرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ تفصیل کے لیے فتاویٰ **حسام الحرمین** اور **الصوارم الھندیہ** کا مطالعہ کریں۔

۲۔ مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین میں سے ہے اگرچہ کسی خاص شخص کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا یا معاذ اللہ تعالیٰ کفر پر' تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرع سے ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جس نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک کرنا بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ (بہار شریعت)

۳۔بعض ناواقف کہتے ہیں کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرنا چاہیے خواہ وہ کیسا ہی عقیدہ رکھے اور کچھ بھی کرے۔ یہ خیال غلط ہے۔صحیح یہ ہے کہ جب اہل قبلہ میں کفر کی کوئی علامت ونشانی پائے جائے یا اس سے کوئی بات موجب کفر صادر ہو تو اسے کافر کہا جائے۔ حضرت مُلّا علی قاری علیہ رحمتہ اللہ الباری فرماتے ہیں۔ان المراد بعدم تکفیر احد من اھل القبلة عند اھل السنة انه لا یکفر مالم یوجد شیٔ من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر عنه شیٔ من موجباته۔یعنی اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہنے سے مراد یہ ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک کہ اس میں کفر کی کوئی علامت ونشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجب کفر اس سے صادر نہ ہو (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۹) اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کمافی شرح التحریر۔یعنی ضروریات اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کرنے والا بالا جماع کافر ہے اگر چہ اہلِ قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعت میں بسر کرے۔جیسا کہ شرح تحریر امام ابن ہمام میں ہے (شامی جلد اوّل ص ۳۹۳) اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الخراج میں فرمایا کہ ایما رجل سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم او کذبه اوعابه اوتنقصه فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منه امرأته۔یعنی جو شخص مسلمان (اہل قبلہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹائے، وہ یقیناً کافر خدا کا منکر ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

(شامی جلد سوم ص ۳۰۰)

بد مذہب

۱ – عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ

حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس نے کسی بد مذہب کی تعظیم وتوقیر کی تو اس

اَعَانَ عَلٰی هَدَمِ الْاِسْلَامِ ۔ نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ (مشکوٰۃ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ در توقیر وے استخفاف واستہانت سنت ست وایں می کشد بویران کردن بنائے اسلام...... یعنی بدمذہب کی تعظیم وتوقیر میں سنت کی حقارت اور ذلت ہے۔ اور سنت کی حقارت اسلام کی بنیاد ڈھانے تک پہنچا دیتی ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص ۱۴۷)

۲- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَاكْفَهِرُّوْا فِيْ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يَبْغُضُ كُلَّ مُبْتَدِعٍ ۔ (ابن عساکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بد مذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترشروئی سے پیش آؤ۔ اس لیے کہ خدا تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔

۳- عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْبِدَعِ كِلَابُ اَهْلِ النَّارِ ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ بد مذہب' دوزخ والوں کے کتے ہیں۔

(دارقطنی)

۴- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَّلَا صَلٰوةً وَّلَا صَدَقَةً وَّلَا حَجًّا وَّلَا عُمْرَةً وَّلَا جِهَادًا وَّلَا صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے' نہ نماز' نہ زکوٰۃ' نہ حج' نہ عمرہ' نہ جہاد' نہ نفل' نہ فرض بدمذہب دین اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

۵- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو

وَسَلَّمَ اِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَاِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ وَاِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ وَلَا تُجَالِسُوهُمْ وَلَا تُشَارِبُوهُمْ وَلَا تُوَاكِلُوهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوهُمْ وَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ وَلَا تُصَلُّوا مَعَهُمْ. (مسلم شریف)

ان کی عیادت نہ کرو۔ اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو...... (مسلم شریف)

اس حدیث کو ابوداؤد نے حضرت ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے اور عقیلی وابن حبان نے حضرت انس سے روایت کیا۔ رضی اللہ عنہم

سنت اور بدعت

۱ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں (عملی یا اعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (مشکوۃ)

۲ - عَنْ بِلَالِ بْنِ حَارِثِ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْيٰى سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَّمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری کسی ایسی سنت کو (لوگوں میں) رائج کیا جس کا چلن ختم ہو گیا ہو تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر رائج کرنے والے کو ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں

يَرْضَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا ۔
(ترمذی۔ مشکوۃ)

کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے کوئی ایسی نئی بات نکالی جو سیۂ ہے جسے اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) پسند نہیں فرماتے تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر نکالنے والے پر گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

۳- عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ ۔ وَمَنْ سَنَّ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ ۔
(مسلم۔ مشکوۃ)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ اور جو مذہب اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

۴- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (غالباً ایک خطبہ میں) فرمایا بعد حمد الٰہی کے معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے بہتر کلام کتاب اللہ ہے اور بہترین راستہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا راستہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ ہے جسے نیا

لَہٗ ۔(مسلم ۔ مشکوٰۃ) نکالا گیا اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

شرح حدیث

حضرت مُلا علی قاری علیہ رحمتہ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ قال النوی البدعة کل شیء عمل علی غیر مثال سبق وفی الشرع احداث مالم یکن فی عهد رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم وقوله کل بدعة ضلالة عام مخصوص قال الشیخ عزالدین بن عبدالسلام فی اخر کتاب القواعد البدعة اما واجبة کتعلم النحو لفهم کلام الله ورسوله وکتدوین اصول الفقة والکلام فی الجرح والتعدیل واما محرمة کمذهب الجبریة والقدریة والمرجیة والمجسمة والرد علی هولاء من البدع الواجبة لان حفظ الشریعة من هذا البدع فرض کفایة واما مندوبة کاحداث الربط والمدارس وکل احسان لم یعهد فی الصدر الاول وکالتراویح ای بالجماعة العام والکلام فی دقائق الصوفیة. واما مکروهة کزخرفة المساجد وتزویق المصاحف یعنی عند الشافعیة واما عند الحنفیة فمباح واما مباحة کالمصافحة عقیب الصبح والعصر ای عندالشافعیة ایضًا والافعندالحنیفة مکروه والتوسع فی لذائذ الماکل والمشارب والمساکن وتوسیع الاکمام وقد اختلف فی کراهة بعض ذلك ای کما قدمنا قال الشافعی رحمه الله ما احدث مما یخالف الکتاب او السنة او الاثر او الاجماع فهو ضلالة وما احدث من الخیر مما لا یخالف شیئا من ذالك فلیس بمذموم ...... یعنی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا کام جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو (لغت میں) اس کو بدعت کہتے ہیں۔ اور شرع میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول کل بدعة ضلالة عام مخصوص ہے (یعنی بدعت سے مراد بدعت سیئہ) حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کتاب القواعد کے آخر میں فرمایا کہ بدعت یا تو واجب ہے جیسے اللہ اور اس کے رسول

کے کلام کو سمجھنے کے لیے علم نحو سیکھنا اور جیسے اصولِ فقہ اور اسماء الرجال کے فن کو مرتب کرنا۔
اور بدعت یا حرام ہے جیسے جبریہ قدریہ، مرجیہ اور مجسمہ کا مذہب، اور ان بد مذہبوں کا رد کرنا بدعت واجبہ سے ہے اس لیے کہ ان کے عقائد باطلہ سے شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے اور بدعت یا مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا۔ اور جماعت کے ساتھ تراویح اور صوفیائے کرام کے دقیق اور باریک مسائل میں گفتگو اور بدعت یا مکروہ ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک قرآن مجید کی تزئین اور مساجد کا نقش ونگار اور یہ حنفیہ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

اور بدعت یا مباح ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا ورنہ حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے (تحقیق یہ ہے کہ بلا کراہت جائز ہے اسی کتاب میں مصافحہ کا بیان دیکھیے) اور لذیذ کھانے اور رہنے کی جگہوں میں کشادگی اختیار کرنا اور کرتے کی آستینوں کو لمبی رکھنا۔ اس میں سے بعض کی کراہت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسی چیز ایجاد کرنا جو قرآن مجید حدیث شریف، آثار صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے اور ایسی اچھی بات ایجاد کرنا جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بری نہیں ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اوّل ص ۱۷۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''بدانکہ ہر چہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بدعت ست از انچہ موافق اصول وقواعد سنت اوست وقیاس کردہ شدہ برآں آں را بدعت حسنہ گویند وآنچہ مخالف آں باشد بدعت ضلالت گویند وکلیت کل بدعة ضلالة محمول براین ست۔ وبعض بدعتہا ست کہ واجب ست چنانچہ تعلم وتعلیم صرف ونحو کہ بداں معرفت آیات واحادیث حاصل گردد وحفظ غرائب کتاب وسنت ودیگر چیز ہائیکہ حفظِ دین وملت برآں موقوف بود۔ وبعض مستحسن ومستحب بنائے رباطہا ومدرسہا وبعض مکروہ مانند نقش ونگار کردن مساجد ومصاحف بقول بعض وبعض مباح مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ ولباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند

وباعث طغیان وتکبر ومفاخرت نہ شوند ومباحات دیگر کہ درزمان آنحضرت ﷺ نبودند چنانکہ بیری وغربال ومانند آں وبعض حرام چنانکہ مذہب اہل بدع واہوا برخلاف سنت وجماعت وآنچہ خلفائے راشدین کردہ باشند اگرچہ باآں معنی کہ درزمان آں حضرت ﷺ نبودہ بدعت ست ولیکن قسم بدعت حسنہ خواہد بود بلکہ درحقیقت سنت ست"یعنی جاننا چاہیے کہ وہ چیز جو حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ کے بعد ہوئی بدعت ہے۔لیکن ان میں سے جو کچھ حضور علیہ السلام کی سنت کے اصول وقواعدہ کے مطابق ہے اور اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور ان میں جو چیز سنت کے مخالف ہو اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں اور کل بدعة ضلالة (ہر بدعت گمراہی ہے) کی کلیت بدعت کی اس قسم پر معمول ہے یعنی ہر بدعت سے مراد صرف وہی بدعت ہے جو سنت نبوی کی مخالف ہو۔اور بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے کہ علم صرف ونحو کا سیکھنا سکھانا کہ اس سے آیات واحادیث کریمہ کے مفاہیم ومطالب کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور قرآن وحدیث کے غرائب کا محفوظ کرنا اور دوسری چیزیں کہ دین وملت کی حفاظت ان پر موقوف ہے اور بعض بدعتیں مستحسن ومستحب ہیں جیسے سرائے اور مدرسوں کی تعمیر اور بعض بدعتیں مکروہ جیسے کہ بعض کے قول پر قرآن مجید اور مسجدوں میں نقش ونگار کرنا اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے کہ عمدہ کپڑوں اور اچھے کھانوں کی زیادتی بشرطیکہ حلال ہوں اور غرور ونخوت کا باعث نہ ہوں۔اور دوسری مباح چیزیں جو حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ میں نہ تھیں جیسے بیری اور چھلنی وغیرہ اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے کہ اہل سنت وجماعت کے خلاف نئے عقیدوں اور نفسانی خواہشات والوں کے مذہب اور جو بات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کی ہے اگرچہ اس معنی میں کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھی بدعت ہے۔لیکن بدعتِ حسنہ کے اقسام میں سے ہے بلکہ حقیقت میں سنت ہے۔(اشعة اللمعات جلد اوّل)اور شامی جلد اول ص:۳۹۳ میں ہے۔قد تکون (ای البدعة) واجبة کنصب الادلة للرد علی اهل الفرق الضا ل وتعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی

الصدر الاول ومکروهة کزخرفة المساجد والمباحة کالتوسع بلذیذ الماکل والمشارب والثیاب کما فی شرح الجامع الصیغیر للمناوی عن تهذیب النووی ومثله فی الطریقه المحمدیة للبر کلی اھ یعنی بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقے والوں پر رد کے دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا جو قرآن وحدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے اور بدعت کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے مدرسوں اور مسافر خانوں کو تعمیر کرنا اور ہر وہ نیک کام کرنا جو ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا اور بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسے مسجدوں کو آراستہ ومزین کرنا اور بدعت کبھی مباح ہوتی ہے۔ جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑے میں کشادگی اختیار کرنا جیسا کہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں تہذیب النووی سے منقول ہے اور اسی کے مثل برکلی کی کتاب طریقہ محمدیہ میں ہے۔

علم اور علمائے کرام

۱-عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوَاهِرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ ۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و (عورت) پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانے والا ایسا ہے جیسے خنزیر یعنی سور کے گلے میں جواہرات، موتی اور سونے کا ہار پہنا دیا ہو۔

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں قال الشراح المراد بالعلم مالا مندوحة للعبد من تعلمه کمعرفة الصانع والعلم بوحدانیة ونبوة رسوله وکیفیة الصلوٰة فان تعلمه فرض عین واما بلوغ رتبة الاجتهاد والفتوٰی ففرض کفایة ...... یعنی شارحینِ حدیث نے فرمایا کہ علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جس کا حاصل کرنا بندہ کے لیے ضروری ہے جیسے خدائے تعالیٰ کو

پہچاننا' اس کی واحدنیت' اس کے رسول کی نبوت کی شناخت اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے کو جاننا اس لیے کہ ان چیزوں کا علم فرض عین ہے اور فتویٰ واجتہاد کے رتبہ کو پہنچنا فرض کفایہ ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۲۳۳)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ''مراد بعلم دریں جا علمے ست کہ ضروری بہر مسلمان ست مثلاً چوں در اسلام در آمد واجب شد بروے معرفت صانع وصفات وے وعلم بہ نبوت رسول اللہ ﷺ وجز آن ازانچہ صحیح نیست ایمان بے آں۔ وچوں وقت نماز در آمد واجب شد آموختن علم با حکام صلاۃ وچوں رمضان آمد واجب گردید تعلم احکام صوم وہرگاہ مالک نصاب گردید واجب شد تعلیم احکام زکوٰۃ واگر پیش ازاں تعلم نہ کرد عاصی نہ باشد' وچوں زن خواست علم حیض ونفاس وجز آں ازانچہ متعلق با حکام زن وشوے ست واجب گردد وعلیٰ ہذا القیاس ...... یعنی علم سے مراد اس حدیث میں وہ علم ہے کہ جو ہر مسلمان پر مسلمان ہونے کے وقت ضروری ہے مثلاً جب اسلام میں داخل ہوا تو اس پر خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات کو پہچاننا اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو جاننا واجب ہو گیا اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہو گیا کہ جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت آ گیا تو اس پر نماز کے احکام کا جاننا واجب ہو گیا اور جب ماہِ رمضان آ گیا تو روزہ کے احکام کا سیکھنا ضروری ہو گیا اور جب مالک نصاب ہو گیا تو زکوٰۃ کے مسائل کا جاننا واجب ہو گیا اور اگر مالک نصاب ہونے سے قبل مر گیا اور زکوٰۃ کے مسائل کو نہ سیکھا تو گنہگار نہ ہوا۔ اور جب عورت کو (عقد میں) لایا تو حیض ونفاس وغیرہ جتنے مسائل کا زون شوہر سے تعلق ہے جاننا واجب ہو جاتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۶۱)

۲- عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ ۔

(مسلم' مشکوٰۃ)

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ علم (یعنی قرآن وحدیث کو جاننا) دین ہے لہٰذا تم دیکھ لو اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔

۳- عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَةَ فِیْ جُحْرِهَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک ان میں سے عابد تھا دوسرا عالم۔ تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر خدائے تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے۔ اور اس کے فرشتے نیز زمین و آسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں۔

۴- عَنْ کَثِیْرِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِی الدَّرْدَآءِ فِیْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا اَبَا الدَّرْدَآءِ اِنِّیْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِیْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِیْثٍ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ اے ابوالدرداء بے شک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لیے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابوالدرداء نے کہا کہ میں نے رسول کریم

يَقُولُ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيقًا مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ ۔
(ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص علم (دین) حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لیے دعائے استغفار کرتی ہیں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور انبیاء کرام کے وارث علماء ہی ہیں اور انبیائے کرام کا ترکہ دینار و درہم نہیں ہیں۔ انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پایا۔

۵- عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور خدا دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

۶- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْيَائِهَا ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رات میں ایک گھڑی علم دین کا پڑھنا پڑھانا رات بھر کی عبادت سے

(دارمی، مشکوٰۃ)

بہتر ہے۔

۷- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْہٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ایک فقیہ یعنی ایک عالمِ دین شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

۸- عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِیْ اِذَابَلَغَہُ الرَّجُلُ کَانَ فَقِیْھًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِھَا بَعَثَہُ اللّٰہُ فَقِیْھًا وَّکُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعًا وَّشَھِیْدًا ۔

(مشکوٰۃ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دریافت کیا گیا کہ اس علم کی حد کیا ہے کہ جسے آدمی حاصل کر لے تو فقیہ یعنی عالمِ دین ہو جائے تو سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت تک پہنچانے کے لیے دینی امور کی چالیس حدیثیں یاد کر لے گا تو خدائے تعالیٰ اسے قیامت کے دن عالمِ دین کی حیثیت سے اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہ رہوں گا۔

۹- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو باتیں میں نے معلوم کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر صدی کے خاتمہ پر اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے لیے اس کے دین کو نکھارتا رہے گا۔

نوٹ:

باتفاق علمائے عرب وعجم چودھویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ ہیں۔

۱۰ – عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا یَتَعَلَّمُ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَعْنِیْ رِیْحَهَا ۔

(ابوداؤد مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایسے علم کو سیکھا جس کے ذریعے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے (مگر) اس نے صرف اس لیے سیکھا کہ اس علم سے متاعِ دنیا حاصل کرے تو قیامت کے دن اس کو جنت کی خوشبو تک میسر نہ ہوگی۔

۱۱ – عَنْ سُفْیَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِکَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمَعُ ۔

(دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اہلِ علم کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو اپنے علم کے موافق عمل کریں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ عالموں کے دلوں سے کون سی چیز علم (کے انوار و برکات) کو نکال لیتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لالچ۔

۱۲ – عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَآءِ وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَآءِ ۔

(دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت احوص بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ بروں میں سب سے بدترین علمائے سو ہیں اور اچھوں میں سب سے بہتر علمائے حق ہیں۔

۱۳ – عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے بغیر علم کے کوئی فتویٰ

وَسَلَّمَ مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُہٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاہُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰی اَخِیْہِ بِاَمْرٍ یَعْلَمُ اَنَّ الرَّشْدَ فِیْ غَیْرِہٖ فَقَدْ خَانَہٗ۔

دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہو گا اور جس نے جان بوجھ کر اپنے بھائی کو غلط مشورہ دیا تو اس نے اس کے ساتھ خیانت کی۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ)

ضروری انتباہ

۱- حضور سید عالم ﷺ اکثر رات بھر عبادت فرماتے یہاں تک پائے مبارک ورم کر جاتے اور صوم وصال یعنی پے درپے روزہ رکھتے رات میں افطار نہ فرماتے' اور جو مال ملتا سب راہِ خدا میں خرچ کر ڈالتے۔ چٹائیوں پر آرام فرماتے جو کی روٹی تناول فرماتے کبھی ایک دو مہینہ تک صرف کھجور اور پانی پر اکتفا فرماتے کبھی شکم اقدس پر پتھر باندھتے مگر ان باتوں کو اپنی کمزور وناتواں اُمت پر کرم فرماتے ہوئے لازم نہیں فرمایا یعنی حضور رحمتِ عالم ﷺ نے ان باتوں کا کسی مسلمان سے مطالبہ نہیں فرمایا چاہے وہ جاہل ہو یا عالم مگر آج کل بعض جاہل جنہیں مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ان باتوں کا علماء سے مطالبہ کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والوں کو نافرمان سمجھتے ہیں اور شرم نہیں کرتے کہ جن باتوں کو حضور ﷺ نے لازم نہیں فرمایا تو ان بے عمل جاہلوں کو مطالبہ کرنے کا حق کہاں سے پہنچ گیا۔ خدائے تعالیٰ انہیں سمجھ عطا فرمائے۔

۲- چٹائیوں پر سونے اور پیٹ پر پتھر باندھنے کا مطالبہ کرنے والے اسلام اور مسلمان دونوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں' اسلام کو اس طرح کہ ایک ایسا غیر مسلم جو دائرہ اسلام میں آنا چاہتا ہے جب اس کو معلوم ہوگا کہ اسلام میں چٹائی پر سونا اور پیٹ پر پتھر باندھنا لازم ہے اور ایسا نہ کرنے والا گنہگار اور حضور پیغمبرِ اسلام ﷺ کا نافرمان ٹھہرایا جاتا ہے تو وہ اسلام کی طرف ہرگز نہیں آسکتا...... اور علماء کو نافرمان وگنہگار ٹھہرانے والا یہ گروہ مسلمانوں کو اس طرح نقصان پہنچانا چاہتا ہے کہ جب مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات راسخ ہو جائے گی کہ علماء خود نافرمان ہیں تو پھر وہ عالموں کی نصیحت ہرگز نہیں قبول کریں گے' نماز وروزہ وغیرہ فرائض الٰہیہ کے قریب نہ آئیں گے اور برائیوں میں مبتلا ہو

کر مستحق عذاب نار ہوں گے۔

تقدیر کا بیان

۱ - عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس قبل مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا (لوح محفوظ میں ثبت فرمایا) (مسلم، مشکوٰۃ)

۲ - عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهٗ اُكْتُبْ قَالَ مَا اَكْتُبُ قَالَ اُكْتُبِ الْقَدَرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ ۔
(ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے بعد) سب سے پہلے جو چیز خدا نے پیدا کی وہ قلم ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس سے فرمایا لکھ۔ قلم نے عرض کیا' کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر۔ تو قلم نے لکھا جو کچھ ہو چکا تھا اور جو اَب تک ہونے والا تھا۔

مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ الاولیۃ اضافیۃ والاول الحقیقیّ ھو النور المحمدی (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص:۱۳۹) یعنی قلم کی اولیت اضافی ہے اور اوّل حقیقی نور محمدی ہے۔

۳ - عَنْ مَّطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ

حضرت مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب خدائے تعالیٰ کسی شخص کی موت کسی زمین پر

يَمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهُ اِلَيْهَا حَاجَةً ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

مقدر کر دیتا ہے تو اس زمین کی طرف اس کی حاجت پیدا کر دیتا ہے۔

۴- عَنْ اَبِىْ خُزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْنَا رُقًى نَسْتَرْقِيْهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوىٰ بِهٖ وَتُقَاةً نَتَّقِيْهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدْرِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ هِىَ مِنْ قَدْرِ اللّٰهِ ۔

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا فرماتے ہیں آپ منتر کے بارے میں جسے ہم پڑھتے ہیں اور دوا کے بارے میں جسے ہم استعمال کرتے ہیں اور بچاؤ کے بارے میں جسے ہم (جنگ وغیرہ میں) اختیار کرتے ہیں۔ کیا یہ چیز خدائے تعالیٰ کی قضا وقدر کو بدل دیتی ہیں؟ فرمایا کہ یہ چیزیں بھی خدائے تعالیٰ کی قضا وقدر سے ہیں۔

۵- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِى الْقَدْرِ فَغَضِبَ حَتّٰى اَحْمَرَّ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّمَا فُقِئَ فِىْ وَجْنَتَيْهِ حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِىْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَنَازَعُوْا فِيْهِ ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ تقدیر کے مسئلہ میں بحث کر رہے تھے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو شدتِ غضب سے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا کہ گویا انار کے دانے آپ کے عارض اقدس پر نچوڑ دیئے گئے ہوں۔ پھر فرمایا کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ کیا میں تمہاری طرف اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ تم سے پہلے قومیں ہلاک نہیں ہوئیں مگر جب کہ قضا وقدر کے مسئلہ میں انہوں نے مباحثہ کیا۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں اور مکرر قسم دیتا ہوں کہ آئندہ اس مسئلہ میں بحث نہ کرنا۔

انتباہ

۱- تقدیر حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ' بد مذہب' اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

۲- خدائے تعالیٰ نے ہر بھلائی برائی اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرما دی ہے۔ جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم ازلی سے جان کر لکھ لیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا کہ ہم کرنے والے تھے۔ ویسا اس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا۔ اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو خدائے تعالیٰ بھلائی لکھتا۔ خلاصہ یہ کہ خدائے تعالیٰ کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی شخص کو کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں کر دیا (بہار شریعت) اور جیسا کہ حضرت مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری شرح فقہ اکبر ص:۴۹ میں فرماتے ہیں کہ کَتَبَ اللّٰهُ فِیْ حَقِّ كُلِّ شَیْءٍ بِاَنَّهٗ سَيَكُوْنُ كَذَا كَذَا وَلَمْ يَكْتُبْ بِاَنَّهٗ لِيَكُنْ كَذَا كَذَا.

۳- قضا کی تین قسمیں۔ قضائے مبرم حقیقی' قضائے معلق محض' قضائے معلق شبیہ بہ مبرم قضائے مبرم حقیقی وہ قضا ہے کہ علمِ الٰہی میں بھی کسی چیز پر معلق نہیں۔ اس قضا کی تبدیلی ناممکن ہے۔ اولیاء کی اس قضا تک رسائی نہیں بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام بھی اگر اتفاقاً اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہیں تو انہیں اس خیال سے روک دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب روکنے کے لئے بہت کوشش فرمائی یہاں تک کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا: يُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ (پارہ ۱۲ ارکوع ۷) یعنی ابراہیم قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے لیکن چونکہ قوم لوط پر عذاب ہونا قضائے مبرم حقیقی تھا اس لئے حکم ہوا یٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ

---

۱ پارہ ۱۳ ارکوع ۱۶- یعنی خدائے تعالیٰ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں - ۱۲ منہ

رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ (پارہ ۱۲ رکوع ۷) یعنی اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑو بے شک تیرے رب کا حکم آچکا اور بے شک ان پر عذاب آئے گا پھیرا نہ جائے گا۔

قضائے معلق محض وہ قضا ہے کہ فرشتوں کے صحیفوں میں کسی چیز مثلاً صدقہ یا دوا وغیرہ پر معلق ہونا ظاہر کر دیا گیا ہو۔ اس قضا تک اکثر اولیائے کرام کی رسائی ہوتی ہے ان کی دعا اور توجہ سے یہ قضا ٹل جاتی ہے۔

قضائے معلق شبیہ بہ مبرم وہ قضا ہے کہ علم الٰہی میں وہ کسی چیز پر معلق ہے لیکن فرشتوں کے صحیفوں میں اس کا معلق ہونا مذکور نہیں۔ اس قضا تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اسی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں اور اسی قضا کے بارے میں حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ اِنَّ الدُّعَاءَ یَرُدُّ الْقَضَآءَ بَعْدَ مَا اُبْرِمَ یعنی بے شک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

۴- قضا وقدر کے مسائل عام لوگ نہیں سمجھ سکتے اس میں زیادہ غور وفکر کرنا دین وایمان کے تباہ ہونے کا سبب ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ بھی اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے تو پھر ہم لوگ کس گنتی میں ہیں۔ اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر جمادات کے مثل بے حس وحرکت نہیں پیدا کیا بلکہ اس کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے کہ بھلے بُرے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے کہ جب آدمی کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی وجہ سے اس پر مواخذہ ہے اپنے کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔

(بہارِ شریعت)

قبر کا عذاب حق ہے

۱ - عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّىَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَادِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِىَ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ مَاهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِىْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا يُدْرِيْكَ فَيَقُوْلُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ الاٰية قَالَ فَيُنَادِىْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِىْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَاتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّبَصَرِهٖ . وَاَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِىْ جَسَدِهٖ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مردہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر فرشتے پوچھتے ہیں کون ہیں یہ جو تم میں مبعوث فرمائے گئے تھے؟ تو مردہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ تمہیں کس نے بتایا (کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) تو مردہ کہتا ہے میں نے خدائے تعالیٰ کی کتاب کو پڑھا تو ان پر ایمان لایا اور ان کی تصدیق کی (حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا) تو خدائے تعالیٰ کے اس قول يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ[1] کا یہی مطلب ہے (یعنی مومن خدائے تعالیٰ کے فرشتوں کو جواب دینے میں ثابت رہتا ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] ای دفن وھو قید غالبی ۱۲ مرقاۃ [2] منکر میں کاف کو زبر کے ساتھ پڑھا جائیگا۔ ۱۲ منہ

وَيَاتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِيْنُكَ فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ فَيَقُولَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِىْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِىْ فَيُنَادِىْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا اِلَى النَّارِ قَالَ فَيَاتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا قَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهُ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ اَعْمٰى وَاَصَمُّ مَعَهُ مِرْزَبَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ .

(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور اس کو جنت کا کپڑا پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ تو دروازہ کھول دیا جاتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا تو اس کے پاس جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور حدِ نگاہ تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے (یہ حال تو مومن کا ہے) اور اب رہ گیا کافر تو حضور ﷺ نے اس کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس کی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو کافر مردہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کون ہیں جو تم میں مبعوث کیے گئے تھے تو وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا کپڑا پہناؤ اور اس کے لئے دوزخ کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو اس کے پاس جہنم کی گرمی اور لپٹ آتی ہے اور کافر کی قبر اس پر تنگ کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے کہ اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ فرشتہ اس گرز سے کافر کو ایسا مارتا ہے کہ اس کی آواز

مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سنتی ہیں مگر انسان اور جن نہیں سنتے ہیں تو وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس کے اندر روح لوٹائی جاتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اشارت بہذا باں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا از جہت شہرت امر و حضور اوست در از ہان ما اگرچہ غائب سب یا باحضار ذات شریف وے درعیاں وبایں طریق کہ در قبر مثالے از حضرت وے صلی اللہ علیہ وسلم حاضر می ساختہ باشند تا بمشاہدۂ جمال جاں افزائے او عقدۂ اشکال کہ درکار؛ فتادہ کشادہ شود وظلمت فراق بنور لقائے دل کشائے او روشن گردد" یعنی ھذا "یہ" کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارہ کرنا یا تو اس وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کھلم کھلا پیش کی جاتی ہے اس طرح سے قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک لائی جاتی ہے تا کہ ان کے جمال جاں افزا سے ان مشکلات کی گرہیں کہ جواب دینے میں پیش آئیں کھل جائیں اور فراق کی تاریکی ان کی دل کشا ملاقات کے نور سے روشن ہو جائے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۱۵)

۲- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِ هِمَا الْمُنْکَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ هُوَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ یُفْتَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَهٗ فِیْهِ ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ نَمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبر میں مردہ کو رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے فرشتے نیلی آنکھوں والے آتے ہیں جن میں سے ایک کا نام منکر ہے[۲] اور دوسرے کا نکیر۔ دونوں فرشتے اس مردہ سے پوچھتے ہیں کہ تو اس ذات گرامی کے بارے میں کیا کہتا تھا تو مردہ کہتا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدائے تعالیٰ کے بندے [illegible]

فَیَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاُخْبِرَهُمْ فَیَقُوْلَانِ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَیْهِ حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَّضْجَعِهٖ ذٰلِكَ وَاِنْ کَانَ مُنَافِقاً قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلاً فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَیُقَالُ لِلْاَرْضِ اِلْتَئِمِیْ عَلَیْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَا یَزَالُ فِیْهَا مُعَذَّباً حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَّضْجَعِهٖ ۔ (ترمذی، مشکوۃ)

ہیں (یہ سن کر) وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ ہم پہلے سے جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا۔ پھر اس کی قبر ۷۰ گز لمبی اور ۷۰ گز چوڑی کر دی جاتی ہے اس کے بعد قبر میں روشنی کی جاتی ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے ''سو جا'' تو مردہ کہتا ہے کہ میں اپنے اہل وعیال میں جا کر اس حال سے ان کو آگاہ کر دوں۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ ''سو جیسے دولہا سوتا ہے'' جس کو صرف وہی شخص جگا سکتا ہے کہ جو اس کے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہو (تو وہ سو جاتا ہے) یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) اس کی قبر سے اٹھائے گا (یہ حال تو مومن کا ہے اور اگر مردہ منافق ہوتا ہے تو فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنا تھا اس کے مثل میں بھی کہتا تھا۔ خود میں کچھ جانتا نہیں تھا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم لوگ جانتے تھے کہ تو ایسا ہی کہے گا۔ پھر زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو دبا تو وہ دبائے گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جائیں گی تو اسی طرح وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے۔

۳- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیُسَلَّطُ عَلَی الْکَافِرِ فِیْ قَبْرِهٖ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ تِنِّیْنًا تَنْهَسُهٗ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدہے مقرر کیے جاتے ہیں جو اس کو قیامت تک کاٹتے اور ڈستے

وَتَلْدَغُهٗ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ لَوْ اَنَّ تِنِّيْنًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضِراً۔

رہیں گے ان اژدہوں میں کا کوئی ایک اگر زمین پر پھنکار دے تو زمین سبزہ پیدا کرنے سے محروم ہو جائے۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''ملائکہ و مار و کژدم گزیدن ایشاں کہ دراحادیث واقع شدہ است ہمہ بحکم واقع موجود اند نہ محض مثال وخیال وآنکہ مانہ بینیم ونہ دریابیم در وجود آں زیاں نہ دار وزیراکہ عالم ملکوت راچشم سرنہ تواں دید آنرا چشم دیگرست ...... یعنی فرشتوں اور سانپوں اور بچھوؤں کا مردوں کو تکلیف پہنچانا جیسا کہ احادیث کریمہ میں بیان کیا گیا ہے سب حقیقت میں واقع اور موجود ہیں محض مثال وخیال نہیں۔ اور ہمارا نہ دیکھنا اور معلوم نہ کر پانا ان کے وجود کو مضر نہیں اس لئے کہ عالم ملکوت کو سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے اس کے لئے ایک دوسری آنکھ چاہیے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص:۱۱۴)

اور حضرت مُلّا علی قاری علیہ رحمتہ الباری فرماتے ہیں کہ:

''ان قيل نحن نشاهد الميت على حاله فكيف يُسأل ويُقعد ويُضرب ولا يظهر اثرفا لجواب انه ممكن وله نظير في الشاهد وهو النائم فانه يجد لذة والما بحسّه ولا نحسّه وكذايجد اليقطان لذة والما يسمعه ويتفكرفيه ولا يشاهد ذلك جليسه وكذلك كان جبرائيل ياتي النبي صلى تعالىٰ عليه وسلم فيوحي بالقران المجيد فلايراه اصحابه......

یعنی اگر اعتراض کیا جائے کہ ہم لوگ مردہ کو اس کے حال پر دیکھتے ہیں پھر کیونکر بٹھا کر اس سے پوچھا جاتا ہے اور مارا جاتا ہے حالانکہ کوئی بات نظر نہیں آتی۔ تو جواب یہ ہے کہ ایسا ممکن ہے (کہ مردہ کے ساتھ سب کارروائیاں ہوں اور ہمیں نظر نہ آئیں) اور اس کی نظیر مشاہدہ کی دنیا میں موجود ہے چنانچہ سونے والا آدمی نیند میں راحت ورنج (کی چیزوں کو) دیکھ کر احساس کرتا ہے اور ہم (اس کے پاس رہ کر) نہیں معلوم کر پاتے (کہ

سونے والے پر کیا واقعہ گزر رہا ہے) اور اسی طرح بیدار آدمی اچھی یا بری خبر سن کر اور سوچ کر لذت یا تکلیف محسوس کرتا ہے اور پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اور اسی طرح حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن مجید کی وحی لے کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ (خود حضور اقدس ﷺ تو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے تھے) مگر صحابہ کرام ان کو نہیں دیکھ پاتے تھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل: ص ۱۶۳)

انتباہ

۱- مرنے کے بعد مسلمانوں کی روحیں حسب مراتب مختلف مقاموں میں رہتی ہیں۔ بعض کی قبر پر، بعض کی چاہ زمزم میں، بعض کی آسمان وزمین کے درمیان، بعض کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی اوپر اور بعض کی روحیں زیرِ عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں۔ اور کافروں کی خبیث روحیں بعض کی ان کے مرگھٹ یا قبر پر، بعض کی چاہ برہوت میں کہ یمن میں ایک نالا ہے، بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک اور بعض کی اس کے بھی نیچے سجین میں مگر کہیں بھی ہوں اپنے جسم سے ان کا تعلق باقی رہتا ہے۔ (بہارِ شریعت)

۲- قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے۔ اس کا انکار کرنے والا گمراہ و بد مذہب ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر مع شرح للملا علی قاری: ص ۱۲۱ میں فرماتے ہیں سوال منکر ونکیر فی القبر حق۔ یعنی قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے۔

۳- مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں کہیں ہوگا وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا یہاں تک کہ اگر کسی جانور نے کھالیا تو اس کے پیٹ میں سوال ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا۔ حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری فرماتے ہیں: اَلسُّؤَالُ یَشْمَلُ الْاَمْوَاتَ جَمِیْعَهَا حَتّٰی اِنْ مَّاتَ وَاَكَلَهُ السِّبَاعُ۔ یعنی سوال سب مردوں سے کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ مرنے کے بعد درندے جانور کھالیں تو بھی سوال کیا جائے گا۔ (مرقاۃ جلد اوّل: ص ۱۶۸)

۴- عذاب قبر اور تنعیم قبر حق ہے اس کا انکار کرنیوالا گمراہ ہے۔ اہل سنت و جماعت سے

خارج ہے۔ حضرت ملّا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری شرح فقہ اکبر ص ۱۲۲ میں فرماتے ہیں عذابہ (ای القبر) حَقٌّ کَائِنٌ لِّلْکُفَّارِ کُلِّهِمْ اَجْمَعِیْنَ وَلِبَعْضِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَذَا تَنْعِیْمُ بَعْضِ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقٌّ۔ یعنی قبر کا عذاب حق ہے جو سب کافروں اور بعض (گنہگار) مسلمانوں پر ہوگا اور ایسے ہی تنعیم بعض مومنین کے لئے حق ہے۔

۵- جسم اگرچہ گل جائے یا خاک ہو جائے مگر اس کے اجزاء اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے اور وہی مورد عذاب وثواب ہوں گے۔ وہ اجزاء ریڑھ کی ہڈی میں ہوتے ہیں اور اس قدر باریک ہوتے ہیں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آتے ہیں نہ آگ انہیں جلاتی ہے اور نہ زمین انہیں گلا سکتی ہے۔ یہی جسم کے تخم ہیں خدائے تعالیٰ قیامت کے دن مردہ کے منتشر اجزاء کو پہلی ہیئت پر لا کر انہیں اجزائے اصلیہ پر کہ محفوظ ہیں ترکیب دے گا اور ہر روح کو اسی جسم سابق میں بھیجے گا۔

(بہار شریعت)

۶- انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیائے کرام، علمائے اعلام، شہدائے اسلام، حفاظ قرآن جو قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ کی ہو اور وہ لوگ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ جو شخص انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ خبیث کلمے کہے کہ "مر کے مٹی میں مل گئے" تو وہ گمراہ بد دین خبیث اور مرتکب توہین ہے۔ (بہار شریعت جلد اول ص [illegible])

قیامت کی نشانیاں

۱- عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیاں یہ ہیں کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ جہالت زیادہ ہوگی۔ زنا کی

الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةَ نِ الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

(بخاری مسلم)

اور شراب خوری کی کثرت ہوگی' مردوں کی تعداد کم ہوگی۔ عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دِوَلاً وَّالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَّالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَّتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰيَاتٍ تُتَابِعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتُتَابِعُ ۔

(ترمذی' مشکوٰۃ)

حضر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غنیمت (صرف امرا کی) دولت ٹھہرائی جائے۔ امانت کو مالِ غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے۔ جب کہ علم کو دین کے لئے نہ حاصل کیا جائے' مرد اپنی عورت کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے گا جبکہ آدمی اپنے دوست سے قریب ہوگا اور اپنے باپ کو دور کرے گا۔ جب مسجدوں میں شور مچایا جائے گا' قوم کا سرداران کا فاسق ہوگا' اور جب قوم کا لیڈر ان میں کا کمینہ آدمی ہوگا اور آدمی کی عزت ان کی برائیوں سے بچنے کیلئے کی جائے گی' جب گانے والی عورتیں اور (قسم قسم) کے باجے ظاہر ہوں گے (علانیہ) شراب پی جائے گی۔ اور جب امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہیں گے تو اس وقت تم ان چیزوں کا انتظار کرنا' سرخ آندھی' زلزلہ' زمین میں دھنسنا' صورتیں مسخ ہونا' پتھروں کا برسنا اور (قیامت کی بڑی بڑی) نشانیوں کا پے درپے ظاہر ہونا کہ گویا وہ

موتیوں کی ٹوٹی ہوئی لڑی ہے جس سے لگاتا موتی گر رہے ہیں۔

۳- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ تَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ تَكُوْنُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنَ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ ۔
(ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ زمانہ ایک دوسرے کے قریب نہ ہو گا (یعنی زمانے کے حصے جلد جلد گزرنے لگیں گے) سال مہینہ کے برابر ہو جائے گا۔ مہینہ ہفتہ کے برابر، ہفتہ ایک دن کے برابر اور اس وقت ایک دن ایک ساعت کے برابر ہو گا اور ساعت آگ کا ایک شعلہ (اٹھ کر ختم ہو جانے) کے برابر ہو گی۔

۴- عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدِنِ الْغِفَارِيِّ قَالَ اِطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذْكُرُوْنَ قُلْنَا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کی گفتگو پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہوئے تو فرمایا تم لوگ کیا بات کر رہے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک کہ تم ان نشانیوں کو نہ دیکھ لو گے، پھر ان نشانیوں کا ذکر کیا اور فرمایا دھواں، دجال، دابۃ الارض، پچھم سے سورج کا نکلنا، عیسیٰ ابن مریم کا نازل ہونا، یاجوج وماجوج، تین مقامات پر زمین کا دھنسنا، ایک مشرق میں دوسرے مغرب میں اور تیسرے جزیرۂ عرب میں اور ان کا دسواں وہ

ذٰلِكَ نَارٌ تَخرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِ هِمِ وَفِىْ رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ اِلَى الْمَحْشَرِ وَفِىْ رِوَايَةٍ فِى الْعَاشِرَةِ وَرِيْحٌ تُلْقِى النَّاسَ فِى الْبَحْرِ ۔

(مسلم، مشکوٰۃ)

آگ ہے جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر یعنی ملک شام کی طرف لے جائے گی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آگ عدن کے علاقہ سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں دسویں نشانی ایک ہوا بیان کی گئی ہے جو لوگوں کو دریا میں پھینک دے گی۔

۵ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهٗ جَنَّتُهٗ وَنَارُهٗ فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَّجَنَّتُهٗ نَارٌ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دجال بائیں آنکھ کا کانا ہوگا بہت کثرت سے بال ہوں گے، اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی اس کی جہنم حقیقت میں جنت ہوگی اور جنت (حقیقت میں) جہنم ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

۶ - عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِىُّ مِنِّىْ اَجْلَى الْجَبْهَةِ اَقْنَى الْاَنْفِ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا يَّمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد میں سے ہے۔ روشن و کشادہ پیشانی، بلند ناک، وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے ظلم و ستم سے بھری تھی۔ اور وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

۷ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِىْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب زمین پر

الْاَرْضِ اَللّٰہُ اَللّٰہُ ۔(ابوداؤد' مشکوٰۃ) کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہ جائے گا۔

انتباہ

۱۔ قیامت کی چند نشانیاں جو احادیث مذکورہ میں بیان کی گئیں ہیں ان میں سے کچھ ظاہر ہو چکیں اور جو باقی ہیں وہ بھی یقیناً ظاہر ہوں گی۔ دجال کا فتنہ بہت سخت ہو گا' وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا جو اس پر ایمان لائے گا اسے اپنی جنت میں (جو حقیقت میں دوزخ ہو گی) ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اسے دوزخ میں (جو در حقیقت جنت ہو گی) ڈالے گا' مردے جلائے گا زمین سے سبزہ اگائے گا اور آسمان سے پانی برسائے گا اسی قسم کے بہت شعبدے دکھائے گا جو حقیقت میں سب جادو کے کرشمے ہوں گے۔ اس کی پیشانی پر ک' ف' ر لکھا ہو گا (یعنی کافر) جس کو ہر مسلمان پڑھے گا مگر کافر کو نظر نہ آئے گا۔ (بہارِ شریعت)

۲۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہونے کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ رمضان شریف کا مہینہ ہو گا' ابدال کعبہ کے طواف میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہوں گے' اولیائے کرام انہیں پہچانیں گے ان سے بیعت کی درخواست کریں گے وہ انکار فرمائیں گے تو غیب سے آواز آئے گی۔ ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمُھْدِیُّ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْہُ ۔ یعنی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو' سب لوگ ان کے ہاتھ بیعت کریں گے' پھر وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر آپ ملک شام چلے جائیں گے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جامع مسجد دمشق کے مشرقی منارہ پر آسمان سے اتریں گے' فجر کی نماز کا وقت ہو گا۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ وہاں موجود ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں امامت کا حکم دیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس وقت دجال لعین ملک شام میں ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہو گا وہ بھاگے گا آپ اس کا پیچھا کریں گے اور اس کے پیٹ میں نیزہ مار کر جہنم میں پہنچا دیں گے پھر بحکم الٰہی تمام مسلمانوں کو لے کر کوہِ طور پر چلے جائیں گے۔ (بہارِ شریعت)

۴- جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے ساتھ پہاڑ پر محصور ہوں گے تو یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا۔ یہ دنیا بھر میں فساد اور قتل وغارت کریں گے پھر آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت سے ان کے تیر اوپر سے خون آلود گریں گے وہ خوش ہوں گے۔ وہ لوگ اپنی انہیں حرکتوں میں مشغول ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی ہلاکت کے لئے دعا کریں گے۔ خدائے تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے کو پیدا کر دے گا ایک دم میں وہ سب کے سب مرجائیں گے۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مسلمانوں کے ہمراہ پہاڑ سے اتریں گے۔ دنیا بھر میں اس وقت صرف ایک دین، دین اسلام اور ایک مذہب اہلسنّت وجماعت ہوگا۔ چالیس برس تک آپ اقامت فرمائیں گے۔ نکاح کریں گے اولاد ہوگی اور بعد وفات سرکار دوعالم ﷺ کے روضۂ انور میں دفن ہوں گے۔ (بہارِ شریعت)

۵- دابۃ الارض ایک جانور ہوگا جس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی ہوگی۔ عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نورانی نشان بنائے گا اور انگوٹھی سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سیاہ داغ لگائے گا جو کبھی نہ مٹے گا، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے زندگی بھر اپنے ایمان پر قائم رہے گا۔ (بہارشریعت)

۶- حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے ایک زمانہ کے بعد جب قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے تو ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمانوں کی روح قبض ہوجائے گی اللہ کہنے والا کوئی نہ بچے گا۔ کافر ہی کافر دنیا میں رہ جائیں گے۔ چالیس برس تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوگی۔ یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا اب انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔ سب مرجائیں گے۔ آسمان، پہاڑ، زمین یہاں تک کہ صور واسرافیل اور تمام فرشتے فنا ہوجائیں گے۔ سوائے اس واحد حقیقی کے کوئی نہ ہوگا۔ وہ فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنی آج کس کی بادشاہت ہے؟ مگر ہے

کوئی جو جواب دے پھر خود ہی فرمائے گا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین ملائکہ اور انس و جن وغیرہ سب موجود ہو جائیں گے سب سے پہلے حضور اقدس ﷺ قبر انور سے یوں باہر تشریف لائیں گے کہ ان کے داہنے دستِ مبارک میں حضرت صدیق اکبر کا ہاتھ ہوگا اور بائیں دستِ مبارک میں حضرت فاروق اعظم کا ہاتھ ہوگا (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) پھر مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

حوض کوثر اور شفاعت

۱ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِى الْجَنَّةِ اِذَا اَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِىْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ فَاِذَا طِيْنُهٗ مِسْكٌ اَذْفَرُ.

(بخاری، مشکوۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ (معراج کی رات میں) جب میں جنت کی سیر کر رہا تھا تو میرا گزر ایک نہر پر سے ہوا جس کے دونوں طرف مجوف یعنی خولدار موتی کے گنبد تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمایا ہے میں نے دیکھا کہ اس کی مٹی نہایت خوشبودار خالص مشک کی ہے۔

۲ - عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِىْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ وَزَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَّمَاءُهٗ اَبْيَضُ مِنَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میرے حوض (کوثر) کی مسافت ایک مہینہ (کا راستہ) ہے وہ مربع ہے یعنی اس کے چاروں کونے برابر ہیں۔ اس کا

ل عصبۃ بضم العین وسکون صاد از دہ ۱۰ تا چہل ۴۰ ۱۲ اشعۃ اللمعات

اَللَّبَنِ وَرِيْحُهُ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ يَّشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ اَبَدًا ۔

(بخاری، مسلم)

پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اسکے کوزے چمک اور زیادتی میں آسمان کے ستاروں کے مثل ہیں جو شخص اس میں سے پئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

۳- عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اُطْلُبْنِيْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِيْ عَلَى الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قُلْتُ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّيْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ الْمَوَاطِنَ ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ حضور قیامت کے دن میری سفارش فرمائی جائے۔ سرکار نے فرمایا میں کروں گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں حضور کو کہاں تلاش کروں گا؟ سرکار نے فرمایا: پہلے مجھ کو پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا اگر حضور پل صراط پر نہ ملیں۔ فرمایا تو میزان پر، میں نے عرض کیا: حضور میزان پر بھی نہ ملیں۔ فرمایا: تو پھر حوضِ کوثر پر، میں ان تین جگہوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ (یعنی ان مقامات میں سے کسی ایک جگہ ضروری ملوں گا)۔

۴- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ ۔

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میری شفاعت ثابت ہے میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے۔

۵- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّيْ

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میرے پاس خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا

فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِیَ الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَایُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

تو اس نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو یا میں شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے شفاعت کو منظور کیا۔ میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہوگی کہ جو اس حال میں مرے کہ اس نے کسی کو خدائے تعالیٰ کا شریک نہ مانا ہو۔

۶- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِیْ یُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِیِّیْنَ۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت میری شفاعت کی بدولت نارِ دوزخ سے نکالی جائے گی جس کا نام جہنمی پڑا ہوا تھا۔

۷- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثَلٰثَةٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ پہلے انبیائے کرام علیہم السلام پھر علمائے دین، پھر شہدائے اسلام۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ "تخصیص شفاعت بہ ایں سہ گروہ بجہت زیادت فضل وکرامت ایشان ست والا ہمہ اہل خیر از مسلمانان را ثابت ست" یعنی ان تین گروہ کے ساتھ شفاعت کی تخصیص ان کے فضل وبزرگی کی زیادتی کے سبب ہے ورنہ ہر اہل خیر مسلمانان (مثلاً سچا حاجی، باعمل حافظ) کے لئے (بھی شفاعت کا حق) ثابت ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص۔ ۴۰۸)

۸- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ

اِنَّ مِنْ اُمَّتِی مَنْ یَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْقَبِیْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰی یَدْخُلُوا الْجَنَّةَ ۔

(ترمذی مشکوٰۃ)

میری امت میں سے بعض لوگ کئی جماعت کی شفاعت کریں گے اور بعض لوگ ایک قبیلہ کی۔ اور بعض لوگ دس سے چالیس کی شفاعت کریں گے اور بعض لوگ صرف ایک آدمی کی یہاں تک کہ میری کل امت جنت میں داخل ہو جائے گی۔

۹- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ یَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ فَاَوَّلُهُمْ کَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ کَالرِّیْحِ ثُمَّ کَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ کَالرَّاکِبِ فِیْ رَحْلِهٖ ثُمَّ کَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ کَمَشْیِهٖ ۔

(ترمذی، درامی، ابوداؤد)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ لوگ جہنم کی آگ کو (پل صراط سے گزر کر) عبور کریں گے۔ پھر اپنے اعمال صالحہ کے مطابق جہنم (کی لپیٹ وغیرہ) سے نجات پائیں گے تو ان میں سے جو سب سے بہتر ہوں گے وہ بجلی چمکنے کے مانند (پل صراط سے) گزر جائیں گے پھر ہوا کے مثل، پھر دوڑنے والے گھوڑے کی طرح پھر اونٹ سوار کے مانند پھر دوڑنے والے آدمی کی طرح پھر پیدل چلنے کے مثل۔

انتباہ

۱- قیامت قائم ہونا حق ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (بہارِ شریعت)

۲- قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن بغیر ختنہ شدہ اٹھیں گے، کوئی پیدل ہوگا کوئی سوار اور کافر منہ کے بل چلتے ہوئے میدان حشر کو جائیں گے کسی کو فرشتے گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ میدانِ حشر ملک شام کی سرزمین پر ہوگا۔ اس دن زمین تانبے کی ہوگئی۔ سورج صرف ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ ابھی چار ہزار برس کی

راہ کے فاصلے پر ہے اور اس کی پیٹھ دنیا کی طرف ہے قیامت کے دن اس کا منہ اس طرف ہوگا۔ گرمی اور تپش سے بھیجے کھولتے ہوں گے پسینہ اس کثرت سے نکلے گا کہ اوپر چڑھے گا کسی کے ٹخنوں تک ہوگا کسی کے گھٹنوں تک' کسی کی کمر' کسی کے سینہ' کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑ لے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا اور گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی وہ محتاج بیان نہیں' زبانیں سوکھ کر کانٹا بن جائیں گی اور بعض کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی۔ ان مصیبتوں کے باوجود کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا۔ بھائی سے بھائی بھاگے گا ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے۔ ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوگا کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا۔ قیامت کا دن جو کہ پچاس ہزار برس کا ہوگا اس پریشانی کی حالت میں قریب آدھے کے گزر جائے گا اب اہلِ محشر مشورہ کریں گے کہ اپنا کوئی سفارشی ڈھونڈنا چاہیے جو ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے لوگ گرتے پڑتے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ اے حضرت آدم! آپ ابوالبشر ہیں خدائے تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا' فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا۔ ہم لوگ سخت پریشانی میں مبتلا ہیں آپ ہماری شفاعت کیجیے کہ خدائے تعالیٰ ہمیں اس سے نجات بخشے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے' یہ میرا مرتبہ نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ مختصر یہ کہ لوگ حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ وغیرہ جلیل القدر انبیائے کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے لئے گریہ وزاری کریں گے مگر ہر جگہ سے یہی جواب ملے گا کہ یہ میرا مرتبہ نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ یہاں تک کہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ لوگ عرض کریں گے آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے تم ان کے حضور حاضر ہو جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی

جو آج بے خوف ہیں اور وہ تمام اولاد آدم کے سردار ہیں تم محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو وہ خاتم النبیین ہیں۔ وہی آج تمہاری شفاعت فرمائیں گے اب لوگ پھرتے پھراتے ٹھوکریں کھاتے روتے چلاتے دہائی دیتے ہوئے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے لئے عرض کریں گے۔ حضور ﷺ ارشاد فرمائیں گے۔ اَنَا لَهَا یعنی شفاعت کے لئے میں ہوں۔ یہ فرما کر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کریں گے۔ ارشاد ہوگا یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ۔ یعنی اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور جو مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مقبول ہے۔ اب شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی کم ایمان ہوگا سرکار اقدس ﷺ اس کی بھی شفاعت فرمائیں گے۔ اللھم رزقنا و والدینا و اساتذتنا و مشائخنا وتلامذتنا و احبابنا وجمیع اھل السنة شفاعة حبیبك المصطفیٰ ونبیك المجتبیٰ علیه التحیة و الثناء۔

۳- شفاعت حق ہے اس کا انکار کرنا بد مذہبی وگمراہی ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "انکارِ شفاعت بدعت وضلالت ست چنانکہ خوارج وبعض معتزلہ بداں رفتہ اند (اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۴۰۸) اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ فی شرح مسلم للنووی قال القاضی عیاض رحمة الله تعالیٰ مذهب اهل السنة جواز الشفاعة عقلا

---

[1] حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: الشفاعة خمسه اقسام اولها مختصة بنبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وهى الاراحة من حول الموقف وتعجيل الحساب الثانية فى ادخال قوم الجنة بغير حساب وهذا ايضا وردت فى نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم . الثالثة الشفاعة لقوم استوجبوا النار فيشفع فيهم نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ومن شاء الله تعالىٰ . الرابعة فيمن دخل النار من المذنبين فقد جاء ت الاحاديث باخراجهم من النار بشفاعة نبينا والملائكة واخوانهم من المؤمنين ثم يخرج الله تعالىٰ كل من قال لا اله الا الله . الخامسة الشفاعة فى [illegible]ت الدرجات فى الجنة لاهلها وهذه لاتنكرها ايضا (مرقاۃ جلد پنجم ص ۲۷۸)

ووجوبها سمعا لصریح قوله تعالیٰ یومئذ لاتنفع الشفاعة الامن اذن له الرحمن ورضی له قولا وقد جاء ت الاثار التی بلغت بمجموعها التواتر لصحة الشفاعة فی الاخرة واجمع السلف الصالحون ومن بعد هم من اهل السنة علیها......

یعنی امام نووی کی کتاب شرح مسلم میں ہے کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہلِ سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ عقلاً شفاعت جائز ہے اور اس کا وجوب سماعی ہے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے کھلم کھلا ارشاد فرمایا کہ یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلاً (پارہ۱۶: رکوع ۱۵) یعنی اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے رحمٰن نے (شفاعت کرنے کا) اذن دے دیا ہو اور اس کی بات پسند فرمائی ہو اور (اس آیت کریمہ کے علاوہ بہت سی) حدیثیں وارد ہیں جن کا مجموعہ آخرت میں شفاعت کی صحت پر حد تواتر کو پہنچ چکا ہے۔ شفاعت کے حق ہونے پر سلف صالحین اور ان کے بعد اہلِ سنت و جماعت کا اجماع ہے۔ (مرقاۃ جلد پنجم ص ۲۷۷)

۲۔ شفاعت کی چند قسمیں ہیں جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "نوع اول شفاعت عظمیٰ ست کہ عام ست مر تمامہ خلائق را و مخصوص ست بہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہیچ کس را از انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم مجال جرأت واقدام براں نباشد و آں برائے اراحت و تخلیص از طول وقوف در عرصات و تعجیل حساب و حکم کردگار تعالیٰ و تقدس و برآوردن ازاں شدت و محنت' دوم از برائے درآوردن قومے در بہشت بغیر حساب و ثبوت آں نیر وارد شدہ برائے پیغمبر باو نزد بعضے مخصوص بحضرت اوست' سوم در اقوامے کہ حسنات و سیئات ایشاں برابر باشد و بامداد شفاعت بہ بہشت در آیند' چہارم قومے کہ مستحق و مستوجب دوزخ شدہ باشند پس شفاعت کند و ایشاں را بہ بہشت درآرد' پنجم برائے رفع درجات و زیادت کرامات' ششم در گناہ گاراں کہ بدوزخ درآمدہ باشند بہ شفاعت برآیند و ایں شفاعت مشترک ست میاں سائر انبیاء و ملائکہ و علماء و شہداء۔ ہفتم در استفتاح جنت

ہشتم در تخفیف عذاب از انہا کہ مستحق عذاب مخلد شدہ باشند۔ نہم برائے اہلِ مدینہ خاصہ وہم برائے زیارت کنند گان قبر شریف بروجہ امتیاز واختصاص...... یعنی شفاعت کی پہلی قسم شفاعت عظمیٰ ہے جو کہ تمام مخلوقات کے لئے عام ہے اور ہمارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ خاص ہے یعنی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی اور نبی کو اس پر جرأت اور پیش قدمی کی مجال نہ ہوگی۔ اور یہ شفاعت لوگوں کو آرام پہنچانے' میدانِ حشر میں دیر تک ٹھہرنے سے چھٹکارہ دلانے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلہ اور حساب کے جلدی کرنے اور قیامت کے دن کی سختی و پریشانی سے نکالنے کے لئے ہوگی۔

دوسری قسم کی شفاعت ایک قوم کو بے حساب جنت میں داخل کرنے کے لئے ہوگی اور یہ شفاعت بھی ہمارے پیغمبر سرکارِ اقدس ﷺ کے لئے ثابت ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک یہ شفاعت حضور ﷺ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ تیسری شفاعت ان لوگوں کے بارے میں ہوگی کہ جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی اور شفاعت کی امداد سے جنت میں داخل ہوں گے۔ چوتھی قسم کی شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جو کہ دوزخ کے مستحق اور حقدار ہو چکے ہوں گے تو حضور ﷺ شفاعت فرما کر ان کو جنت میں لائیں گے۔ پانچویں قسم کی شفاعت مرتبے کی بلندی اور بزرگی کی زیادتی کے لئے ہوگی اور یہ ان کے لیے ہوگی جو کہ دوزخ کے مستحق اور حقدار ہو چکے ہوں گے۔ چھٹی قسم کی شفاعت ان گنہگاروں کے بارے میں ہوگی جو جہنم میں پہنچ چکے ہوں گے اور شفاعت کی وجہ سے نکل آئیں گے اور اس شفاعت میں دیگر انبیائے کرام علیہم السلام' فرشتے' علماء اور شہدا بھی شریک ہوں گے۔

ساتویں قسم کی شفاعت جنت کھولنے کے بارے میں ہوگی۔

آٹھویں قسم کی شفاعت ان لوگوں کے عذاب کی تخفیف کے بارے میں ہوگی جو کہ دائمی عذاب کے مستحق ہوں گے۔ نویں قسم کی شفاعت خاص کر مدینہ منورہ والوں اور سرکاری اقدس ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کرنے والوں کے لئے اختصاص اور امتیاز

کے طریقہ پر ہوگی۔(اشعۃ اللمعات جلد چہارم:ص ۳۸۲)

۵۔ حضو کوثر جو کہ حضور ﷺ کو مرحمت ہوا حق ہے۔(بہارِ شریعت)

۶۔ قیامت کے دن ہر شخص کو اس کی نیکیوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور برائیوں کا بائیں ہاتھ میں۔اور کافر کا نامۂ اعمال سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس کے پس پشت نکال کر پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔(بہارِ شریعت)

۷۔ حساب حق ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔(بہارِ شریعت)

۸۔ میزان حق ہے اس پر لوگوں کے نیک و بد اعمال تولے جائیں گے نیکی یا بدی کا پلہ بھاری ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اوپر اٹھے یعنی دنیا کے جیسا معاملہ نہیں ہوگا کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے جھکتا ہے۔(بہارِ شریعت)

۹۔ حضورِ اقدس ﷺ کو خدائے تعالیٰ مقام محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اوّلین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے۔

۱۰۔ سرکارِ اقدس ﷺ کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کا نام لواء الحمد ہے۔حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کے سب مومنین' اسی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

جنت کا بیان

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَّاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیز تیار کر رکھی ہے کہ جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ اس کی خوبیوں کو کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کی ماہیت کا خیال گزرا۔

٢- عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی اور ان میں سے اسی صفیں اس (میری) امت کی ہوں گی اور چالیس صفیں دوسری امتوں کی۔ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ)

٣- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَّلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اگر جنتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو آسمان سے زمین تک منور ہو جائے اور ساری فضا زمین سے آسمان تک خوشبو سے معطر ہو جائے اور اس کے سر کی اوڑھنی دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

٤- عَنْ سَعْدِبْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ اَنَّ مَايُقِلُّ ظُفُرٌ مِّمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهٗ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَ فَبَدَاَ اَسَاوِرُهٗ لَطَمَسَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن برابر کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو آسمان وزمین کے اطراف وجوانب اس سے آراستہ ہو جائیں اور اگر جنتیوں میں سے کوئی شخص (دنیا کی طرف) جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو مٹا دے جیسے کہ ستاروں کی روشنی کو سورج مٹا دیتا ہے۔

٥- عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت ابوسعید و ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُنَادِىْ مُنَادٍ اَنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَّاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيُوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَّاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَداً وَّاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا ۔

فرمایا کہ پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ (اے جنت والو!) تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے، تم زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے، تم جوان رہو گے کبھی نہ بوڑھے ہو گے اور تم آرام سے رہو گے کبھی محنت ومشقت نہ اٹھاؤ گے۔

۶- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَّرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ ۔

(مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی، جنت میں کھائیں گے اور پیئں گے لیکن نہ تھوکیں گے نہ پیشاب وپاخانہ کریں گے۔ اور نہ رینٹھ سنکیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کھانے کا فضلہ کیا ہو گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (فرحت بخش) ڈکار آئے گی اور ایسا پسینہ آئے گا جو مشک کی خوشبو کے مثل ہوگا اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا جنتیوں کے دل میں ڈال دیا جائے گا (جو ان کی زبان پر بے تکلف جاری ہوگا) جیسے کہ سانس جاری ہے۔

۷- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَّمَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَنَعِيْمِهٖ وَخَدَمِهٖ وَسُرُرِهٖ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَّاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَّنْظُرُ اِلٰى

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مرتبہ کے لحاظ سے ادنیٰ جنتی وہ شخص ہو گا جو اپنے باغوں اپنی بیویوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدمت گاروں اور اپنی آرام گاہوں کو ایک ہزار برس کی مسافت کے اندر پھیلا ہوا دیکھے گا اور خدائے تعالیٰ

وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَأَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَانَاظِرَةٌ ۔

(احمد، ترمذی، مشکوٰۃ)

کے نزدیک سب سے بڑے مرتبہ کا جنتی وہ شخص ہوگا جو صبح وشام دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوگا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائے وَجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّا ضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاضِرَةٌ (پارہ۲۹: سورہ القیمہ) یعنی اس روز بہت سے چہرے اپنے پروردگار کے دیدار سے تروتازہ اور خوش وخرم ہوں گے۔

انتباہ

۱- جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ میوے اور کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے فوراً ان کے سامنے موجود ہوگا اگر کسی پرند کا گوشت کھانے کو جی چاہے گا تو اسی وقت بھنا ہوا پرندہ ان کے سامنے آجائے گا۔ اگر کسی چیز کے پینے کی خواہش ہوگی تو اسی چیز سے بھرا ہوا کوزہ فوراً ہاتھ میں آجائے گا۔

۲- ادنیٰ جنتی کے لئے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور ان کو ایسے تاج ملیں گے کہ اس میں لگا ایک ادنیٰ موتی ساری دنیا کو روشن کردے۔

۳- جنتی آپس میں ملاقات کرنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس خود بخود چلا جائے گا۔

دوزخ کا بیان

۱- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ عَلَى النَّارِ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى احْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى ابْيَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَيْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى اسْوَدَّتْ فَهِىَ سَوْدَاءُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جہنم کی آگ کو ایک ہزار برس جلایا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر اس کو ایک ہزار برس تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر اسے ایک ہزار برس اور جلایا گیا

مُظْلِمَةٌ ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

یہاں تک کہ وہ کالی سیاہ ہوگئی۔ اب وہ سیاہ وتاریک ہے۔

۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّمَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَهُوَ مُتَنَعِّلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِى مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ ۔

(بخاری، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ اس کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔

۳- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَاِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ ۔

(مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دوخیوں میں بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگئی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے رانوں تک آگ کے شعلے پہنچیں گے اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے گلے تک آگ کے شعلے ہوں گے۔

۴- عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهْرَقُ فِى الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلُ الدُّنْيَا ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس زرد پانی کا ایک ڈول جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔

۵- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ

حضرت عبداللہ بن حارث بن جز نے کہا کہ

جَزْءٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٌ كَاَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا وَاِنَّ فِي النَّارِ عَقَارِبَ كَاَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُؤْكَفَةِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا .

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دوزخ میں بختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں، یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے تو اس کا درد اور زہر چالیس برس تک رہے گا۔ اور دوزخ میں پالان باندھے ہوئے خچروں کے مثل بچھو ہیں تو ان کے ایک مرتبہ کاٹنے کا درد اور زہر چالیس سال تک رہے گا۔

(احمد، مشکوٰۃ)

٦ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِيٌّ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ الشَّقِيُّ قَالَ مَنْ لَّمْ يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَتِهٖ وَلَمْ يَتْرُكْهُ بِمَعْصِيَةٍ .

(مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دوزخ میں صرف بد نصیب داخل ہو گا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ بد نصیب کون ہے؟ فرمایا بدنصیب وہ شخص ہے کہ جس نے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی اطاعت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے گناہ کو نہیں چھوڑا۔ (ابن ماجہ)

انتباہ

۱- جنت ودوزخ حق ہیں۔ ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (بہارِ شریعت)

۲- دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے ستر جزوں میں سے ایک جز ہے۔

(بہارِ شریعت)

۳- حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم کھا کر عرض کیا کہ اگر جہنم کو سوئی کی نوک برابر کھول دیا جائے تو اس کی گرمی سے سب زمین والے مر جائیں۔ اور قسم کھا کر کہا کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے تو زمین کے رہنے والے

سب کے سب ان کی ہیبت سے مر جائیں اور قسم کے ساتھ بیان کیا کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہو یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں۔ (بہارِ شریعت)

۴- دوزخ کی گہرائی اتنی زیادہ ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر برس میں بھی تہہ تک نہ پہنچے گی۔ (بہارِ شریعت)

۵- جہنمیوں کو تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ منہ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔ جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی۔ خار دار تھوہڑ کھانے کو دیا جائے گا، گلے میں جا کر پھندا ڈالے گا اس کے اتارنے کے لئے پانی مانگیں گے تو ان کو ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا کہ منہ کے قریب آتے ہی منہ کی ساری کھال اس میں گر پڑے گی اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا تو وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔ (بہارِ شریعت)

۶- جہنم والے گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے پہلے آنسو نکلیں گے جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون روئیں گے، روتے روتے گالوں میں خندقوں کی مثل گڑھے پڑ جائیں گے، رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہوگا کہ اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ (العیاذ باللہ)

کتاب الطہارۃ

وضو

۱- عَنْ اَبِیْ مَالِكِ نِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ ۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ (مسلم شریف)

۲- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوَضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ ۔ (بخاری، مسلم)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے تو اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

۳- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس نے وضو کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو (کامل) نہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۴- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّاْتُمْ فَابْدَؤُا بِاَيَامِنِكُمْ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کپڑا پہنو یا وضو کرو تو اپنے داہنے سے شروع کرو۔

(احمد، ابوداؤد)

۵- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاءَ ثَلٰثاً ثَلٰثاً وَّقَالَ هٰذَا وَضُوْئِيْ وَوَضُوْءُ الْاَنْبِيَآءِ قَبْلِيْ ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تین تین مرتبہ وضو فرمایا اور فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے جو انبیائے کرام علیہم السلام تھے ان کا وضو ہے۔ (مشکوٰۃ)

۶- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ ۔ (احمد، دارمی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور پروردگار کو راضی کرنے والی چیز ہے۔

۷- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت کے لئے دشوار نہ سمجھتا تو انہیں حکم دیتا کہ وہ عشا

لَاَمَرْتُهُمْ تَاخِيْرَ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ ۔ کی نماز دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے لئے مسواک کریں۔(بخاری، مسلم)

وضو کرنے کا مسنون طریقہ

پہلے نیت کرے اور پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنے کے بعد کم سے کم تین تین مرتبہ اوپر نیچے کے دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے نہ کہ لمبائی میں اور اس طرح کہ پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجے پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت پھر داہنی جانب کے نیچے کے دانت پھر بائیں جانب کے نیچے کے دانت مانجے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھوں پر گٹوں سمیت پانی ملے اور انگلیوں میں خلال کرے پھر بائیں ہاتھ میں لوٹا وغیرہ لے کر دائیں ہاتھ پر انگلیوں کی طرف سے شروع کر کے گٹے تک تین بار پانی بہائے پھر لوٹے کو داہنے ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ پر تین بار اسی طرح پانی بہائے اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں اور اگر حوض سے وضو کرتا ہو تو گٹوں تک ہاتھوں کو ملنے کے بعد حوض میں پہلے داہنا ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے اور پھر بایاں ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے پھر تین بار کلی اس طرح کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو ہر کلی غرغرہ کے ساتھ کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا ناک میں ڈال کر اسے صاف کرے اور سانس کی مدد سے تین بار داہنے ہاتھ سے نرم بانسوں تک پانی چڑھائے پھر چہرے پر اچھی طرح پانی مل کر اس کو تین بار اس طرح دھوئے کہ ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور پیشانی کے اوپر سر کے حصہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہر ہر حصے پر پانی بہہ جائے اور ڈاڑھی کے بال وکھال کو دھوئے ہاں اگر ڈاڑھی کے بال گھنے ہوں تو کھال کا دھونا فرض نہیں صرف مستحب ہے۔ اور ڈاڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کو بھی دھوئے اور ڈاڑھی کا خلال کرے اس طرح کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے نکالے۔ پھر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پانی مل کر پہلے داہنے ہاتھ پر اور پھر بائیں ہاتھ

پر سر ناخن سے شروع کر کے کہنیوں کے اوپر تک بال اور ہر حصہ کھال پر تین بار پانی بہائے۔ پھر سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلیاں چھوڑ کر باقی تین تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی کے بال اگنے کی جگہ پر رکھے اور سر کے اوپری حصہ پر گدی تک انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتا ہوا لے جائے اور ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھلیوں سے سر کی کروٹوں پر جمائے ہوئے گدی تک کھینچتا لے جائے اور بس پھر اس کے بعد کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے باہری حصہ کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے پھر پاؤں پر ٹخنوں سمیت پانی ملے اور پہلے داہنے پاؤں پھر بائیں پاؤں پر انگلیوں کی طرف سے ٹخنوں کے اوپر تک ہر بال اور ہر حصہ کھال پر تین تین بار پانی بہائے اور انگلیوں میں خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے اس طرح کرے کہ داہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کرکے، چھنگلیا پر ختم کرے اور ہر عضو دھوتے وقت درود شریف پڑھتا رہے کہ افضل ہے۔

ضروری انتباہ

۱- کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے (بہارِ شریعت جلد دوم: ص ۹۳) اور درمختار مع ردّالمختار جلد اوّل ص ۶۷ میں ہے:

اسالة الماء مع التقاطر ولو قطرَة وفی الفیض اقله قطرتان فی الاصح ۔اس عبارت کا حاصل معنی یہ ہے کہ تقاطر کے ساتھ پانی بہایا جائے اس طرح کہ عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ص ۴ پہ ہے **لایجوز الوضوء مالم یتقاطر الماء** یعنی جب تک کہ اعضائے وضو کے ہر حصہ پر پانی کی بوند یکے بعد دیگرے نہ گزر جائے وضو نہ ہوگا اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے **البلل بالماء فی المغسولات لا یسقط الفرض** یعنی جن اعضا کا دھونا فرض ہے انہیں صرف پانی سے بھگو لینے پر فرض ادا نہ ہوگا۔ لہٰذا جو لوگ وضو کرتے وقت اعضا پر تیل کی طرح پانی صرف چپڑ لیتے ہیں یا بعض

حصے کو صرف بھگو کر چھوڑ دیتے ہیں مثلاً پیشانی کے بالائی حصے کان کے کنارے ہاتھ کی کہنیوں اور پاؤں کے ٹخنوں پر تر ہاتھ صرف پھیر لیتے ہیں اور پانی نہیں بہاتے ہیں ان کا وضو نہیں ہوتا اس لئے کہ قرآنِ کریم نے اعضاء کے دھونے کا حکم دیا ہے لہٰذا صرف بھگونے سے وضو نہ ہوگا۔

افسوس صد افسوس آج عوام تو عوام اکثر خواص بھی اس مسئلہ سے لاپروائی برتتے ہیں اور آیت کریمہ **عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً** کے مصداق بنتے ہیں (یعنی کام کریں، مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں) العیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲- جب چھوٹے برتن مثلاً لوٹے یا بدھنے سے وضو کر رہا ہو تو گٹوں تک ہاتھ دھونے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں گٹوں تک خوب بھگو لے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ میں برتن اٹھا کر داہنے ہاتھ پر سر ناخن سے گٹے کے اوپر تک تین بار پانی بہائے پھر اس طرح داہنے ہاتھ میں برتن اٹھا کر بائیں ہاتھ پر گٹے تک تین بار پانی بہائے جیسا کہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی کان پور: ص ۵۹ طحطاوی مصری: ص ۳۹ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۶ اور عنایہ وکفایہ شروح ہدایہ میں ہے **واللفظ للفتاوی الهندیه کیفیته ان کان الاناء صغیرا ان یا خذه بشماله ویصب الماء علی یمینه ثلثا ثم یا خذه بیمینه ویصبه علی یساره کذالك** ۔ اور مراقی الفلاح مع طحطاوی مصری: ص ۴۴ میں ہے **ویسن البداء ة بالعنسل من رؤس الاصابع**۔

۳- بہت سے لوگ یوں کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھنوؤں پر چلو ڈال کر سارے منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ منہ دھل گیا حالانکہ پانی کا اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس طرح منہ دھونے سے منہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔ (بہارِ شریعت)

۴- وضو کرنے میں مندرجہ ذیل باتوں کی احتیاط ضروری ہے۔ پیشانی کے اوپر بال جمنے کی جگہ سے پانی کا بہنا فرض ہے۔ ڈاڑھی مونچھ اور بھوؤں کے بال اگر اتنے چھدرے ہوں کہ نیچے کی کھال جھلکتی ہو تو کھال پر پانی بہانا ضروری ہے صرف بالوں

کا دھونا کافی نہیں۔ آنکھ اندر گھسی ہو تو آنکھ اور بھوؤں کے درمیانی حصہ پر پانی بہانے کا خاص خیال رکھے۔ منہ دھوتے وقت آنکھیں اور ہونٹ سمیٹ کر زور سے بند نہ کرے ورنہ کچھ حصہ رہ جانے کی صورت میں وضو نہ ہوگا۔ بعض وقت آنکھ میں کیچڑ وغیرہ سخت ہو کر جم جاتا ہے اسے چھڑا کر پانی بہانا فرض ہے اس سے اکثر لوگ غفلت برتتے ہیں۔ ناک کے سوراخ میں کیل وغیرہ ہو یا نہ ہو بہر حال اس پر پانی ڈالنا ضروری ہے۔ جتنی ڈاڑھی چہرے کی حد میں ہو اس کا دھونا فرض ہے اور لٹکی ہوئی داڑھی کا مسح کرنا سنت اور دھونا مستحب ہے۔ پانی بہانے میں انگلیوں کی گھائیوں اور کروٹوں کا لحاظ ضروری ہے خصوصاً پاؤں میں کہ اس کی انگلیاں قدرتی طور پر ملی رہتی ہیں۔ بڑھے ہوئے ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہو اس کا دھلنا ضروری ہے۔ ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہاتھ کا ہر پہلو اور ایک ایک بال کا جڑ سے نوک تک دھل جانا ضروری ہے چلو میں پانی لے کر کلائی پر الٹ دینا ہر گز کافی نہ ہوگا۔ کہنیوں پر پانی بہانے کا خاص خیال رکھے کہ اکثر بے احتیاطی میں دھلتی نہیں صرف تر ہو کر رہ جاتی ہیں بلکہ بعض لوگوں کی کہنیاں تر بھی نہیں ہوتیں۔ انگوٹھی، چوڑی، کلائی کے زیورات اور پاؤں کے ہر وہ زیور جو ٹخنے پر یا ٹخنے سے نیچے ہوں انہیں ہٹا کر ان کے نیچے پانی بہانا ضروری ہے۔ پورے سر کا مسح سنت ہے اور چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ بعض لوگ صرف انگلیوں کے سرے سر پر گزار دیتے ہیں جو فرض کی مقدار کو بھی کافی نہیں ہوتا اور بعض لوگوں کا مسح یہ ہے کہ ٹوپی اٹھا کر پھر سر پر رکھ دیتے ہیں اور بس، ایسے لوگوں کا وضو نہیں ہوتا اور ان کی نمازیں بے کار ہوتی ہیں۔ پاؤں دھونے میں ٹخنوں، تلوؤں، ایڑیوں اور کونچوں کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ اکثر بے احتیاطی میں یہ حصے دھلنے سے رہ جاتے ہیں اور وضو نہیں ہوتا۔

۵- عضو کے ہر حصہ پر تین بار پانی بہانا سنت ہے خواہ تین بار پانی بہانے کے لئے کئی چلو پانی لینا پڑے۔ اس لئے کہ تین چلو پانی لینا سنت نہیں بلکہ پورے عضو پر تین بار پانی بہانا سنت ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل ص ۸۳ میں ہے تثلیت

الغسل المستوعب ولا عبرة للغرفات ۔لہٰذا تین چلّو پانی لینے کو سنت سمجھنا غلطی ہے۔

۶۔ وضو کے پانی کے لئے شرعاً کوئی مقدار معین نہیں جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل میں ۲۲۶ میں ہے الاجماع علی انہ لایشترط قدر معین فی ماء الوضوء والغسل لہٰذا اتنا زیادہ پانی خرچ نہ کرے کہ اسراف ہو اور نہ اس قدر کم خرچ کرے کہ سنت ادا نہ ہو بعض لوگ صرف ایک چھوٹے سے پانی کے لوٹے سے وضو بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ انہیں دھونے اور بھگونے کا فرض سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۷۔ اگر اتنا پانی نہ ہو کہ وضو میں ہر عضو کو تین تین بار دھویا جا سکے تو دو دو بار دھوئے اور اگر دو دو بار دھونے کے لئے کافی نہ ہو تو ایک ایک بار دھوئے اور اگر اتنا بھی نہ ہو کہ منہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت ایک بار دھو سکے تو اب تیمّم کر کے نماز پڑھے۔

۸۔ غیر کے نابالغ لڑکے سے بلا معاوضہ پانی بھروا کر وضو کرنا یا کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں (بہارِ شریعت) دُرِ مختار مع شامی جلد چہارم: ص ۵۳۱ میں ہے لا تصح ھبۃ صغیر۔

۹۔ بعض مسجدوں میں چھوٹے حوض یا کسی بڑے برتن میں پانی ہوتا ہے۔ اکثر لوگ جو بے وضو ہوتے ہیں ہاتھ دھوئے بغیر چھوٹے برتن سے پانی نکالتے ہوئے انگلی کا پور یا ناخن چلا گیا تو وہ پانی مستعمل ہو گیا اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔ اور اگر پہلے ہاتھ دھولیا تو جو حصہ دھلا ہوا سے پانی میں ڈال سکتے ہیں۔ پانی مستعمل نہ ہوگا لیکن اگر ہاتھ دھو لینے کے بعد کوئی سبب وضو ٹوٹنے کا پایا گیا مثلاً ریاح خارج ہوئی یا پیشاب کیا تو اب ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا۔

۱۱۔ مستعمل پانی کو وضو کے قابل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جو پانی مستعمل نہ ہو اسے مستعمل میں اس قدر ملا دیا جائے کہ مستعمل کم اور غیر مستعمل زیادہ ہو جائے۔ یا

مستعمل کے برتن میں غیر مستعمل پانی اتنا ڈالا جائے کہ وہ برتن بھر کر بہنے لگے تو سب پانی قابلِ وضو ہو جائے گا۔ (درمختار مع ردالمحتار)

۱۲- ناخن پالش استعمال کیا جس سے ناخنوں پر ہلکی تہ جم گئی تو اگر ناخنوں سے پالش صاف کیے بغیر وضو کیا تو وضو نہ ہوا۔

۱۳- استنجا کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے اسے پھینک دینا سخت ناجائز و گناہ ہے۔

۱۴- وضو کے بچے ہوئے پانی کو پھینک دینا حرام ہے اور کھڑے ہو کر پینا ثواب ہے۔

۱۵- جو وضو نمازِ جنازہ کے لئے کیا گیا اس سے ہر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

وضو توڑنے والی چیزیں

۱- عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلَقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّاْ ۔

حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو ہوا خارج ہو تو وہ وضو کرے (ترمذی، ابوداؤد)

۲- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَئَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَذْيِ فَقَالَ مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوْءُ ۔ (ترمذی)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مذی کے متعلق دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مذی نکلنے سے وضو واجب ہو جاتا ہے (یعنی وضو ٹوٹ جاتا ہے)

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْوُضُوْءَ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَاِنَّهُ اِذَا اضْطَجَعَ اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص لیٹ کر نیند سے سو جائے اس پر وضو واجب ہے اس لئے کہ جب آدمی لیٹتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔

انتباہ

۱- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سونا ناقض وضو نہیں اس لئے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ (بہارِ شریعت جلد دوم: ص ۱۰۷ درّ مختار نیز ردالمحتار جلد اوّل ص ۱۰۱ اور بحرالرائق جلد اوّل ص ۳۹ پہ ہے) واللفظ للبحر الرائق ان النوم مضطجعًا ناقض الافی حق النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صرح فی القنیۃ اور سعایہ جلد اوّل ص ۲۳۶ پہ ہے ان نومہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس بناقض لقولہ تنام عیناى ولا ینام قلبی کمانص علیہ جمع ممن صنفوا علیہ فی الخصائص اور بخاری شریف جلد اوّل: ص ۵۰۴ پہ ہے الانبیاء تنام اعینھم ولا تنام قلوبھم...... الحدیث۔ یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے قلوب بیدار رہتے ہیں۔

۲- عوام میں جو مشہور ہے کہ ”گھٹنا یا ستر کھلنے“ اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے یہ صحیح نہیں۔ (بہارِ شریعت جلد دوم)

۳- مندرجہ ذیل چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ پاخانہ، پیشاب، ودی، مذی، منی، کیڑا، پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلنا۔ مرد یا عورت کے پیچھے سے ہوا خارج ہونا، خون یا پیپ یا زرد پانی کا کہیں سے نکل کر ایسی جگہ بہنا جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔ کھانا یا پانی یا صفرا کی منہ بھرتے آنا۔ اس طرح سو جانا کہ جسم کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں، بیہوش ہونا، جنون ہونا، غشی ہونا، کسی چیز کا اتنا نشہ ہونا کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں، بالغ آدمی کا رکوع وسجود والی نماز میں اتنی زور سے ہنسنا کہ آس پاس والے سنیں، دکھتی آنکھ سے آنسو بہنا (اور یہ آنسو ناپاک ہے) مباشرت فاحشہ یعنی مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے یا عورت عورت باہم ملائیں بشرطیکہ کوئی شے حائل نہ ہونا ناقض وضو ہے۔ (بہارِ شریعت)

استنجاء

۱- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَہٗ ۔

(ابوداؤد' ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب استنجا خانہ میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے' اس لئے کہ اس پر محمد رسول اللہ نقش تھا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ ازیں جا معلوم شد کہ داخل متوضا را باید کہ چیزے را کہ دروے نامِ خدا و رسول خدا و قرآن ست باخود نبرد و بعض شروح گفتہ کہ ایں شامل ست اسمائے تمام انبیاء را صلوٰت اللہ وتسلیماتہ علیہم اجمعین (اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص:۲۰۱) یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے والے کو چاہیے کہ ایسی چیز کہ اس میں خدا اور رسول کا نام یا قرآن کا کوئی کلمہ ہو تو اسے اپنے ہمراہ نہ لے جائے اور بعض شروح میں کہا گیا ہے کہ یہ حکم انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء کو بھی شامل ہے۔

۲- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب استنجا خانہ میں داخل ہوتے تو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ (یعنی اے اللہ میں پلیدی اور شیاطین سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۱۲ منہ)

۳- عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب تم پاخانہ (یا پیشاب) کے لئے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ اس کی جانب پیٹھ کرو (بخاری' مسلم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی باب الاستنجا میں فرماتے ہیں کہ "مذہب امام اعظم ابوحنیفہ آن ست کہ استقبال قبلہ واستدبار آں در بول وغائط حرام ست چہ در صحرا وچہ درخانہا (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۹۸) یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ پیشاب وپاخانہ کرنے میں قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے خواہ جنگل میں ہو یا گھروں میں۔

۴- عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهٗ حَتّٰی يَدْنُوْمِنَ الْاَرْضِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو جب تک بیٹھتے ہوئے زمین کے قریب نہ پہنچ جاتے کپڑا نہ اٹھاتے (ترمذی، ابوداؤد)

۵- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجَسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِیْ جُحْرٍ۔

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص سوراخ کے اندر ہرگز پیشاب نہ کرے (ابوداؤد، نسائی)

۶- عَنْ عُمَرَ قَالَ رَاٰنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ يَاعُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میں کھڑے ہوکر پیشاب کر رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرو اس کے بعد میں نے کھڑے ہوکر کبھی پیشاب نہ کیا۔

انتباہ

۱- طہارت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں۔ اسے پھینک دینا اسراف ہے۔ (بہارِ شریعت)

۲- تہبند اور لنگی پہننے والے پیشاب کرنے کے لئے لوگوں کے سامنے ران اور گھٹنا

کھول کر بیٹھ جاتے ہیں یہ ناجائز وحرام ہے اس لئے کہ لوگوں کے سامنے ستر بالاجماع فرض ہے۔ (بہارِ شریعت)

اور جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل ص ۲۸۲ پہ ہے اذا کان خارج الصلٰوۃ یجب الستر بحضرۃ الناس اجماعا اور درمختار میں ہے۔ ھی للرجل ماتحت سرته الی ماتحت رکبته۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۵۴ میں ہے رکبته عورۃ عند علمائنا جمیعا ھکذا فی المحیط۔ اور بہارِ شریعت جلد سوم: ص ۲۵۰ میں ہے کہ بعض بے باک ایسے ہیں کہ لوگوں کے سامنے گھٹنے بلکہ ران تک کھولے رہتے ہیں یہ بھی حرام ہے اور اس کی عادت ہے تو فاسق ہے۔

غسل

۱ – عَنْ عَائِشَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ یَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا یَذْکُرُ احْتِلَامًا قَالَ یَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ الَّذِیْ یَرٰی اَنَّهٗ قَدْ احْتَلَمَ وَلَا یَجِدُ بَلَلًا قَالَ لَا غُسْلَ عَلَیْهِ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ هَلْ عَلَی الْمَرْاَةِ تَرٰی ذٰلِكَ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ اِنَّ النِّسَآءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اس مرد کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جو تری پائے اور احتلام یاد نہ ہو۔ فرمایا غسل کرے اور اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جسے خواب کا یقین ہے اور تری نہیں پاتا فرمایا اس پر غسل نہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' کیا عورت اس کو دیکھے تو اس پر غسل ہے؟ فرمایا ں ہاں' عورتیں مردوں کی مثل ہیں۔ (ترمذی' ابوداؤد)

۲ – عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ شُعُبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی عورت کی چاروں شاخوں یعنی ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش یعنی ہمبستری کرے تو غسل واجب ہوگیا اگرچہ منی نہ نکلے۔

۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جُنُبًا فَاَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْيَنَامَ تَوَضَّاَ وَضُوْئَهُ لِلصَّلاَةِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب جب ہوتے پھر کچھ کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے جس طرح کہ نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۴- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوْا الشَّعْرَ وَانْقُوْا الْبَشَرَةَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہے اس لئے ہر بال دھوؤ اور بدن کو صاف ستھرا کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

ملا علی قاری علیہ الرحمہ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ فَلَوْ بَقِيَتْ شَعْرَةٌ وَّاحِدَةٌ لَمْ يَصِلْ اِلَيْهَا الْمَاءُ بَقِيَتْ جَنَابَتُهُ (مرقاۃ جلد اوّل: ص ۳۲۷) یعنی اگر ایک بال پانی پہنچنے سے رہ گیا تو اس کی جنابت باقی رہے گی۔

۵- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا غْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَءَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ كَمَا يَتَوَضَّاُ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ اُصُوْلَ شَعْرِهٖ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ غُرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ وَفِيْ رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهُمَا الْاِنَاءَ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب جنابت کا غسل فرماتے تو ابتدا یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے پھر نماز کے جیسا وضو کرتے پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے پھر سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہاتے اور امام مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور (جب غسل) شروع فرماتے تو ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھو لیتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے، بعدہٗ اپنی شرمگاہ دھوتے پھر وضو فرماتے۔ (بخاری، مسلم)

انتباہ

۱- غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجا کی جگہ دھوئے اس کے بعد بدن پر اگر کہیں نجاست یعنی پیشاب یا پاخانہ یا منی وغیرہ ہوتو اسے دور کرے پھر نماز جیسا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے۔ ہاں اگر چوکی یا پتھر وغیرہ اونچی چیز پر نہاتا ہوتو پاؤں بھی دھولے۔ اس کے بعد بدن پر تیل کی طرح پانی ملے۔ پھر تین مرتبہ داہنے مونڈھے پر پانی بہائے۔ اور پھر تین مرتبہ بائیں مونڈھے پر۔ پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار پانی بہائے تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے۔ پھر غسل کرنے کی جگہ سے الگ ہٹ جائے۔ اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھویا تھا تو اب دھولے اور فوراً کپڑا پہن لے۔

۲- پردے کی جگہ میں ننگے بدن غسل کرنا جائز ہے ہاں عورتوں کو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ (بہارِ شریعت)

۳- لوگوں کے سامنے ران اور گھٹنا کھول کر نہانا یا اتنا باریک کپڑا پہن کر نہانا کہ بدن جھلکے سخت ناجائز وحرام ہے۔

۴- منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنا' احتلام ہونا' حشفہ کا داخل ہونا' حیض سے فارغ ہونا' نفاس کا ختم ہونا ان تمام صورتوں میں غسل کرنا فرض ہے اور جمعہ' عید' بقرعید' عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے۔ (بہارِ شریعت)

کتاب الصلوٰۃ

اذان واقامت

۱- عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ موذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوں گی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ "کنایت ست از بزرگی وگردان فرازی ایشاں دراں روز (اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص ۳۱۲) یعنی اس حدیث میں قیامت کے دن مؤذنوں کی بزرگی اور اعلیٰ منصبی سے کنایہ کیا گیا ہے۔

۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص صرف ثواب کی غرض سے سات برس اذان کہے اس کے لئے دوزخ سے نجات لکھی جاتی ہے۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ)

۳- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ اَذَانِكَ وَاِقَامَتِكَ قَدْرَمَا يَفْرُغُ الْاٰكِلُ مِنْ اَكْلِهٖ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهٖ وَالْمُعْتَصِرُ اِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِىْ.

(ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو اور جب تکبیر کہو تو جلدی جلدی کہو اور اذان وتکبیر کے درمیان اتنا فاصلہ رکھو کہ فارغ ہو جائے کھانے والا اپنے کھانے سے اور پینے والا اپنے پینے سے اور قضائے حاجت کرنے والا اپنی حاجت کو رفع کرنے سے اور تاوقتیکہ مجھے دیکھ نہ لو نماز کے لئے کھڑے نہ ہو۔

۴ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّىْ لَعِنْدَ مُعَاوِيَةَ اِذَا اَذَّنَ مُؤَذِّنُهٗ حَتّٰى اِذَا قَالَ حَىَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَلَمَّا قَالَ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ وَقَالَ

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے موذن نے اذان پڑھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی وہی الفاظ کہے جو موذن نے کہے۔ یہاں تک کہ جب موذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو حضرت معاویہ نے لاحول ولا قوۃ الا

بَعْدَ ذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ۔

(احمد مشکوۃ)

باللہ کہا اور جب موذن نے حی علی الفلاح کہا تو حضرت معاویہ نے **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** کہا اور اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا کہ آپ اسی طرح فرماتے تھے۔

انتباہ

۱- اذان منذنہ پر یا خارج مسجد پڑھی جائے۔ داخل مسجد اذان پڑھنا مکروہ ومنع ہے خواہ اذان پنج وقتی نماز کے لئے ہو یا خطبۂ جمعہ کے لیے۔ دونوں کا حکم ایک ہے۔

(عالمگیری فتح القدیر، بحر الرائق، طحطاوی وغیرہ)

۲- ناسمجھ بچے جب اور فاسق اگرچہ عالم ہی ہو ان کی اذان مکروہ ہے لہٰذا ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ (درمختار۔ بہار شریعت)

۳- اذان میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری ص ۱۲۲۔ اور رد المختار جلد اوّل مصری ص ۲۷۹ میں ہے۔ **يستحب ان يقال عند سماع الاولٰى من الشهادة صلى الله عليك يا رسول الله وعند الثانية منها قرة عينى بك يارسول الله ثم يقول اللهم متعنى بالسمع والبصر بعد وضع ظفرى الابهامين على العينين فانه صلى الله تعالٰى عليه وسلم يكون قائد له الى الجنة كذا فى كنز العبادة قهستانى ونحوه فى الفتاوى الصوفيه۔**

یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنے تو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ کہے اور جب دوسری بار سنے تو قُرَّتُ عَيْنِىْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اور پھر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اور یہ کہنا انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رکاب

اقدس میں اسے جنت لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے۔

۴- اذان واقامت کے درمیان صلاۃ پڑھنا یعنی بلند آواز سے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کہنا جائز ومستحب ہے۔ اس صلاۃ کا نام اصطلاح شرع میں تثویب ہے اور تثویب کو فقہائے اسلام نے نماز مغرب کے علاوہ باقی نمازوں کے لئے مستحسن قرار دیا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص ۵۳ میں ہے۔ والتثویب حسن عند المتاخرین فی کل صلاۃ الافی المغرب هکذا فی شرح النقایة للشیخ ابی المکارم وهو رجوع الموذن الی الأعلام بالصلاۃ بین الاذان والاقامة وتثویب کل بلدة ماتعارفوه اما بالتنحنح اوبالصلاۃ اوقامت قامت لانه للمبالغة الاعلام انما یحصل ذلك بما تعارفوه كذافی الكافی ۔ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے۔ ویثوب بعد الاذان فی جمیع الاوقات لظهور التوانی فی الامور الدینیة فی الاصح وتثویب کل بلد بحسب ما تعارفه اهلها ۔ اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ للملا علی قاری علیہ رحمتہ الباری جلد اوّل ص ۴۱۸ میں ہے۔ استحسن المتاخرون التثویب فی الصلوات كلها اور درمختار مع ردالمحتار جلد اوّل ص ۲۷۳ میں اذان کے بعد خاص صلاۃ وسلام پڑھنے کے متعلق تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ التسلیم بعد الا ذان محدث فی ربیع الاخر سنة سبع مائة واحدی وثمانین وهو بدعة حسنة ...... ملخصاً یعنی اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا ماہ ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں جاری ہوا اور یہ بہترین ایجاد ہے۔

۵- اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور مکبّر جب حی علی الصلوٰۃ ۔حی علی الفلاح پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ص ۵۳ میں ہے۔ اذا دخل الرجل

عند الاقامة یکره له انتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذابلغ المؤذن حی علی الفلاح کذافی المضمرات اور ردّالمختار جلد اوّل :ص ۳۸۰ میں ہے۔ ویکره له الانتظار قائما ولکن یقعدثم یقوم اذا بلغ المؤذن حیّ علی الفلاح ۔

جولوگ تکبیر کے وقت مسجد میں موجود ہیں بیٹھے رہیں جب مکبّر حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح پر پہنچے تو اٹھیں اور یہی حکم امام کے لیے بھی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری :ص ۵۳ میں ہے۔ یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عنه علمائنا الثلاثة وهو الصحیح ۔یعنی علمائے ثلاثہ حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب کہ مکبّر حی علی الفلاح کہے اور یہی صحیح ہے اور شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی ص ۱۳۶ میں ہے۔ یقوم الامام والقوم عند حیّ علی الصلوٰة یعنی امام اور مقتدی حیّ علی الصلوٰة کہنے کے وقت کھڑے ہوں اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل :ص ۱۳۹ میں ہے۔ یقوم الامام والقوم عند حیّ علی الصلوٰة اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص ۳۲۱ میں فرماتے ہیں کہ فقہا گفتہ اند مذہب آنست کہ نزد حتی علی الصلوٰة باید برخاست ۔یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مذہب یہ ہے حیّ علی الصلوٰة کے وقت اٹھنا چاہیے۔

نماز

۱ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْسِلُ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ اگر تم لوگوں میں کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا ان کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ایسی

قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ كَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوٰاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوْا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا ۔

حالت میں اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہ رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس یہی کیفیت ہے پانچوں نمازوں کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۲۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ يَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّی الصَّلَاةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتَ ذُنُوْبُهٗ كَمَا يَتَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ ۔ (احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز سردی کے موسم میں جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے (یعنی پت جھڑ کا موسم تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں (اور انہیں ہلایا) تو ان شاخوں سے پتے گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر! حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا جب مسلمان بندہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے کہ یہ پتے درخت سے جھڑ رہے ہیں۔ (احمد)

۳۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ غَدَا اِلٰى صَلٰوةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْاِيْمَانِ وَمَنْ غَدَا اِلَى السُّوْقِ غَدَا بِرَايَةِ اِبْلِيْسَ ۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص فجر کی نماز کو گیا وہ ایمان کا جھنڈا لے کر گیا۔ اور جو صبح سویرے بازار کی طرف گیا تو وہ شیطان کا جھنڈا لے کر گیا۔ (ابن ماجہ)

۴۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَّ بُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهُ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً فَكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَىِّ بْنِ خَلَفٍ ۔

ذکر کیا تو فرمایا کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے گا تو نماز اس کے لیے نور کا سبب ہوگی، کمال ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ بنے گی۔ اور جو نماز کی پابندی نہیں کرے گا اس کے لیے نہ تو نور کا سبب ہوگی نہ کمالِ ایمان کی دلیل ہوگی اور نہ بخشش کا ذریعہ۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ہمراہ ہوگا۔ (احمد، دارمی، بیہقی)

۵- عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَلِيُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلٰوةُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَيِّمُ اِذَا وَجَدْتَّ لَهَا كُفُوًا ۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرنا۔ ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہو جائے، دوسرے جنازہ میں جب کہ وہ تیار ہو جائے، تیسرے بیوہ کے نکاح میں جب کہ اس کا کفو مل جائے۔ (ترمذی)

۶- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھے ہوئے سورج کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ جب سورج پیلا پڑ جاتا ہے اور شیطان کی دونوں سینگوں کے بیچ میں آ جاتا ہے تو کھڑا ہو کر چار چونچ مار لیتا ہے۔ نہیں ذکر کرتا اس (تنگ وقت) میں اللہ تعالیٰ کا مگر بہت تھوڑا۔ (مسلم)

۷- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضور

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ۔

علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ۔ اور ان کے سونے کی جگہیں علیحدہ کرو۔ (ابوداؤد)

ضروری انتباہ

۱- آہستہ قرآن پڑھنے میں اتنا ضروری ہے کہ خود سنے اگر حروف کی تصحیح کی مگر اس قدر آہستہ پڑھا کہ خود نہ سنا تو نماز نہ ہوئی (بہارِ شریعت جلد سوم: ص۷۷) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص۶۵ میں ہے۔ ان صحح الحروف بلسانه ولم يسمع نفسه لا يجوز وبه اخذ عامة المشايخ هكذا في المحيط وهو المختار هكذا في السراجية وهو الصحيح هكذا في النقاية۔

۲- سجدہ میں پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا شرط ہے اور ہر پاؤں کی تین انگلیوں کا پیٹ لگنا واجب' تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے تو نماز نہ ہوئی (بہارِ شریعت جلد سوم: ص۷۹' فتاویٰ رضویہ جلد اوّل: ۵۵۶) اور اشعۃ اللمعات جلد اوّل: ص۳۹۴ میں ہے کہ "اگر ہر دو پائے بردار د نماز فاسد ست واگر یک پائے بردار د مکروہ است اور درمختار مع ردالمحتار جلد اوّل ص۳۱۳ میں ہے ووضع اصبع واحدة منهما شرط۔ اور اسی کتاب میں: ص۳۵۱ پر ہے فيه يفترض وضع اصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة والالم تجز والناس عنه غافلون۔ اور کنز الدقائق میں ہے۔ ووجه اصابع رجليه نحو القبلة اس کے تحت بحر الرائق جلد اوّل: ص۳۲۱ میں ہے۔ نص صاحب الهداية في التجنيس على انه ان لم يوجّه الاصابع نحوها فانه مكروه۔

۳- اکثر عورتیں اپنی نادانی سے فرض واجب سب نمازیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھتی ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لیے کہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا

فرض ہے۔ اگر کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہوگئی ہیں لیکن خادمہ یا لاٹھی یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑی ہوسکتی ہیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر پڑھیں۔ یہاں تک کہ اگر کچھ دیر ہی کے لیے کھڑی ہوسکتی ہیں اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑی ہو کر اللہ اکبر کہہ لیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر اتنا کہہ لیں پھر بیٹھ جائیں۔ (بہارِ شریعت، جلد سوم: ص ۳۷۷ بہ حوالہ غنیۃ) اور فتاویٰ رضویہ جلد سوم: ص ۵۲ میں تنویر الابصار و درمختار سے ہے۔

ان قدر علٰی بعض القیام ولو متکئا علٰی عصا او حائط قام لزوما بقدر ما یقدر ولو قدر ایة او تکبیرة علی المذھب۔

آجکل عموماً مرد بھی ذرا تکلیف پر بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ دیر تک کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کرلیا کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لیے کہ قیام کے بارے میں عورت مرد کا حکم ایک ہے۔

۴۔ عورت نے اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھی کہ جس سے بال کی سیاہی چمکتی ہے تو نماز نہ ہوگی جب تک کہ اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے کہ جس سے بال کا رنگ چھپ جائے (بہارِ شریعت جلد سوم ص۔ ۲۵۱) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۵۴ میں ہے۔ **الثوب الرقیق الذی یصف ماتحته لا تجوز الصلوٰة فیه کذا فی التبیین۔**

تراویح

۱ ــ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص صدق دل اور اعتقاد صحیح کے ساتھ رمضان میں قیام کرے یعنی تراویح پڑھے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۲- عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّالْوِتْرِ۔
(رواہ البیہقی فی المعرفۃ)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم صحابۂ کرام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔ (بیہقی)

اس حدیث کے بارے میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم ص۔۱۷۵ میں ہے قال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح ۔یعنی امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔

۳-عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ تیئس رکعت پڑھتے تھے (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر (مؤطا امام مالک)

بیس رکعت تراویح پر صحابہ کا اجماع ہے

ملک العلماء حضرت علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ روی ان عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ جمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی شہر رمضان علی ابی بن کعب فصلی بھم فی کل لیلۃ عشرین رکعۃ ولم ینکر علیہ احد فیکون اجماعا منھم علی ذلک ۔یعنی مروی ہے کہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے رمضان کے مہینہ میں صحابہ کرام کو حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع فرمایا تو وہ روزانہ صحابہ کرام کو بیس رکعت (تراویح) پڑھاتے تھے اور ان میں سے کسی نے مخالفت نہیں کی تو بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہو گیا (بدائع الصنائع جلد اول:ص ۲۸۸) اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم:ص ۳۵۵ میں ہے قال ابن عبدالبر وھو قول جمھور العلماء وبہ قال الکوفیون والشافعی واکثر الفقھاء وھو الصحیح عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابۃ ۔یعنی علامہ ابن عبدالبر

نے فرمایا یہ (بیس رکعت تراویح) جمہور علماء کا قول ہے علمائے کوفہ امام شافعی اور اکثر فقہاء یہی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ ابی بن کعب سے منقول ہے کہ اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں۔ اور علامہ ابن حجر نے فرمایا: **اجماع الصحابة علٰی ان التراویح عشرون رکعة** ۔یعنی صحابۂ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔ اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے **وھی عشرون رکعة باجماع الصحابة** یعنی تراویح بیس رکعت ہے اس لیے کہ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل ص ۱۷۵ میں لکھتے ہیں۔ **ثبت اھتمام الصحابة علی عشرین فی عھد عمر و عثمان و علی فمن بعد ھم اخرجه مالك وابن سعد والبیھقی وغیرھم** یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں اور ان کے بعد بھی صحابۂ کرام کا بیس رکعت تراویح پر اہتمام ثابت ہے اس مضمون کی حدیث کو امام مالک، ابن سعد، اور امام بیہقی وغیرہم نے تخریج کی ہے اور ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری تحریر فرماتے ہیں۔ **اجمع الصحابة علی ان التراویح عشرون رکعة** ۔یعنی صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔ (مرقاۃ جلد دوم: ص ۱۷۵)

بیس رکعت جمہور کا قول ہے اور اسی پر عمل ہے

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: **اکثر اھل العلم علی ما روی عن علی وعمر وغیرھما من اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عشرین رکعة وھو قول سفیان الثوری وابن المبارك والشافعی وقال الشافعی ھکذا ادرکت ببلد نا مکة یصلون عشرین رکعة** ۔یعنی کثیر علماء کا اسی پر عمل ہے جو حضرت مولیٰ علی، حضرت فاروق اعظم اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیس رکعت تراویح منقول ہے۔ اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم بھی یہ فرماتے ہیں (کہ تراویح بیس رکعت ہے) اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر مکہ

شریف میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے ہوئے پایا ہے (ترمذی باب قیام شہر رمضان: ص۹۹) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح نقایہ میں تحریر فرماتے ہیں: فصار اجماعاً لما روی البیھقی باسناد صحیح کانوا یقیمون علی عھد عمر بعشرین رکعۃ وعلی عھد عثمان وعلی ۔ یعنی بیس رکعت تراویح پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اس لیے کہ امام بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدس زمانوں میں صحابہ کرام اور تابعین عظام بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور طحطاوی علی مراقی الفلاح: ص۲۲۴ میں ہے۔ ثبت العشرون بمواظبۃ الخلفاء الراشدین ماعدا الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنھم ۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دیگر خلفائے راشدین، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مداومت سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے اور علامہ ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ وھی عشرون رکعۃ ھو قول الجمھور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا۔ یعنی تراویح بیس رکعت ہے یہی جمہور علماء کا قول ہے اور مشرق ومغرب ساری دنیا کے مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے (شامی جلد اوّل مصری: ص۱۹۵) اور شیخ زین الدین ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ھو قول الجمھور لمافی المؤطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعۃ وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا ۔ یعنی بیس رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے اس لیے کہ مؤطا امام مالک میں حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں صحابۂ کرام تیئس رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر) اور اسی پر ساری دنیا کے مسلمانوں کا عمل ہے (بحرالرائق جلد دوم: ص ٦٦) اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ کان الناس یصلونھا فرادیٰ الی زمن عمر رضی اللہ عنہ فقال عمرانی اری ان اجمع الناس علی امام واحد فجمعھم علی ابی بن کعب فصلی بھم خمس ترویحات عشرین رکعۃ ۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شروع زمانۂ خلافت تک صحابۂ کرام تراویح الگ الگ پڑھتے تھے بعدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ میں ایک امام پر صحابۂ کرام کو جمع کرنا بہتر سمجھتا ہوں پھر انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر صحابۂ کرام کو جمع فرمایا۔ حضرت اُبی نے لوگوں کو پانچ ترویحہ بیس رکعت پڑھائی۔ اور کفایہ میں ہے **کانت جملتها عشرين ركعة وهذا عندنا وعند الشافعي** ۔ یعنی تراویح کل بیس رکعت ہے اور یہ ہمارا مسلک ہے اور یہی مسلک امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی ہے اور بدائع الصنائع جلد اوّل: ص ۲۸۸) میں ہے۔ **اما قدرها فعشرون ركعة في عشر تسليمات في خمس ترويحات كل تسليمتين ترويحة وهذا قول عامة العلماء** ۔ یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے۔ پانچ ترویحہ دس سلام کے ساتھ، ہر دو سلام ایک ترویحہ ہے اور یہی عام علماء کا قول ہے اور امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ **وهي عشرون ركعة** یعنی تراویح بیس رکعت ہے (احیاء العلوم جلد اوّل: ص ۲۰۱) اور شرح وقایہ جلد اوّل: ص ۱۷۵ میں ہے۔ **سن التراويح عشرون ركعة** ۔ یعنی تراویح بیس رکعت مسنون ہے اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۱۰۸ میں ہے۔ **وهي خمس ترويحات كل ترويحة اربع ركعات بتسليمتين كذافي السراجيه** ۔ یعنی تراویح پانچ ترویحہ ہے، ہر ترویحہ چار رکعت کا دو سلام کے ساتھ، ایسا ہی سراجیہ میں ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **عدده عشرون ركعة** یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم: ص ۱۸)

بیس رکعت تراویح کی حکمت

بیس رکعت تراویح کی حکمت یہ ہے کہ رات اور دن میں کل بیس رکعت فرض وواجب ہیں، سترہ رکعت فرض اور تین رکعت وتر اور رمضان میں بیس رکعت تراویح مقرر کی گئیں تاکہ فرض وواجب کے مدارج اور بڑھ جائیں اور ان کی خوب تکمیل ہو جائے جیسا کہ بحر الرائق جلد دوم: ص ۶۷ پر ہے۔ **ذكر العلامة الحلبي ان الحكمة في كونها عشرين ان السنن شرعت مكملات للواجبات وهي عشرون بالوتر فكان التراويح كذلك لتقع المساوات بين المكمل والمكمل** ۔ یعنی

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ تراویح کے بیس رکعات ہونے میں حکمت یہ ہے کہ واجب اور فرض جو دن رات میں کل بیس رکعت ہیں انہیں کی تکمیل کے لیے سنتیں شروع ہوئی ہیں تو تراویح بھی بیس رکعت ہوئی تاکہ مکمل کرنے والی تراویح اور جن کی تکمیل ہوگی یعنی فرض وواجب دونوں برابر ہو جائیں۔اور مراقی الفلاح کے قول **وھی عشرون رکعۃ** کے تحت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔**الحکمۃ فی تقدیرھا لھذا العدد مساواۃ المکمل وھی السنن للمکمل وھی الفرائض الاعتقادیۃ والعملیۃ** یعنی بیس رکعت تراویح مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مکمل کرنے والی سنتوں کی رکعات اور جن کی تکمیل ہوتی ہے یعنی فرض وواجب کی رکعات کی تعداد برابر ہو جائیں اور در مختار مع شامی جلد اوّل ص ۴۹۵ میں ہے۔**وھی عشرون رکعۃ حکمۃ مساواۃ المکمل والمکمل**۔یعنی تراویح بیس رکعت ہے اور بیس رکعت تراویح میں حکمت یہ ہے کہ مکمل مکمل کے برابر ہو۔اور در مختار کی اسی عبارت کے تحت شامی میں نہر سے منقول ہے۔**لایخفیٰ ان الرواتب وان کملت ایضاً الاان ھذا الشھر لمزید کمالہ زید فیہ ھذا المکمل فتکمل**۔یعنی واضح ہو کہ فرائض اگرچہ پہلے سے بھی مکمل ہیں لیکن ماہ رمضان میں اس کے کمال کی زیادتی کے سبب یہ مکمل یعنی بیس رکعت تراویح بڑھا دی گئی تو وہ خوب کامل ہو گئے۔

قرأۃ خلف الامام

۱- عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّہٗ سَئَالَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَ ۃِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَالَ لَاقِرَاءَ ۃَ مَعَ الْاِمَامِ فَقَالَ لَاقِرَاءَ ۃَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ

(مسلم جلد اوّل ص ۲۱۵)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں قرأت جائز نہیں خواہ سری ہو یا جہری۔

۲- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ ثُمَّ لِیَؤُمَّکُمْ اَحَدُکُمْ فَاِذَا کَبَّرَفَکَبِّرُوْا اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھوتو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں سے کوئی امامت کرے تو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو۔ (مسلم)

۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَ ۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَ ۃٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَنِیْعٍ وَابْنُ الْھَمَامِ ھٰذَا الْاِسْنَادُ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت مقتدی ہی کی تلاوت ہے (مؤطاامام محمد: ص ۹۹) حضرت محمد بن منیع اور امام بن الہمام نے فرمایا کہ یہ اسناد مسلم اور بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

۴- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ کَفَتْہُ قِرَاءَ تُہٗ ۔

(مؤطاامام محمد: ص ۹۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت اس کے لیے کافی ہے۔

۵- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا ۔

(طحاوی: ص ۱۰۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ امام صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب وہ تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔

مسلم شریف جلد اوّل: ص ۱۷۵ میں ہے۔ فقال لہ ابوبکر فحدیث ابی ہریرۃ فقال ھو صحیح یعنی واذا قرأ فانصتوا ۔ یعنی ابوبکر نے سلیمان سے پوچھا کہ ابوہریرہ کی حدیث کیسی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام

تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔

انتباہ

صاحب ہدایہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے جیسا کہ ہدایہ جلد اوّل: ص۸۲ میں ہے۔ **لا یقرأ المؤتم خلف الامام وعلیه اجماع الصحابة۔**

یعنی مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے اور اسی پر صحابہ کا اجماع ہے اور عنایہ میں اسی کے تحت ہے۔ **المراد به اجماع اکثر الصحابة فانه روی عن ثمانین نفرا من الکبار الصحابة منع المقتدی عن القراءۃ خلف الامام وقال الشعبی ادرکت سبعین بدریا کلهم یمنعون المقتدی عن القراءۃ خلف الامام وقیل المراد به اجماع مجتهدی الصحابة وکبار هم وقد روی عن عبدالله بن زید بن اسلم عن ابیه قال کان عشرة من اصحاب النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ینهون عن القراءۃ خلف الامام اشد النهی ابوبکر الصدیق وعمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وعبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن وقاص وعبدالله بن مسعود وزید بن ثابت وعبدالله بن عمرو عبدالله بن عباس رضی الله تعالٰی عنهم۔**

یعنی ہدایہ کے قول اجماع الصحابہ کا مطلب یہ ہے کہ اکثر صحابہ کا اجماع ہے اس لیے کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے مقتدی کا منع کیا جانا بڑے بڑے اسی صحابہ کرام سے مروی ہے۔ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جنگ بدر میں شریک ہونے والے ستر صحابہ کرام سے ملاقات کی وہ سب کے سب امام کے پیچھے قرأت کرنے سے مقتدی کو منع فرماتے تھے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اجماع صحابہ کا مطلب مجتہدین صحابہ وکبارِ صحابہ کا اجماع ہے اور بے شک حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابہ کرام میں سے دس حضرات یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت

عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ سب کے سب امام کے پیچھے قرأت کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرماتے۔ اور کفایہ میں ہے۔ **منع المقتدی عن القراء ۃ ماثور عن ثمانین نفرامن کبار الصحابة منهم المرتضیٰ والعبادلة رضی اللہ تعالیٰ عنهم۔** یعنی بڑے بڑے اسی صحابہ کے بارے میں روایت آئی ہے کہ وہ مقتدی کو قرأت سے روکتے تھے۔ ان میں حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود بھی ہیں اور درمختار میں ہے۔ **المؤتم لایقرأ مطلقا فان قرأ کرہ تحریما** ۔ یعنی مقتدی سورۂ فاتحہ یا کسی دوسری سورت کی قرأت نہیں کرے گا۔ اگر اس نے قرأت کی تو مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔

آمین بالسّر

۱ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَامِیْنُهٗ تَامِیْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا آمِیْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیْ ولمسلم نحوہ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لیے کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (بخاری، مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو اس لیے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے مطابق ہوگا تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں بھی اسی کے مثل ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۷۹)

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں۔ اوّل یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس لیے کہ اگر مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو حضور ﷺ یوں فرماتے کہ جب تم وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہو تو آمین کہو۔ معلوم ہوا کہ مقتدی صرف آمین کہے گا وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہنا امام کا کام ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آمین آہستہ کہنا چاہیے کہ فرشتے بھی آہستہ آمین کہتے ہیں اسی لیے ہم لوگ ان کے آمین کہنے کی آواز نہیں سنتے ہیں لہٰذا بلند آواز سے آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی مخالفت کرنا ہے۔

کنز الدقائق اور بحر الرائق جلد اوّل: ص ۳۱۳ میں ہے اَمَّنَ الْاِمَامُ وَالْمَامُوْمُ سِرًّا۔ یعنی امام اور مقتدی دونوں آہستہ آمین کہیں' اور درمختار میں ہے۔ اَمَّنَ الْاِمَامُ سِرًّا كَمَا مُوْمٍ وَمُنْفَرِدٍ۔ یعنی امام آہستہ آمین کہے جیسے کہ مقتدی اور منفرد۔

رفع یدین

۱۔ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ لَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ اَبُوْعِيْسٰى حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ۔

حضرت علقمہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے حضور ﷺ کی نماز نہ پڑھوں؟ پس آپ نے نماز پڑھی اور صرف شروع نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے اور بہت سے علمائے صحابہ اور علمائے تابعین یہی فرماتے ہیں (کہ شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے۔) (ترمذی جلد اوّل ص ۳۵)

۲۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِاِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب نماز شروع فرمانے کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے دست

رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِیْباً مِّنْ شَحْمَتَیْ اُذُنَیْهِ ثُمَّ لَایَعُوْدُ ۔

(طحاوی: ص ۱۱۰)

مبارک کو اٹھاتے یہاں تک کہ حضور ﷺ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے پھر حضور ﷺ آخر نماز تک رفع یدین نہ فرماتے۔

۳- عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ اَوَّلِ تَكْبِیْرَةٍ ثُمَّ لَایَعُوْدُ ۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر آخری نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔ (طحاوی: ص ۱۱۱)

۴- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنَ عَمَرَ فَلَمْ یَكُنْ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِلَّا فِی التَّكْبِیْرَةِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوةِ ۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نماز پڑھی تو وہ صرف تکبیر اولیٰ میں رفع یدین کرتے تھے۔

(طحاوی: ص ۱۱۰)

ان احادیث کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ، حضرت فاروق اعظم، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عمر اور صحابہ وتابعین و دیگر جلیل القدر علماء رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے ...... اور بعض روایتوں سے جو رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین ثابت ہے تو وہ حکم پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا جیسا کہ عینی شارح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہ رای رجلا یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ عندالرکوع وعند رفع راسہ من الرکوع فقال لہ لا تفعل فانہ شئی فعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم ترکہ ...... یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اس لیے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ جس کو حضور الصلوٰۃ والسلام نے پہلے کیا تھا پھر بعد میں چھوڑ دیا۔

درود شریف

١ – عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلَاةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيَّاتٍ وَّرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا خدائے تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہوں کو معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

(نسائی)

٢ – عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے۔

(ترمذی)

٣ – عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ فَقَالَ مَاشِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھنا چاہتا ہوں اب اس کے لیے اپنے اوراد وظائف کے اوقات میں سے کتنا وقت مقرر کروں؟ فرمایا جتنا تم چاہو؟ عرض کیا چوتھائی؟ فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے اور بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف؟ فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کرلو تو تمہارے

خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلاتِيْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا يَّكْفِيْ هَمَّكَ وَيُكَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةً وَّسَلامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جتنا تم چاہو اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے اور بہتر ہے میں نے عرض کیا تو پھر سارا وقت درود ہی کے لیے مقرر کرلوں؟ فرمایا ایسا ہو تو وہ تمہارے سارے امور کے لیے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ (ترمذی)

۴- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(ترمذی)

۵- عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِيْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةً وَّسَلامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اصل میں بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(ترمذی)

۶- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِيِّكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس میں سے کچھ اوپر نہیں چڑھتا جب تک کہ تو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔

وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ (ترمذی)
وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

انتباہ

۱۔اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے صلعم، عم، ؐ، ؐ لکھتے ہیں یہ ناجائز وحرام ہے۔اور اگر معاذ اللہ استخفاف شان کا قصد ہو تو قطعاً کفر ہے۔اسی طرح صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ ؓ لکھنا مکروہ اور باعث محرومی ہے۔ (فتاویٰ افریقہ، بہار شریعت)

۲۔جن کے نام محمد، احمد، علی، حسن، حسین وغیرہ ہوتے ہیں۔بعض لوگ ان ناموں پر "یا" بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے اس لیے کہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے اس پر درود کا اشارہ کیا معنی؟

دُرودِ گنجِ عاشقاں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

جو شخص حضور اقدس ﷺ سے سچی محبت رکھے، تمام جہان سے زیادہ حضور اقدس ﷺ کی عظمت دل میں جمائے، حضور کی شان گھٹانے والوں سے بیزار اور ان سے دور رہے۔اور اگر اس درود شریف کو بعد نماز جمعہ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھے تو اس کے لیے بے شمار فائدے ہیں جن میں سے بعض یہاں درج کیے جاتے ہیں۔اس درود شریف کے پڑھنے والے پر خدائے تعالیٰ تین ہزار رحمتیں نازل فرمائے گا۔اس پر دو ہزار اپنا سلام بھیجے گا۔پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔اس کے مال میں ترقی دے گا۔اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت رکھے گا۔دشمنوں پر غلبہ دے گا۔کسی دن خواب میں سرکار اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو گا۔ایمان پر خاتمہ ہو گا۔قیامت میں حضور ﷺ کی شفاعت واجب ہو گی۔اللہ تعالیٰ

اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا۔

جماعت

۱ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ نمازِ باجماعت کا ثواب تنہا پڑھنے کے مقابلے میں ستائیں درجہ زیادہ ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ صَلَاةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَ تَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا ۔(بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ منافقوں پر فجر اور عشاء کی نمازوں سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں۔ اگر لوگ جانتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا اجر وثواب ہے تو گھسٹتے ہوئے چل کر ان میں شریک ہوتے۔

۳ - عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِیْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا وہ آدھی رات تک عبادت میں کھڑا رہا اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے ادا کی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی۔ (مسلم)

۴ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب لکڑیاں

ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنُ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلاً فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ وَاُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ ۔

جمع ہوجائیں تو نماز کا حکم دوں کہ اس کی اذان دی جائے پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے یہاں تک کہ ان کے گھروں کو جلادوں۔ (بخاری، مسلم)

۵- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَا مَا فِي الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالذُّرِّيَّةِ اَقَمْتُ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ وَاَمَرْتُ فِتْيَانِيْ يُحَرِّقُوْنَ مَا فِي الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز قائم کرتا اور اپنے جوانوں کو حکم دے دیتا کہ جو کچھ (بے نمازیوں کے) گھروں میں ہے آگ سے جلادیں۔ (احمد)

۶- عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ثَلٰثَةٍ فِيْ قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جس آبادی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور ان میں نماز جماعت سے نہ قائم کی جائے تو شیطان ان پر غالب آ جاتا ہے۔ لہٰذا جماعت کو لازم جانو۔ (احمد، ابوداؤد)

انتباہ

۱- عاقل، بالغ قادر پر باجماعت نماز واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق مردود الشہادۃ ہے اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا (یعنی جماعت میں شریک ہونے کی تاکید نہیں کی اور خاموش رہے وہ بھی گنہگار ہوں گے (بہارِ شریعت جلد سوم: ص ۳۳۷)

اور تنویر الابصار و درمختار میں ہے۔ قیل واجبة وعلیه العامة ای عامة

مشایخنا وبه جزم فی التحفة وغیر ها قال فی البحر وهو الراجح عند اهل المذهب اورطحاوی:ص ۱۷۱میں ہے فی البدائع عامة المشایخ علی الوجوب وبه جزم فی التحعة وغیر ها وفی جامع الفقة اعدل الاقوال واقواها الوجوب اورفتاویٰ عالمگیری جلداوّل مصری:ص ۷۷ میں ہے۔فی الغایة قال عامة مشایخنا انها واجبة وفی المفید ...... وتسمیتها سنة لوجوبها بالسنة ۔اوراشعۃ اللمعات جلداوّل:ص ۴۵۸ میں ہے۔شیخ ابن ہمام نقل کردہ کہ اکثر مشائخ مابرین اندکہ جماعت واجب ست وتسمیۂ اوبسنت بجہت آن ست کہ ثبوت وجوب آں بہ سنت ست۔یعنی شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا کہ ہمارے کثیر مشائخ کا مذہب یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اوراس کا نام سنت اس وجہ سے ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے۔

مسجد

١ - عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ۔ (بخاری،مسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ (کی خوشنودی) کیلئے مسجد بنائے گا تو خدائے تعالیٰ اس کے صلے میں جنت میں گھر بنائے گا۔

٢ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین جگہیں اس کی مسجدیں ہیں اور بدترین مقامات بازار ہیں۔(مسلم)

٣ -- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنَ قَالَ

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لَنَافِي التَّرَهُّبِ فَقَالَ اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِي الْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارَ الصَّلاةِ ۔ (مشکوٰۃ)

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے تارک الدنیا ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کیلئے ترک دنیا یہی ہے کہ وہ مسجدوں میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرے۔ (شرح السنۃ مشکوٰۃ)

۴- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَقَالَ مَنْ اَكَلَهُمَا فَلا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ لَابُدَّا كِلَيْهِمَا فَاَمِيْتُوْهُمَا طَبْخًا ۔

حضرت معاویہ بن قرۃ رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان دو سبزیوں کے کھانے سے منع فرمایا یعنی پیاز اور لہسن سے اور فرمایا کہ انہیں کھا کر کوئی شخص ہماری مسجدوں کے قریب ہرگز نہ آئے اور فرمایا کہ اگر کھانا ہی چاہتے ہو تو پکا کر ان کی بو دور کر لیا کرو۔ (ابوداؤد)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہر چہ بوئے ناخوش دارد از ماکولات وغیر ماکولات دریں حکم داخل ست" (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۳۲۸) یعنی ہر وہ چیز کہ جس کی بُو ناپسند ہو اس حکم میں داخل ہے خواہ وہ کھانے والی چیزوں میں سے ہو یا نہ ہو۔

۵- عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ فِي اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ ۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطریق مرسل روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں کے اندر دنیا کی باتیں کریں گے تو اس وقت تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔ خدائے تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پروا نہیں۔ (بیہقی)

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ کنایت است از بیزاری حق از ایشاں (اشعۃ اللمعات جلد اول: ۳۳۹) یعنی مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ان لوگوں

سے بیزار ہے۔

انتباہ

۱- مسجد میں کچا لہسن اور پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں جب تک کہ بو باقی ہو اور یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بو ہو جیسے بیڑی، سگریٹ پی کر یا مولی کھا کر جانا نیز جس کو گندہ دہنی کی بیماری ہو یا کوئی بدبودار دوا لگائی ہو تو جب تک بو منقطع نہ ہو ان سب کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح مسجد میں ایسی ماچس اور دیا سلائی جلانا کہ جس کے رگڑنے میں بو اڑتی ہو منع ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، بہار شریعت)

۲- مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے مگر جب کہ اس کی بو بالکل دور کر دی جائے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم: ص ۵۹۸)

۳- مسجد سے متصل کوئی مکان مسجد سے بلند ہو تو حرج نہیں اس لیے کہ مسجد ان ظاہری دیواروں کا نام نہیں بلکہ اس جگہ کے محاذ میں ساتویں آسمان تک سب مسجد ہے۔ درمختار میں ہے۔ انہ مسجد الی عنان السماء ردالمحتار میں ہے۔ وکذا الی تحت الثری کمافی البیری عن الاسبیحابی۔

۴- مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم اندر رکھے اور یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یعنی اے اللہ! تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے۔

۵- مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم رکھے اور یہ دعا پڑھے:
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔
یعنی اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

جمعہ

۱- عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس

لَا یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَّوْمَ الْجُمُعَةِ وَیَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَّیَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْیَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِهٖ ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَاکُتِبَ ثُمَّ یُنْصِتُ اِذَا تَکَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّاغُفِرَلَهٗ مَابَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی ۔

(بخاری)

قدر ممکن ہو سکے طہارت ونظافت کرے اور تیل لگائے یا خوشبو ملے جو بھی گھر میں میسر آئے۔ پھر گھر سے نماز کے لیے نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان (اپنے بیٹھنے یا آگے گزرنے کے لیے) شگاف نہ ڈالے۔ پھر نماز پڑھے جو مقرر کر دی گئی ہے۔ پھر جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش بیٹھا رہے تو اس کے وہ تمام گناہ جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس نے کیے ہیں معاف کر دیئے جائیں گے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر مسجد میں آنے والوں کی حاضری لکھتے ہیں جو لوگ پہلے آتے ہیں ان کو پہلے اور جو بعد میں آتے ہیں ان کو بعد میں اور جو شخص جمعہ کی نماز کو پہلے گیا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے مکہ شریف میں قربانی کے لیے اونٹ بھیجا پھر جو دوسرے نمبر پر آیا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گائے بھیجی، پھر جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے دنبہ بھیجا پھر جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے مرغی بھیجی پھر جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس

نے انڈا۔ (راہِ خدا میں صدقہ کیا) پھر جب امام خطبہ کے لیے اٹھتا ہے تو فرشتے اپنے کاغذات لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

۳- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمْعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِيْنَارٍ .

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس شخص نے بغیر کسی عذر شرعی کے جمعہ کی نماز چھوڑ دی تو اسے چاہیے کہ ایک دینار (اشرفی) صدقہ کرے اگر اتنا ممکن نہ ہو تو آدھا دینار۔ (احمد۔ ابوداوٗد)

۴- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْضُرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوْا مِنَ الْاِمَامِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَاِنْ دَخَلَهَا . (ابوداوٗد)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حاضر رہو خطبہ کے وقت اور امام سے قریب رہو اس لیے کہ آدمی جس قدر دور رہے گا اسی قدر جنت میں پیچھے رہے گا اگرچہ وہ جنت میں داخل ضرور ہو گا۔

۵- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ذٰلِكَ .

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس شخص کو مسجد میں جمعہ کے دن اونگھ آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی جگہ تبدیل کر دے۔ (ترمذی)

۶- عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت سردی کے موسم میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے اور سخت گرمی کے

اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ۔ دنوں میں دیر سے پڑھتے۔
(بخاری شریف)

انتباہ

۱- خطیب کے سامنے جو اذان ہوتی ہے مقتدیوں کو اس کا جواب ہرگز نہ دینا چاہیے یہی احوط ہے (فتاویٰ رضویہ) اور در مختار مع ردالمحتا جلد اوّل: ص ۳۸۰ میں ہے۔ **ينبغي ان لايجيب بلسانه اتفاقافي الاذان بين يدى الخطيب** اور ردالمحتار جلد اوّل: ص ۵۷۵ میں ہے۔ **اجابة الاذان حينئذ مكروهة۔**

۲- خطبہ میں حضور اقدس ﷺ کا نام پاک سن کر انگوٹھے نہ چومے یہ حکم صرف خطبہ کے لیے ہے ورنہ عام حالات میں نام نامی سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے اور درود شریف دل میں پڑھے۔ زبان کو جنبش نہ دے اس لیے کہ زبان سے سکوت فرض ہے (فتاویٰ رضویہ) اور در مختار مع ردالمحتار جلد اوّل: ص ۵۷۵ میں ہے۔ **الصواب انه يصلى على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عند سماع اسمه في نفسه۔**

۳- غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان کو بھی شامل کر لینا مکروہ اور سنت متواترہ کے خلاف ہے (فتاویٰ رضویہ، بہارِ شریعت)

۴- دیہات میں جمعہ جائز نہیں (عامہ کتب) لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو انہیں منع نہ کیا جائے۔ فتاویٰ رضویہ حصہ سوم۔

۵- چونکہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں اس لیے دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنے سے اس دن کی نماز ظہر ساقط نہیں ہوتی لہٰذا دیہات میں جمعہ پڑھنے کے بعد چار رکعت ظہر فرض پڑھنا ضروری ہے۔ (کتب عامہ)

خطبہ کی اذان کہاں دی جائے

۱ – عَنِ السَّآئِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ یُؤَذَّنُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ ۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی۔ اور ایسا ہی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں بھی رائج تھا (ابوداؤد جلد اوّل: ص ۱۶۲)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی اذان مسجد کے دروازہ پر پڑھنا سنت ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانۂ مبارکہ میں خطبہ کی اذان مسجد کے دروازہ ہی پر ہوا کرتی تھی۔ اسی لیے فقہائے کرام مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرماتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں جلد اوّل مصری: ص ۷۸ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۵۵ اور بحر الرائق جلد اوّل: ص ۲۶۸ میں ہے۔ لَا یُؤَذَّنُ فِی الْمَسْجِدِ یعنی مسجد کے اندر اذان دینا منع ہے۔ اور فتح القدیر جلد اوّل: ص ۲۱۵ میں ہے۔ قَالُوْا لَا یُؤَذَّنُ فِی الْمَسْجِدِ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے اور طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح: ص ۱۷ میں ہے۔ یُکْرَہُ اَنْ یُؤَذَّنَ فِی الْمَسْجِدِ کَمَا فِی الْقُهُسْتَانِیْ عَنِ النَّظْمِ یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے ...... لہٰذا یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ اذان مسجد کے اندر دی جاتی ہے غلط ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس غلط رواج کو ترک کر کے حدیث وفقہ پر عمل کریں۔

عید اور بقر عید

۱ – عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ وَلَهُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْهِمَا فَقَالَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوا کہ یہاں کے

مَاهٰذَانِ الْیَوْمَانِ قَالَ کُنَّا نَلْعَبُ فِیْهِمَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَبْدَلَکُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَیْرًا مِّنْهُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ ۔

(ابو داؤد، مشکوٰۃ)

لوگ سال میں دو دن کھیل کود کرتے ہیں خوشی مناتے ہیں اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا ان دنوں میں ہم لوگ زمانہ جاہلیت کے اندر خوشیاں مناتے اور کھیل کود کرتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دو دنوں کو ان سے بہتر دنوں میں تبدیل کر دیا ہے ان میں سے ایک دن عید الفطر اور دوسرا دن عید الاضحیٰ کا ہے۔

۲- عَنْ اَبِی الْحُوَیْرِثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَتَبَ اِلٰی عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الْاَضْحٰی وَاَخِّرِ الْفِطْرَ وَذَکِّرِ النَّاسَ ۔

حضرت ابوالحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عمرو بن حزم کو جب کہ وہ نجران میں تھے لکھا کہ بقر عید کی نماز جلد پڑھو اور عید الفطر کی نماز دیر سے پڑھو اور لوگوں کو وعظ سناؤ۔ (مشکوٰۃ)

۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّ اِقَامَةٍ ۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان و اقامت کے پڑھی ہے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار۔

(مسلم)

۴- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَغْدُوْ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَاْکُلَ تَمَرَاتٍ وَیَاْکُلُهُنَّ وِتْرًا ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم چند کھجوریں نہ کھا لیتے عید گاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور آپ طاق کھجوریں تناول فرماتے۔ (بخاری)

۵- عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَطْعَمَ وَلَا یَطْعَمُ یَوْمَ الْاَضْحٰی حَتّٰی یُصَلِّیَ ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عیدالفطر کے دن جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ کھا نہ لیتے عیدگاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور عیدالاضحیٰ کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھاتے جب تک کہ عید نماز نہ پڑھ لیتے۔ (ترمذی)

۶- عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمَ عِیْدٍ خَالَفَ الطَّرِیْقَ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن دو مختلف راستوں سے آتے جاتے تھے۔ (بخاری)

انتباہ

۱- عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنا جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے اس لیے کہ اس میں اظہارِ مسرت ہے (بہارِ شریعت)

۲- عورتوں کے لیے عیدین کی نماز جائز نہیں اس لیے کہ عیدگاہ میں مردوں کے ساتھ اختلاط ہوگا اور اسی لیے اب عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیا جیسا کہ تنویر الابصار و درمختار میں ہے۔ یکرہ حضور هن الجماعة ولو لجمعة وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزا لیلاً او نهارًا علی المذهب المفتی به لفساد الزمان ۔ اور اگر صرف عورتیں جماعت کرائیں تو یہ بھی ناجائز ہے اس لیے کہ صرف عورتوں کی جماعت ناجائز و مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۸۰ میں ہے۔ یکرہ امامة المرأة للنساء فی الصلوٰت کلها من الفرائض والنوافل الافی الصلوٰة الجنارة هکذا فی النهایة ۔ اور جیسا کہ درمختار میں ہے۔ ویکرہ تحریماً جماعة النساء ولوفی التراویح فی غیر صلاة الجنازة ۔ اور اگر فرداً فرداً پڑھیں تو بھی نماز جائز نہ ہو گی اس لیے کہ عیدین کی نماز کے لیے جماعت شرط ہے۔ واذافات الشرط

فــات الــمشـروط ۔ ہاں عورتیں اس دن اپنے اپنے گھروں میں فرداً فرداً نفل نمازیں پڑھیں تو باعث ثواب وبرکت اور سبب ازدیاد نعمت ہے۔

کتاب الجنائز

بیماری

۱ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا ھَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًی وَّلَا غَمٍّ حَتّٰی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ خَطَایَاہُ ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: مسلمان کو کوئی رنج، کوئی دکھ، کوئی فکر، کوئی تکلیف، کوئی اذیت اور کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کانٹا جو اسے چبھے مگر اللہ تعالیٰ ان (تمام تکالیف) کے سبب اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۲ - عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصِیْبُہٗ اَذًی مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاہُ اِلَّا حَطَّ اللّٰہُ بِہٖ سَیِّاٰتِہٖ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَۃُ وَرَقَھَا ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ نہیں پہنچتی مسلمان کو کوئی اذیت مرض یا اس کے سوا کچھ اور لیکن اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے صغیرہ گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

۳ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ ذُکِرَتْ الْحُمّٰی عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَبَّھَا رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور میں بخار کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے بخار کو برا کہا۔ حضور نے علیہ السلام فرمایا بخار کو برا نہ کہو اس لیے کہ وہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّهَا فَإِنَّهَا تُنْقِي الذُّنُوْبَ كَمَا تُنْقِي النَّارُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ ۔

(مومن کو) گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کی میل کو صاف کر دیتی ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

۴- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِنِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ اَوْ فِيْ مَالِهٖ اَوْ فِيْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۔

حضرت محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بندہ کے لیے علمِ الٰہی میں جب کوئی مرتبہ کمال مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اس مرتبے کو نہیں پہنچا تو خدائے تعالیٰ اس کے جسم یا مال یا اولاد پر مصیبت ڈالتا ہے پھر وہ اس پر صبر عطا فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے علم الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے۔ (احمد، ابوداؤد)

۵- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَثُرَتْ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَا يُكَفِّرُهَا مِنَ الْعَمَلِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جب بندہ کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے عمل میں کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو گناہوں کا کفارہ بن سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو غم اور پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ (احمد، مشکوٰۃ)

۶- عَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاؤُهٗ وَاِنْ كَانَ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دریافت کیا گیا: کون لوگ سخت بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا (سب سے پہلے) انبیاء کرام پھر ان کے بعد جو افضل ہیں پھر ان کے بعد جو افضل ہیں یعنی حسب مراتب آدمی کا دین کے ساتھ

فِیْ دِیْنِہٖ رِقَّۃٌ ھُوِّنَ عَلَیْہِ فَمَا زَالَ کَذَالِكَ حَتّٰی یَمْشِیَ عَلٰی اَرْضٍ مَالَہٗ ذَنْبٌ ۔

جیسا تعلق ہوتا ہے اسی اعتبار سے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر دین میں سخت ہے تو بلا بھی اس پر سخت ہوگی۔ اور اگر دین میں کمزور ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے یہی سلسلہ ہمیشہ رہتا ہے یہاں تک کہ زمین پر وہ یوں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِیْكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشَّھَادَۃُ سَبْعٌ سِوَی الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الْمَطْعُوْنُ شَھِیْدٌ وَّالْغَرِیْقُ شَھِیْدٌ وَّصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَھِیْدٌ وَّالْمَبْطُوْنُ شَھِیْدٌ وَّصَاحِبُ الْحَرِیْقِ شَھِیْدٌ وَّالَّذِیْ یَمُوْتُ تَحْتَ الْھَدَمِ شَھِیْدٌ وَّالْمَرْاَۃُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَھِیْدٌ ۔

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں قتل کے علاوہ سات شہادتیں اور ہیں۔ جو طاعون میں مرے شہید ہے۔ جو ڈوب کر مرے شہید ہے، جو ذات الجنب (نمونیہ) میں مرے شہید ہے۔ جو پیٹ کی بیماری میں مرے شہید ہے۔ جو آگ میں جل جائے شہید ہے۔ جو عمارت کے نیچے دب کر مر جائے شہید ہے اور جو عورت بچہ کی پیدائش کے وقت مر جائے شہید ہے۔ (مالک، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

اَلْحَاصِلْ : بیماری سے بظاہر تکلیف پہنچتی ہے لیکن حقیقت میں وہ بہت بڑی نعمت ہے جس سے مومن کو ابدی راحت و آرام کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے اس لیے کہ یہ ظاہری بیماری حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے بشرطیکہ آدمی مومن ہو اور سخت سے سخت بیماری میں صبر و شکر سے کام لے اگر صبر نہ کرے بلکہ جزع و فزع کرے تو بیماری سے کوئی معنوی فائدہ نہ پہنچے گا یعنی ثواب سے محروم رہے گا۔ بعض نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمات بول اٹھتے ہیں اور بعض خدائے تعالیٰ کی جانب ظلم کی نسبت کر کے کفر تک پہنچ جاتے ہیں یہ ان کی انتہائی شقاوت اور دنیا و آخرت کی بلاکت

کا سبب ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)۔

بیمار کی مزاج پرسی

۱- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ غُدْوَةً اِلَّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِىَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِى الْجَنَّةِ ۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو شام کے وقت عیادت کرتا ہے اس کیلئے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کیلئے جنت میں ایک باغ ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۲- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوَضُوْءَ وَاَعَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيْفًا ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اچھا وضو کیا اور محض ثواب حاصل کرنے کی غرض سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو اس کو ساٹھ برس کی مسافت کے فاصلے پر دوزخ سے دور کر دیا جاتا ہے۔ (احمد)

۳- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتَ وَطَابَ مُمْشَاكَ وَتَبَوَّءْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص بیمار کی عیادت کو جاتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا۔ اور جنت کی ایک منزل کو تو نے (اپنا) ٹھکانا بنالیا۔ (ابن ماجہ)

۴- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ فَإِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِيْهَا ۔ (احمد، مالک)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ رحمت کے دریا میں غوطہ زن رہتا ہے جب تک کہ بیٹھ نہیں جاتا اور جب بیٹھ جاتا ہے تو غریق دریائے رحمت ہو جاتا ہے۔

۵- عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِىْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَّيُطِيْبُ بِنَفْسِهٖ ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب تم بیمار کی مزاج پرسی کو جاؤ تو موت کے بارے میں اس کا رنج وغم دور کرو اگرچہ اس سے اس کی موت کا وقت نہیں ٹل سکتا لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا۔

۶- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ ۔

حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ عنہ سے مرسلا منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بہترین عیادت یہ ہے کہ مزاج پرسی کے بعد فوراً اٹھ جائے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

۷- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا فَيَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ اِلَّا شُفِىَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دعا پڑھے: اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ[1] اگر موت کا وقت نہیں آگیا تو اسے ضرور شفا ہو گی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

---

[1] یعنی اللہ بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں جو عرشِ عظیم کا مالک ہے کہ تجھے شفا بخشے۔

دوا

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَآءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَآءً۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: خدائے تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی ہے جس کے لیے شفا یعنی دوا نہ اتاری ہو۔ (بخاری شریف)

۲- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ دَآءٍ دَوَآءٌ فَاِذَا اُصِیْبَ دَوَآءُ الدَّآءِ بَرَأَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر بیماری کی دوا ہے جب بیمار کو (اس کی صحیح) دوا پہنچا دی جاتی ہے تو خدائے تعالیٰ کے حکم سے بیمار اچھا ہو جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

۳- عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الدَّآءَ وَالدَّوَآءَ وَجَعَلَ لِکُلِّ دَآءٍ دَوَآءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بیماری پیدا کی ہے دوا بھی۔ اور ہر بیماری کی دوا مقرر فرمائی ہے لہٰذا دوا کرو لیکن حرام چیز سے دوا نہ کرو۔

۴- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِیْثِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے نجس دوا (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

انتباہ

انگریزی دوائیں بکثرت ایسی موجود ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶، ص ۱۲۷)

دعا و تعویذ

۱- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَرْقِیَ مِنَ الْعَیْنِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حکم فرمایا ہے کہ ہم نظر بد کے لیے دعا و تعویذ کرائیں۔ (بخاری مسلم)

۲- عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ بَیْتِھَا جَارِیَةً فِیْ وَجْھِھَا سَفْعَةٌ یَعْنِیْ صُفْرَةً فَقَالَ اِسْتَرْقُوْا لَھَا فَاِنَّ بِھَا النَّظْرَةَ ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کا چہرہ زرد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے دعا و تعویذ کراؤ اسے نظر بد لگی ہے۔ (بخاری، مسلم)

۳- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ نِ الْاَشْجَعِیِّ قَالَ کُنَّا نَرْقِیْ فِی الْجَاھِلِیَّةِ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تَرٰی فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَعْرِضُوْا عَلَیَّ رُقَاکُمْ لَابَاْسَ بِالرُّقٰی مَالَمْ یَکُنْ فِیْہِ شِرْكٌ ۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ زمانۂ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے (اسلام لانے کے بعد) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان منتروں کی بابت آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے منتر مجھے سناؤ۔ ان منتروں میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ان میں شرک نہ ہو۔ (مسلم شریف)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ "یعنی اسمائے جن و شیاطین نباشد واز معانی آں کفر لازم نیاید ولہذا گفتہ اند کہ آنچہ معنی او معلوم نہ باشد رقیہ باآں نتواں کرد مگر آنکہ بہ نقل صحیح از شارع آمدہ باشد (اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۲۰۴) یعنی منتر میں جن و شیاطین کے نام نہ ہوں۔ اور اس منتر کے معانی سے کفر لازم نہ آتا ہو (تو اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں) اور اسی لیے علمائے سلف نے فرمایا کہ جس منتر کا معنی معلوم نہ ہو اسے نہیں پڑھ سکتے۔ لیکن جو شارع علیہ السلام سے صحیح طور پر منقول ہو (اسے پڑھ سکتے ہیں اگر چہ اس کا معنی معلوم نہ ہو)

موت

۱ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز (موت) کو اکثر و بیشتر یاد کرو۔ (ترمذی، نسائی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ باب تمنی الموت وذکرہ۔'' میں فرماتے ہیں کہ ذکر موت کنایت ست از خوف وخشیت حق و عمل بمقتضائے آں د توبہ واستغفار وتقدیم وترجیح نفع در آخرت والا ذکر موت و یاد داشتن آں بے عمل چیزے نیست بلکہ تو اند کہ سبب قساوت قلب گردد چنانکہ ذکر حق سبحانہ وتعالیٰ بہ غفلت (اشعۃ اللمعات جلد اوّل: ص ۶۵۳) یعنی موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں خدائے تعالیٰ کا خوف وخشیت ہو اور اسی کے حکم کے مطابق عمل ہو نیز توبہ واستغفار کرے اور آخرت کے نفع کو (دنیا کے نفع پر) مقدم رکھے اور ترجیح دے۔ ورنہ بغیر عمل کے صرف موت کا چرچا کرنا اور اس کو یاد رکھنا کوئی چیز نہیں ہے بلکہ (ایسا کرنا) دل کی قساوت اور سختی کا سبب ہو سکتا ہے جیسے کہ غفلت اور بے عملی کے ساتھ خدائے تعالیٰ کو (صرف زبانی طور پر) یاد کرنا (قساوت قلبی کا سبب ہے)

۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَّاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهٗ یَسْتَعْتِبَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں کوئی موت کی آرزو نہ کرے (اس لیے کہ) وہ یا تو نیکو کار ہوگا تو ممکن ہے اس کے نیک عمل میں زیادتی ہو جائے اور یا بدکار ہوگا تو ہو سکتا ہے کہ آئندہ توبہ کر کے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لے۔ (بخاری شریف)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''از روئے مرگ بجہت ضرر

دنیا' مانند مرض یا فقر یا مانند آں مکروہ است زیرا کہ آں علامت بے صبری وبستوہ آمدن از تقدیر الٰہی وناراض بودن از آن ست' امّا از جہت محبت وشوق بلقائے الٰہی تعالیٰ وخلاص از تنگنائے ایں سرائے ومحنت آں ووصول بملک آخرت ونعیم آن نشان ایمان وکمال اوست وہمچنیں مکروہ نیست از جہت خوف ضرر دینی" یعنی دنیوی نقصان جیسے بیماری یا غریبی وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے اس لیے کہ یہ بے صبری اور تقدیر الٰہی سے ملال وناراضگی کی نشانی ہے لیکن خدائے تعالیٰ کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرنا نیز اس دنیا کی تنگی اور پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ملک آخرت اور جنت میں پہنچنے کے لیے موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کمال کی نشانی ہے۔ اسی طرح دینی ضرر کے خوف سے موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص ۶۵۳)

۳- عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَابٍّ وَّهُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَرْجُوا اللّٰهَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنِّیْ اَخَافُ ذُنُوْبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا یَرْجُوْا وَاٰمَنَهٗ مِمَّا یَخَافُ ۔

(ترمذی' ابن ماجہ' مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے جو قریب المرگ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں خدائے تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں (یعنی خوف ورجا) اس موقع پر جس بندہ کے دل میں ہوں گے خدائے تعالیٰ اسے وہ چیز دے گا جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اس چیز سے محفوظ رکھے گا جس سے وہ ڈرتا ہے۔

۴- عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اپنے

اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ ۔ مرنے والوں کے قریب سورۂ یٰسین پڑھو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ظاہر آنست کہ مراد محتضر باشد عمل نیز ہم برین ست واحتمال دارد کہ مراد بعد از موت درخانہ یا برسرِ قبر۔ یعنی ظاہر مراد یہ ہے کہ موت کے وقت سورۂ یٰسین پڑھی جائے اور اسی پر عمل بھی ہے اور ہوسکتا ہے یہ مراد ہو کہ موت کے بعد گھر میں پڑھی جائے یا قبر کے سرہانے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اوّل: ص ۲۶۲)

۵- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔

حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو۔ (مسلم شریف)

تلقین کی صورت یہ ہے کہ موت کے وقت حاضرین بلند آواز سے کلمۂ طیبہ پڑھیں لیکن مرنے والے کو اس کے پڑھنے کا حکم نہ کریں۔

غسل وکفن

۱- عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْخَمْسًا اَوْسَبْعًا وَّابْدَاْنَ بِمَیَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا ۔ (بخاری)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم حضور علیہ السلام کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دے رہے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے غسل دو طاق، یعنی تین یا پانچ یا سات بار اور غسل کا سلسلہ داہنی جانب سے اور وضو کے اعضا سے شروع کریں۔

میت کو غسل دینے میں کلی نہ کرائے اور نہ ناک میں پانی ڈالا جائے۔ (بہارِ شریعت)

۲- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی کو

كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهٗ ۔ کفن دے تو چاہیے کہ اچھا کفن دے۔ (مسلم شریف)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ مراد بہ تحسین کفن آنست کہ تمام باشد ونظیف وسفید وبے اسراف وتبذیر، ونو شستہ دراں برابرست اما آنچہ مسرفان کنند بریا وتکبر حرام ومکروہ است اشد حرمت وکراہت۔

یعنی اچھے کفن کا مطلب یہ ہے کہ کفن پورا ہو اور صاف ستھرا وسفید ہو اور اس میں اسراف وبے جا خرچ نہ ہو۔ نیا کفن اور پرانا جو دھویا ہوا ہو دونوں کا حکم ایک ہے لیکن اسراف وفضول خرچی کرنے والے جو ریا اور تکبر سے کرتے ہیں وہ سخت مکروہ اور اشد حرام ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص۶۷۲)

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّمَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَ كَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ وہ عمدہ قسم کے کپڑے ہیں اور سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

ضروری انتباہ

۱- عوام میں جو مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کاندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے۔" محض غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ (بہارِ شریعت جلد چہارم، ص ۵۱۹)

۲- میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ درمختار مع ردّالمحتار جلد اوّل:۱۰۰ میں ہے۔ يُوْضَعُ يَدَاهُ فِيْ جَانِبَيْهِ لَا عَلٰى صَدْرِهٖ لِاَنَّهٗ مِنْ عَمَلِ الْكُفَّارِ ۔

۳- بعض جگہ میت کے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں کہ "جیسے نماز کے قیام میں" یہ بھی منع ہے۔

۴- میت کا تہبند چوٹی سے قدم تک ہونا چاہیے یعنی لفافہ سے اتنا چھوٹا جو بندش کے لیے زیادہ تھا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۱۵۰، ہدایہ جلد اوّل: ص ۱۳۷ اور ردالمحتار جلد اوّل: ص ۲۰۳ میں ہے۔ اَلْاِزَارُ مِنَ الْقَرْنِ اِلَی الْقَدَمِ یعنی تہبند کی مقدار چوٹی سے قدم تک ہے۔ اسی طرح بہارِ شریعت میں ہے، لہٰذا بعض لوگ جو ناف سے پنڈلی تک رکھتے ہیں یہ صحیح نہیں۔

عوت کی اوڑھنی نصف پشت سے سینہ تک ہونی چاہیے جس کا اندازہ تین ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز ہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہونا چاہیے! اور جو لوگ زندگی کی طرح اوڑھنی رکھتے ہیں یہ بے جا اور خلاف سنت ہے۔ (بہارِ شریعت)

۶- عورت کے لیے سینہ بند پستان سے ناف تک ہو اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو، فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ وَالْاَوْلٰی اَنْ تَکُوْنَ الْخِرْقَةُ مِنَ الثَّدْیَیْنِ اِلَی الْفَخِذِ کَذَافِی الْجَوْهَرَةِ النَّیِّرَةِ۔

۷- سینہ بند لفافہ کے اوپر ہونا چاہیے، فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل: ص ۱۵۱ میں ہے۔ ثُمَّ الْخِرْقَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ تُرْبَطُ فَوْقَ الْاَكْفَانِ فَوْقَ الثَّدْیَیْنِ کَذَافِی الْمُحِیْطِ۔ اور فتح القدیر میں ہے۔ فِیْ شَرْحِ الْكَنْزِ فَوْقَ الْاَكْفَانِ یعنی شرح کنز الدقائق میں سینہ بند کی جگہ سب کپڑوں کے اوپر مذکور ہے۔ لہٰذا سینہ بند کو سب کپڑوں سے پہلے لپیٹنے کا جو عام رواج ہے وہ غلط ہے۔

جنازہ

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْرَعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَیْهِ وَاِنْ تَكُ سِوٰی ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جنازہ کے لیے جانے میں جلدی کرو اس لیے کہ اگر وہ نیک آدمی کا جنازہ ہے تو اسے خیر کی (منزل) کی طرف جلد پہنچانا چاہیے اور اگر بدکار کا جنازہ ہے تو بُرے کو اپنی گردنوں

رِقَابِکُمْ ۔

سے جلد اتار دینا چاہیے۔ (بخاری، مسلم)

۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا وَّکَانَ مَعَهٗ حَتّٰی یُصَلِّیَ عَلَیْهَا وَیَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ کُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کا تقاضا سمجھ کر اور حصولِ ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھے اور اس کے دفن سے فارغ ہو تو وہ دو قیراط ثواب لے کر واپس لوٹتا ہے جس میں سے ہر قیراط اُحد (پہاڑ) کے برابر ہے اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر واپس آ جائے اور دفن میں شریک نہ ہو تو وہ ایک قیراط کا ثواب لے کر واپس ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۳ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَیْهَا خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰی فَاَثْنَوْا عَلَیْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَاوَجَبَتْ فَقَالَ هٰذَا اَثْنَیْتُمْ خَیْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چند صحابہ کرام ایک جنازہ کے قریب سے گزرے تو خیر کے ساتھ اس کا ذکر کیا اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ واجب ہوگئی پھر لوگوں کا دوسرے جنازہ پر گزر ہوا تو برائی کے ساتھ اس کا ذکر کیا اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا واجب ہوگئی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (یارسول اللہ) کیا چیز واجب ہوگئی؟ فرمایا جس میت کا تم لوگوں نے بھلائی کے ساتھ ذکر کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم لوگوں نے برائی کی اس کیلئے دوزخ واجب ہوگئی تم لوگ زمین پر خدائے تعالیٰ کے گواہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں
''مراد ثنائے اہل خیر وصلاح وصدق تقویٰ بے مدخلیت غرض نفسانی ست کہ آں علامت

بودن مردست از اہل جنت والا اگر بعضے ازفساق وفجار بغرضے از اغراض یکے از اہل فسق بستانید یا یکے صالح رانکوہش کنند قطع بداں نتواں کرد۔ یعنی اہلِ خیر وصلاح اور صدق وتقویٰ والوں کی ایسی تعریف مراد ہے جس میں نفسانی غرض شامل نہ ہواس لیے کہ ایسی ہی تعریف آدمی کے جنتی ہونے کی نشانی ہے ورنہ اگر بعض فاسق کسی غرض سے کسی فاسق کی تعریف کریں یا کسی نیک صالح آدمی کی برائی کریں تو اس کی وجہ سے (جنتی یا جہنمی ہونے کا) یقین نہیں کر سکتے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اوّل: ص ۶۸۲)

۴- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مُردوں کو گالی نہ دو۔ (بخاری شریف)

۵- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَّسَاوِيْهِمْ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اپنے مُردوں کی نیکیوں کا چرچا کرو اوران کی برائیوں سے چشم پوشی کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں ''ایں ست بمسلمان وصالحان وآنکہ آشکارا فسق نکنند وظلم نہ کنند (اشعۃ اللمعات جلد اوّل) یعنی یہ حکم ان نیک مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے جو علانیہ فسق وظلم نہیں کرتے ہیں۔

۶- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اِنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ اَلَيْسَ قَدْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ جَلَسَ.

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضرت امام حسن بن علی وابن عباس رضی اللہ عنہم کے قریب سے گزرا تو حضرت امام حسن کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس نہیں کھڑے ہوئے۔ حضرت امام حسن نے حضرت ابن عباس سے فرمایا کیا حضور علیہ الصلوٰۃ السلام ایک یہودی کا جنازہ دیکھ کر کھڑے نہیں ہوئے تھے! حضرت ابن عباس نے

کہا کہ ہاں، لیکن پھر اس کے بعد بیٹھے رہتے تھے
(اور کھڑے نہ ہوتے تھے)۔ (نسائی)

اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت ہے کہ "پس حکم سابق منسوخ شد وایں نسخ در جنازہ یہود باشد یا مطلق واللہ اعلم وظاہر ثانی ست۔ یعنی تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا اور یہ منسوخ ہونا صرف یہودی جنازہ کے بارے میں ہے یا ہر ایک کے لیے خدائے تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ سب کے لیے ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۱۵۲ میں ہے۔ لا یقوم للجنازہ الا ان یزید ان یشھد ھا۔ یعنی جنازہ کے لیے نہ کھڑا ہو لیکن اس میں شرکت کا ارادہ ہو تو کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور طحطاوی: ص ۳۶۷ میں ہے۔ فھو مکروہ کما فی القھستانی۔ یعنی جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا مکروہ ہے جیسا کہ قہستانی میں ہے۔

دفنِ میّت

۱- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوْا اَيُّهُمَا جَاءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهٗ وَجَاءَ الَّذِيْ يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ شریف میں دو آدمی قبر کھودا کرتے تھے۔ ایک ان میں سے (حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو) لحد یعنی بغلی کھودتے تھے۔ اور دوسرے (حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو) بغلی نہیں کھودتے تھے (بلکہ شق یعنی صندوقی قبر بناتے تھے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر صحابہ نے آپس میں طے کیا کہ جو ان دونوں میں سے پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے گا۔ تو پہلے وہ صحابی آئے جو لحد کھودا کرتے تھے تو انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بغلی قبر تیار کی۔

۲- عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ شَهِدَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَنَازَۃَ رَجُلٍ فَقَالَ یَا عَلِیُّ اِسْتَقْبِلْ بِہٖ اِسْتِقْبَالاً وَّقُوْلُوْا جَمِیْعًا بِاسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَضَعُوْہُ لِجَنْبِہٖ وَلاَ تَکُبُّوْہُ لِوَجْھِہٖ وَلاَ تَلْقُوْہُ بِظَھْرِہٖ ۔(بدائع الصنائع)

نے ایک آدمی کے جنازہ میں شرکت کی تو فرمایا اے علی! مردہ کو قبلہ کی جانب متوجہ کرو اور سب لوگ بِاسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔(یعنی خدائے تعالیٰ کے نام سے اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی شریعت کے مطابق تجھے قبر میں اُتارتا ہوں) پڑھو۔ اور اس کو کروٹ پر رکھو۔ منہ کے بل اوندھا نہ کرو اور نہ پیٹھ کے بل چت لٹاؤ۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ میت کو داہنی کروٹ پر لٹایا جائے۔ اور یہی صحیح ہے جیسا کہ بہار شریعت جلد چہارم: ص ۵۴۵ میں ہے' میت کو داہنی کروٹ پر لٹائیں۔ اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری: ۱۵۵ میں ہے وَیُوْضَعُ فِی الْقَبْرِ عَلٰی جَنْبِہِ الْاَیْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ کَذَافِی الْخُلاَصَۃِ اور درمختار مع ردالمحتار جلد اوّل: ص ۶۲۶ میں ہے، وَیَنْبَغِیْ کَوْنُہٗ عَلٰی شَقِّہِ الْاَیْمَنِ اور بحرالرائق جلد ثانی: ص ۱۹۴ میں ہے۔ تَکُوْنُ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ اور بدائع الصنائع جلد اوّل ص ۳۱۹ میں ہے۔ یُوْضَعُ عَلٰی شَقِّہِ الْاَیْمَنِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْقِبْلَۃِ ۔ اور مراقی الفلاح میں ہے۔ یُوَجَّہُ اِلَی الْقِبْلَۃِ ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ میت کو قبر میں داہنے پہلو پر لٹانا بہتر ہے۔ فتح القدیر جلد ثالث: ص ۹۵ پر ہے۔ اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلاَمُ فِی الْقَبْرِ الشَّرِیْفِ الْمُکَرَّمِ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ یعنی حضور ﷺ عظمت والی قبر شریف میں قبلہ رُو اپنے داہنے پہلو پر (رونق افروز) ہیں اور طحطاوی: ص ۲۶۹ میں ہے۔ وَیُسْنَدُ الْمَیِّتُ مِنْ وَّرَائِہٖ بِنَحْوِ تُرَابٍ لِئَلاَّ یَنْقَلِبَ۔ یعنی میت کو کروٹ پر لٹانے میں اس کی پیٹھ کی جانب مٹی وغیرہ کی ٹیک لگا دی جائے تا کہ وہ پلٹ نہ جائے۔

۳- عَنْ سُفْیَانَ التَّمَّارِ اَنَّہٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا ۔(بخاری)

حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر شریف کو دیکھا جو اونٹ کے کوہان کی طرح (اٹھی ہوئی) تھی۔

۲- عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الَّذِيْ رَشَّ الْمَاءَ عَلٰى قَبْرِهٖ بِلَالُ بْنُ رُبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى رِجْلَيْهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی قبر شریف پر پانی چھڑکا گیا اور پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح تھے۔ انہوں نے مشک سے پانی چھڑکا اور سرہانے سے چھڑکنا شروع کیا اور قدموں تک چھڑکا۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

انتباہ

۱- مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھ سے تین بار مٹی ڈالیں۔ پہلی بار مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى پڑھا۔ (طحطاوی، بہار شریعت)

۲- شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں۔ (بہار شریعت)

۳- میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ لکھنا بہتر ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار جلد اول) میں ہے۔ كَتَبَ عَلٰى جَبْهَةِ الْمَيِّتِ اَوْ عَمَامَتِهٖ اَوْ كَفَنِهٖ عَهْدَ نَامَهْ يُرْجٰى اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِلْمَيِّتِ۔

۴- پیشانی پر بِسْمِ اللّٰهِ شریف یا سینہ پر کلمہ طیبہ لکھنا بھی جائز ہے مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پہلے کلمہ کی انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔

(ردالمحتار جلد اول ص ۶۳۴)

۵- دفن کے بعد قبر کے سرہانے اذان پڑھنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔

۶- علماء سادات اور مشائخ کرام کی قبروں پر قبہ یا عمارت بنانا جائز ہے۔ ردالمحتار جلد اوّل ص ۶۲۷ میں ہے۔ قِيْلَ لَا يُكْرَهُ الْبِنَاءُ اِذَا كَانَ الْمَيِّتُ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ۔ نیز درمختار باب الدفن اور طحطاوی ص ۳۷۰ میں ہے۔ لَا يُرْفَعُ عَلَيْهِ بِنَاءٌ وَقِيْلَ لَا بَأْسَ بِهٖ وَهُوَ الْمُخْتَارُ۔

۷- اولیائے کرام کی اظہار عظمت کے لیے ان کے مزارات پر چادر ڈالنا، پھول رکھنا اوران کے مزارات کے قریب چراغ روشن کرنا جائز ہے۔

(ردالمحتار عالمگیری، حدیقہ ندیہ)

میت پر رونا

۱- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْيَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خبردار ہو کر سن لو کہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب خدائے تعالیٰ عذاب نہیں فرماتا (اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے۔ اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے (جبکہ اس نے رونے کی وصیت کی ہو یا وہاں رونے کا رواج ہو اور اس نے منع نہ کیا ہو یا یہ مطلب ہے کہ ان کے رونے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے)۔ (بخاری، مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو آنسو آنکھ سے ہو اور جو غم سے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اس کی رحمت کا حصہ ہے اور غم کا جو اظہار ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

(مشکوٰۃ)

۳- عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جب کسی مومن بندہ کا بیٹا مر جاتا ہے تو

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَلائِکَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ ۔

(احمد' ترمذی)

خدائے تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندہ کے بیٹے کی روح قبض کر لی تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کے میوہ کو توڑ لیا۔ تو وہ عرض کرتے ہیں' ہاں پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے (اس مصیبت پر) میرے بندہ نے کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا' تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

۴۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یُتَوَفّٰی لَهُمَا ثَلَاثَةٌ اِلَّا اَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِیَّاهُمَا فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَانِ قَالَ اَوِاثْنَانِ قَالُوْا اَوْوَاحِدٌ قَالَ اَوْ وَاحِدٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ السِّقْطَ لَیَجُرُّ اُمَّهٗ بِسَرَرِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ اِذَا احْتَسَبَتْهُ ۔

(احمد مشکوٰۃ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جن دو مسلمان یعنی میاں بیوی کے تین بچے مر جائیں تو خدائے تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر دو بچے انتقال کر جائیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: دو کا بھی یہی اجر ہے' پھر صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اور اگر ایک فوت ہو جائے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ایک کا بھی یہ اجر ہے' پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے خام حمل جو ساقط ہو جاتا ہے اپنی ماں کو آنول کے ذریعہ جنت کی طرف کھینچے گا جبکہ ماں (اس

کی تکلیف پر) صبر اور ثواب کی طالب ہوئی ہو۔

۵- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرَ قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْیُ جَعْفَرَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا لِآلِ جَعْفَرَ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا یُشْغِلُهُمْ ۔

(ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آئی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو اس لیے کہ ان کو وہ مصیبت پہنچی ہے۔ جو انہیں کھانا پکانے سے باز رکھے گی۔

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''دریں حدیث دلیل ست برآنکہ مستحب ست خویشاں و ہمسائے گان و دوستان راتہیہ طعام مراہل میت را (اشعۃ اللمعات جلد اوّل) یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ رشتہ داروں' پڑوسیوں اور دوستوں کو میت کے گھر پکا ہوا کھانا لانا مستحب ہے۔

انتباہ

۱- نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بَین کہتے ہیں بالا جماع حرام ہے۔ (بہارِ شریعت بحوالہ جوہرہ)

۲- گریبان پھاڑنا' منہ نوچنا' بال کھولنا' سر پر مٹی ڈالنا' ران پر ہاتھ مارنا اور سینہ کوٹنا سب جاہلیت کے کام ہیں۔ ناجائز اور گناہ ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۱۵۷)

۳- آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں (بہارِ شریعت)

۴- تعزیت مسنون ہے اور اس کا وقت موت سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے۔ اور اگر کوئی موجود نہ تھا یا علم نہ تھا تو بعد میں حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت' بحوالہ ردالمحتار وغیرہ)

۵- تعزیت میں یہ کہے کہ خدائے تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر کی توفیق دے اور مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔ یا اسی کے مثل دوسرے جملے کہے۔

۶- میت کے گھر صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے اس کے بعد مکروہ ہے۔

(بہار شریعت بحوالہ عالمگیری)

۷- میت کے گھر والے تیجہ کے دن یا اس کے بعد میت کے ایصالِ ثواب کے لیے فقراء و مساکین کو کھلائیں تو بہتر ہے لیکن دوست احباب اور عام مسلمانوں کی دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت۔ فتاوی عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۱۵۷ میں ہے۔ لایباح اتخاذ الضیافة عند ثلاثة ایام کذافی التتار خانیة اور ردالمحتار جلد اوّل: ص ۶۲۹ اور فتح القدیر جلد دوم: ص ۱۰۲ میں ہے۔ ویکره اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لا فی الشرور وهی بدعة مستقبحة۔

تیجہ وغیرہ کا کھانا اکثر میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے لیکن بالغ اگر اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔

(بہار شریعت بحوالہ خانیہ)

شہید

۱- عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلشَّهِیْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ یُغْفَرُلَهٗ فِیْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ وَیُرٰٓی مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَیُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَیَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ وَیُوْضَعُ عَلٰی رَاْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ اَلْیَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا وَیُزَوَّجُ ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ وَیُشَفَّعُ فِیْ سَبْعِیْنَ مِنْ اَقْرِبَائِهٖ۔

حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے ہاں شہید کیلئے چھ باتیں ہیں، پہلی ہی مرتبہ یعنی خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسے بخشا جائے گا اور اس کا ٹھکانا جنت میں دکھایا جائے گا۔ عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ اس کے سر پر وقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا کہ جس کا یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔ اس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر حوریں دی جائیں گی۔ اور اس کے عزیزوں میں سے ستر آدمیوں کے لیے اس کی

(ترمذی، ابن ماجہ)

شفاعت قبول کی جائے گی۔

۲- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا الدَّيْنَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جانا قرض کے علاوہ ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم شریف)

۳- عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ.

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا مرتبہ عطا فرما دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے۔ (مسلم شریف)

۴- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مر گیا اور جہاد نہ کیا نہ جہاد کا خیال دل میں لایا تو اس کی موت نفاق کی ایک قسم پر ہوئی۔ (مسلم شریف)

۵- عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اپنی جان و مال اور زبانوں کے ذریعہ مشرکین سے جہاد کرو۔ (ابوداؤد، نسائی)

۶- عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا: کوئی مال غنیمت کے لیے لڑتا ہے۔ کوئی شہرت و ناموری کے لیے لڑتا ہے اور کوئی اپنی بہادری و شجاعت

وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانَهٗ فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

دکھانے کے لیے لڑتا ہے تو ان میں سے راہ حق میں لڑنے والا کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا ہو تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ (بخاری)

قبروں کی زیارت

۱ - عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا ۔ (مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا (اب میں تمھیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کرو۔

۲ - عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا تو اب میں تمھیں اجازت دیتا ہوں کہ ان کی زیارت کرو اس لیے کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بیزار کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔

انتباہ

۱- قبروں کی زیارت کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پاؤں کی جانب سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو اور یہ کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ ۔ پھر تین یا پانچ یا سات یا گیارہ بار درود شریف پڑھے بعدہ جس قدر ہو سکے قرآن شریف کی سورتیں اور آیتیں تلاوت کرے مثلاً سورۂ یٰس سورہ ملک،

چاروں قل، سورہ فاتحہ الٓمّ سے مُفْلِحُوْنَ تک آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ وغیرہ پھر آخر میں درود شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے اور افضل یہ ہے کہ ایصالِ ثواب میں سب مومنین ومومنات کو شامل کرے کہ ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملے گا اور کسی کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (ردالمحتار)

۲- اولیائے کرام کے مزارت مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔

(بہارِ شریعت بحوالہ ردالمحتار)

۳- اولیائے کرام کی زیارت کرنا خدائے تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے اور زائرین کو کافر وبدعتی کہنا کھلی ہوئی گمراہی اور بدعقیدگی ہے۔ تفسیر صاوی جلد اوّل: ص ۲۴۵ آیت کریمہ ابتغوا الیہ الوسیلۃ کے تحت ہے کہ من الضلال البین وو الخسران الظاھر تکفیر المسلمین بزیارۃ اولیاء اللہ زاعمین ان زیارتھم من عبادۃ غیر اللہ کلا بل ھی من جملۃ المحبۃ الی اھلہ۔ یعنی اولیاء اللہ کی زیارت کے سبب مسلمانوں کو اس خیال سے کافر کہنا کہ ان کی زیارت، عبادت غیر اللہ ہے کھلی ہوئی گمراہی اور خسارے کا سبب ہے (اولیاء کی زیارت، عبادت غیر اللہ) ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ الحب فی اللہ میں سے ہے۔

۴- منکرات شرعیہ اگر ایام عرس میں پائے جائیں تو ان کی وجہ سے زیارت ترک نہ کرے اس لیے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اسے برا جانے اور اصلاح کی جدوجہد کرے جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل: ص ۶۳۱ میں ہے۔ قال ابن حجر فی فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندھا من منکرات ومفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلک لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلھا وانکار البدع بل وازالتھا آن امکن ...... قلت ویؤید مامر من عدم ترک اتباع الجنازۃ وان کان معھا نساء ونائحات تامل۔

۵- عورتوں کو عزیزوں کی قبروں پر جانا ممنوع ہے اس لیے کہ وہ جزع وفزع کریں گی۔

۶- اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ پر برکت کے لیے حاضر ہونے میں بوڑھی عورتوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے ناجائز ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل:ص ۱۳۱ میں ہے۔ والتبرك بزيارة قبور الصالحين فلا باس اذا كن عجائز ويكره اذا كن شواب كى حضور الجماعة فى المساجد ۔اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ اسی کے مثل لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حَاصِلُهُ اَنَّ مَحَلَّ الرُّخْصَةِ لَهُنَّ اِذَا كَانَتِ الزِّيَارَةُ عَلٰى وَجْهٍ لَيْسَ فِيْهِ فِتْنَةٌ ۔ (طحطاوی:ص ۶-۳) یعنی حاصل یہ ہے کہ عورتوں کے لیے اجازت صرف اس صورت میں ہے جب کہ زیارت ایسے طریقہ پر ہو کہ اس میں کوئی فتنہ نہ ہو۔ اور حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً (یعنی جوان ہوں یا بوڑھی سب) منع کی جائیں''۔ (بہار شریعت جلد چہارم:ص ۵۴۹)

۷- مزارات مقدسہ پر ہاتھ پھیرنا' بوسہ دینا' ان کے سامنے جھکنا اور زمین پر چہرہ ملنا منع ہے اس لیے کہ یہ چیزیں عادات نصاریٰ میں سے ہیں جیسا کہ اشعۃ اللمعات جلد اوّل باب زیارت القبور:ص ۷۱۶ میں ہے۔ مسح نہ کند قبر را و بوسہ ندہد آنرا و منحنی نہ شود و روئے بہ خاک نہ مالد کہ ایں عادت نصاریٰ ست۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری ص ۳۰۴ میں ہے وَلَا يَمْسَحُ الْقَبْرَ وَلَا يُقَبِّلُهُ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَادَةِ النَّصَارٰى ۔یعنی قبر پر ہاتھ نہ پھیرے اور نہ اسے بوسہ دے اس لیے کہ وہ عادات نصاریٰ میں سے ہے اور فتاویٰ رضویہ جلد چہارم:ص ۷ میں ہے' مزار کو بوسہ نہ دینا چاہیے۔[1]

۸- قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے اور عبادت کی نیت سے ہو تو کفر ہے۔

---

[1] شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۲۳۰ میں ہے السجدة حرام لغيره سبحانه یعنی غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام ہے اور فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ نمبر ۲۳۱ میں جواہر الاخلاطی سے ہے۔ قال الفقيه ابو جعفر رحمه الله ان سجد للسلطان بنية العبادة اولم تحضره النية فقد كفر یعنی فقیہ ابو جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اگر عبادت کی نیت سے بادشاہ کو سجدہ کیا یا کوئی نیت اس وقت نہ تھی تو کافر ہو گیا۔

ایصالِ ثواب

۱ - عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْراً وَّقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنِّسَائِیُ ۔

(مشکوٰۃ: ۱۹۹)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ ام سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے! سرکارِ اقدس نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے (یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو ملے (ابوداؤد، نسائی)

۲ - عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّیْ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّهَا لَوْتَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ ۔

(مسلم جلد اوّل ص ۳۲۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں کا اچانک انتقال ہوگیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کرسکی۔ میرا گمان ہے کہ انتقال کے وقت اگر اسے کچھ کہنے سننے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ ضرور دیتی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ سرکارِ اقدس نے فرمایا کہ ہاں پہنچے گا۔

۱- علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اِنَّ الصَّدَقَةَ عَنِ الْمَیِّتِ تَنْفَعُ الْمَیِّتَ وَیَصِلُ ثَوَابُهَا وَهُوَ كَذٰلِكَ بِاِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ ۔ (نووی شرح مسلم جلد اوّل ص ۳۲۴) یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو میت کو اس کا فائدہ اور ثواب میت کو بخش دیا جائے۔

۲- میت کو کسی کارِ خیر کا ثواب بخشنا بہتر ہے تفسیر عزیزی، پارہ عم: ص ۱۱۳ میں ہے مردہ درآن حالت مانند غریقی ست کہ انتظار فریاد رسی می بردو صدقات وادعیہ وفاتحہ دریں وقت بسیار بکارمی آید واز یں جاست کہ طوائف بنی آدم تا یکسال وعلی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام می نمایند۔

۳- ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابی کی سنت ہے۔

۴- کھانا یا شیرینی وغیرہ کو سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے، اس لئے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارۂ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ھذہ لام سعد۔ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ اس کنوئیں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

۵- غریب ومسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ صحابیِ رسول نے کہا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ایصالِ ثواب کیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا۔ اسی طرح اگرچہ غریب ومسکین کو کھانا دینے پر ثواب مرتب ہوگا لیکن اس ثواب کو پہلے ہی سے بخش دینا بھی جائز ہے۔

۶- کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوث پاک کا بکرا اور غازی میاں کا مرغا وغیرہ اس لیے کہ ایک جلیل القدر صحابی نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک بیرام سعد ہی کے نام سے مشہور ہے۔

کتاب الزکوٰۃ

۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ. (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص مال حاصل کرے تو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔

۲- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَایُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَاکَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحَ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِیَ عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَیُکْوٰی بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِیْنُهٗ وَظَهْرُهٗ کُلَّمَا رُدَّتْ اُعِیْدَتْ لَهٗ ۔

(مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص سونے یا چاندی کے شرعی نصاب کا مالک ہو اور وہ اس کا حق یعنی زکوٰۃ نہ ادا کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے اس سونے اور چاندی کی سلیں بنائی جائیں گی۔ اور انہیں آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان آتشیں سلوں سے اس کے پہلو پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائے گی تو پھر دوزخ کی آگ میں تپا کر داغا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔

۳- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شُجَاعاً اَقْرَعَ لَهٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَیْهِ یَعْنِیْ شِدْقَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا کَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو خدائے تعالیٰ نے مال عطا کیا تو اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو اس کے مال کو قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر وہ سانپ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (پارہ ۴ رکوع ۹ کی) آیت کریمہ تلاوت کی ولا یحسبن الذین الخ یعنی اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز میں جسے خدائے تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے عطا کی (تو انجام کار) ہر گز اسے

اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کیلئے برا ہے عنقریب وہ مال کہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنَ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَفِرُّمِنْهُ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يَطْلُبُهٗ حَتّٰى يَلْقَمَهٗ اَصَابِعَهٗ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تمہارا خزانہ قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنے گا۔ اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کو ڈھونڈتا پھرے گا یہاں تک کہ اس کو پالے گا اور اس کی انگلیوں کو لقمہ بنائے گا۔ (احمد)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ اَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِىْ اَيْدِيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا اَتُؤَدِّيَانِ زَكٰوتَهٗ قَالَتَا لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُحِبَّانِ اَنْ يُّسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ قَالَتَا لَا قَالَ فَاَدِّيَا زَكٰوتَهٗ ۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے آپ نے ان سے پوچھا کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے ان سے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ خداتعالیٰ تم کو آگ کے دو کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ (ترمذی)

٦ - عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُنَا اَنْ نُّخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِىْ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ ۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم تجارت کے لیے تیار کی جانے والی چیزوں کی زکوٰۃ نکالا کریں۔ (ابوداؤد)

۷۔ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ قَالَ عِنْدَنَا كِتَابُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَمَرَهُ اَنْ يَاْخُذَ الصَّدَقَةَ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ ۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا وہ خط موجود ہے جسے حضور علیہ السلام نے انہیں بھیجا تھا۔ راوی نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے معاذ بن جبل کو حکم فرمایا تھا کہ وہ گیہوں، جو، انگور اور کھجور کی پیداوار میں سے (مسلمانوں سے) زکوٰۃ وصول کریں۔

انتباہ

۱- زکوٰۃ کے سلسلہ میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامانِ تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد اور دین سے فارغ ہوں۔

(نوٹ) مالک نصاب کی یہ تعریف صرف اموال باطنہ کے لحاظ سے ہے۔ ۱۲ منہ

۲- زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار مردود الشہادۃ ہے۔ (بہارِ شریعت) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۱۶۰ میں ہے۔ تجب على الفور عندالحول حتى ياثم بتا خيره من غير عذر۔

۳- زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں نہیں لگایا جا سکتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۱۷۶ میں ہے۔ لايجوزان يبنى بالزكاة المسجد و كذالحج و كل مالا تمليك فيه و لا يجوزان يكفن بها ميت و لا يقضى بهادين الميت كذافى التبيين، ملخصا۔

۴- مالِ زکوٰۃ اگر مسجد اور مدرسہ وغیرہ کی تعمیر میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی غریب آدمی کو دے دیں پھر وہ صرف کرے تو ثواب دونوں کو ملے گا۔ (ردالمحتار بہارِ شریعت)

۵- وہابیہ زمانہ جو کہ توہین خدا و تنقیص شانِ رسالت کرتے ہیں جن کو اکابر علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں انہیں

زکوٰۃ دینا حرام اور سخت حرام ہے اور اگر دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔ (بہارِ شریعت)

۶- گیہوں، جو، جوار، باجرہ، دھان اور ہر قسم کے غلے، السی، کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربز، تربز، کھیرا، ککڑی، بینگن اور ہر قسم کی ترکاریاں سب میں عشر واجب ہے۔ تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ (عالم گیری، بہارِ شریعت)

۷- جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آب پاشی چرسے یا ڈول سے ہو اس میں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے اور اگر پانی خرید کر آب پاشی کی جب بھی بیسواں حصہ واجب ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

(نوٹ) کنویں اور ٹیوب ویل سے سیراب کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ (تابش)

۸- جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہو اس میں کل پیداوار کا عشر نصف عشر دیا جائے گا۔ کھیتی کے اخراجات یعنی ہل، بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ کی قیمت، ان میں سے کوئی خرچ بھی عشر میں منہا نہیں کیا جائے گا۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

صدقۂ فطر

۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعاً مِّنْ تَمَرٍ اَوْ صَاعاً مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَبِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واجب ٹھہرایا صدقہ فطر کو غلام، آزاد، مرد، عورت، بچے، بوڑھے ہر مسلمان پر ایک صاع جو یا کھجور اور حکم فرمایا کہ نماز (عید) کے لیے نکلنے سے پہلے اس کو ادا کیا جائے۔

(بخاری و مسلم)

۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِيْ اٰخِرِ رَمَضَانَ اَخْرِجُوْا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعاً مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ اَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ قَمْحٍ عَلٰی کُلِّ حُرٍّ اَوْ مُمْلُوْكٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ ۔

اس صدقہ کو ہر مسلمان پر مقرر فرمایا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہر ایک کی طرف سے ایک صاع کھجور یا جو یا نصف صاع گیہوں۔ (ابوداؤد، نسائی)

۳- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ اَوْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ صَغِیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ عَنْ کُلِّ اثْنَیْنِ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی اَمَّا غَنِیُّکُمْ فَیُزَکِّیْهِ اللّٰهُ وَاَمَّا فَقِیْرُکُمْ فَیَرُدُّ عَلَیْهِ اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهُ ۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابوصغیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک صاع گیہوں دو آدمی کی طرف سے کافی ہے خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ آزاد ہوں یا غلام مرد ہوں یا عورتیں خدائے تعالیٰ اس کی بدولت تمہارے غنی کو پاک کرتا ہے اور فقیر کو اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا کہ اس نے دیا۔ (ابوداؤد)

۴- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَکٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَ الصِّیَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاکِیْنِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے صدقۂ فطر اس لیے مقرر فرمایا تا کہ لغو اور بے ہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور دوسری طرف مساکین کے لیے خوراک ہو جائے۔ (ابوداؤد)

۵ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِیاً فِیْ فِجَاجِ مَکَّةَ اَلَا اِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ ۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ شریف کی گلیوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام، نابالغ

ہو یا بالغ۔ (ترمذی)

انتباہ

۱- صدقۂ فطر مالک نصاب پر واجب ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے نکالے جب کہ بچہ مالکِ نصاب نہ ہو اور اگر ہو تو بچہ کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے۔ (درمختار، بہار)

۲- صدقۂ فطر کے مسئلے میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو، یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت یا سامانِ غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔

۳- صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (بہار شریعت)

اور جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم: ص ۷۶ میں ہے۔ تجب الفطرة وان افطر عامدا پھر دو سطر کے بعد ہے۔ من افطر لکبر او مرض اوسفر یلزمه صدقة الفطر۔

۴- اگر باپ غریب ہو یا مر گیا ہو تو دادا پر اپنے غریب یتیم پوتے، پوتی کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔ درمختار باب صدقة الفطر میں ہے۔ والجد کالاب عند فقده او فقره۔

۵- گیہوں، جو، کھجور اور منقی کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہیں مثلاً چاول، باجرہ اور کوئی غلہ تو آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا۔ (بہار شریعت)

۶- عید کے دن طلوعِ فجر کے بعد عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر نکالنا مستحب ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل: ص ۱۸۰ میں ہے کہ والمستحب للناس ان

یخرجوا الفطرة بعد طلوع الفجر یوم الفطر قبل الخروج الی المصلی کذافی الجوهرة النیرة۔

۷- یوم الفطر سے پیشتر صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۱۷۹ میں ہے۔ ان قدموها علی یوم الفطر جاز ولا تفصیل بین مدة ومدة وهو الصحیح ۔اور درمختار میں ہے صح اداؤها اذا قدمه علی یوم الفطرا واخره۔

۸- صاع کا وزن تین سو اکیاون روپیہ بھر ہے یعنی انگریزی سیر سے چار سیر چھ چھٹانک ایک روپیہ بھر۔ اور نصف صاع ایک سو ساڑھے پچھتر روپیہ بھر ہے یعنی دو سیر تین چھٹانک آٹھ آنہ بھر۔ اس لیے کہ صاع وہ پیمانہ ہے جس میں آٹھ رطل اناج آئے۔ شرح وقایہ جلد اوّل: ص ۲۳۹ میں ہے۔ صاع کیل یسع فیه ثمانیة ارطال اور ایک رطل نصف من ہے۔ شامی جلد دوم: ص ۷۹ میں ہے۔ والرطل نصف من تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں چار من اناج آئے۔ من کو مد بھی کہتے ہیں جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم: ص ۷۹ پر ہے۔ المدو المن سواء کل منهما ربع صاع اور من جس کو مد بھی کہتے ہیں چالیس استار کا ہوتا ہے اور ہر استار ساڑھے چار مثقال تو ہر من ایک سو اسی مثقال ہوا۔ شرح وقایہ جلد اول: ص ۲۴۰ میں ہے۔ ان المن اربعون استار والاستار اربعة مثاقیل ونصف مثقال والمن مائة وثمانون مثقالا ۔ تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (۴ من ۱۸۰ مثقال، ۷۲۰ مثقال) سات سو بیس مثقال اناج آئے پھر اناج ہلکے بھاری ہر طرح کے ہوتے ہیں صاع کی تقدیر میں کس اناج کا اعتبار ہے؟ تو بعض ائمہ نے ماش وعدس وگیہوں سے بھرے مراد لیے ہیں لہٰذا وہ پیمانہ کہ جس میں آٹھ رطل یعنی سات سو بیس مثقال گیہوں آئے بڑا ہوگا۔ لہٰذا زیادہ اختیار اس میں ہے کہ گیہوں کا اعتبار کیا جائے۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی عبادت یہ ہے۔ الماش اثقل من الحنطة والحنطة من الشعیر فالمکیال الذی یملأ بثمانیة ارطال من

المج یملاً باقل من ثمانیة ارطال من الحنطة الجیدة المکتنزة فالاحوط فیه ان یقدر الصاع بثمانیة ارطال من الحنطة الجدیدة (شرح وقایہ جلد اوّل ص ۲۴۹) اور چونکہ گیہوں جو سے بھاری ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ پیمانہ کہ جس میں آٹھ رطل یعنی سات سوبیس مثقال جو آئے بڑا ہوگا اس لیے علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب شرح وقایہ کی اس احتیاط کو ذکر کر کے فرمایا کہ سب سے زیادہ احتیار یہ ہے کہ جو کا اعتبار کیا جائے بلکہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ بعض علماء نے حاشیہ زیلعی سے نقل کیا ہے کہ حرم شریف مکہ معظمہ کے مشائخ موجودین وسابقین کا عمل اور فتویٰ اسی پر ہے کہ صاع کی تقدیر میں جو کا اعتبار کیا جائے جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم: ص ۸۰ پر ہے۔

ولکن علی هذا الاحوط تقدیره بالشعیرو لهذا نقل بعض المحشین عن حاشیة الزیلعی للسید محمد امین میرغنی ان الذی علیه مشایخنا بالحرم الشریف المکی و من قبلهم من مشائخهم و به کانوا یفتون تقدیره بثمانیة ارطال من الشعیر لعل ذلک لیحط طوافی الخروج عن الواجب بیقین لما فی مبسوط السرخسی من ان الا خد بالاحتیاط فی باب العبادات واجب ... فاذا قدر بذلک فهو یسع ثمانیة ارطال من العدس و من الحنطة و یزید علیها البتة بخلاف العکس فلذا کان تقدیر الصاع بالشعیرا حوط۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صاع وہ پیمانہ ہے کہ جس میں سات سوبیس مثقال جو آئیں اسی میں سب سے زیادہ احتیاط ہے اور یہی حرم شریف مکہ معظمہ کے مشائخ کا معمول و مفتی بہ ہے اور مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (۷۲۰ مثقال × ساڑھے چار ماشہ' ۳۲۴۰ ماشے) سات سوبیس مثقال یعنی تین ہزار دو سو چالیس ماشے جو آئیں۔ پھر چونکہ بارہ ماشے کا تولہ ہوتا ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (۳۲۴۰ ماشے ÷ ۱۲ = ۲۷۰ تولے) تین ہزار دو سو

چالیس ماشے یعنی ۲۷۰ تولے جو آئیں۔ اور چونکہ ایک روپیہ کا وزن سوا گیارہ ماشے ہوتا ہے اس لیے صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں ۳۲۴۰ ماشے ÷ ساڑھے گیارہ ماشے= ۲۸۸ روپیہ بھر) بتیس سو چالیس ماشے یعنی دو سو اٹھاسی روپیہ جو آئیں اور نصف صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو آئیں پھر چونکہ گیہوں ایک سو چوالیس روپیہ بھر سے زیادہ آئے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اس کا تجربہ کیا تو وہ پیمانہ کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو آئے اسی پیمانہ میں ایک سو پچھتر روپیہ اٹھنی بھر گیہوں آئے۔ فتاویٰ رضویہ جلد اوّل لاہوری: ص ۱۴۵ میں ہے کہ فقیر نے ۲۷ رمضان المبارک ۶.۷ ء کو نیم صاع شعیری کا تجربہ کیا جو ٹھیک چار رطل جو کا پیمانہ تھا اس میں گیہوں برابر ہموار مسطح بھر کر تولے تو ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو کی جگہ ایک سو پچھتر روپیہ آٹھ آنہ بھر گیہوں آئے تو نصف صاع گیہوں صدقہ فطر کا وزن ایک سو پچھتر روپیہ آٹھ آنہ بھر ہوا جو انگریزی سیر سے دو سیر تین چھٹانک اور آٹھ آنے بھر ہے اس لیے کہ انگریزی سیر اسی روپیہ بھر ہے یعنی پورے پچھتر تولے ہے (منظر الفتاویٰ) اور نئے پیمانے سے نصف صاع گیہوں کا وزن ۲ کلوگرام ۱۶۰/۱۲۳/ ۶ ۴۰ گرام یعنی دو کلو اور تقریباً ۴۷ گرام ہو گا کیونکہ اسی روپیہ بھر کا سیر نو سو تینتیس ۹۳۳ گرام کا ہوتا ہے۔ یہیں سے یہ بات متحقق ہوگئی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ المولیٰ عنہ کا مسلک غایت احتیاط اور اعلیٰ درجہ تحقیق پر مبنی ہے۔

سخی اور بخیل

۱ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِیْ حَیٰوتِهٖ بِدِرْهَمٍ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انسان کا اپنی زندگی کے ایام میں ایک درہم صدقہ کرنا مرنے کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

يَتَصَدَّقَ بِمَاْةٍ عِنْدَ مَوْتِهِ ۔

(ابوداؤد)

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّخِیُّ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سخی اللہ تعالیٰ سے بہت قریب ہے جنت سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے جنت سے دور ہے اور لوگوں سے دور ہے اور جہنم سے قریب ہے اور جاہل سخی خدا کے نزدیک عبادت گزار بخیل سے کہیں بہتر ہے۔ (ترمذی)

۳۔ عَنْ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّلَا بَخِيْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مکار اور بخیل جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ وہ شخص جو خیرات دے کر احسان جتائے۔ (ترمذی)

۴۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مومن میں دو باتیں یعنی بخل اور بدخلقی جمع نہیں ہوتیں۔

(ترمذی)

۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ ثَلٰثَةً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰى فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ مَلَكًا فَاَتَى الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے ایک کوڑھی، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا، اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لینا چاہا اور ان کی طرف ایک فرشتہ کو بھیجا۔ فرشتہ سب سے پہلے

اِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَّجِلْدٌ
حَسَنٌ وَّيَذْهَبُ عَنِّى الَّذِىْ قَدْ
قَذِرَنِى النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ
فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ وَاُعْطِىَ لَوْنًا
حَسَنًا وَّ جِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَاَىُّ
الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْاِبِلُ
اَوْقَالَ الْبَقَرُ شَكَّ اِسْحَاقُ اِلَّا اَنَّ
الْاَبْرَصَ اَوِ الْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا
الْاِبِلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ قَالَ
فَاُعْطِىَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ
اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا قَالَ فَاَتَى الْاَقْرَعَ
فَقَالَ اَىُّ شَىْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ
شَعْرٌ حَسَنٌ وَّيَذْهَبُ عَنِّى هٰذَا
الَّذِىْ قَدْ قَذِرَنِى النَّاسُ قَالَ
فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَاُعْطِىَ
شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَاَىُّ الْمَالِ اَحَبُّ
اِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَاُعْطِىَ بَقَرَةً حَامِلًا
قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا قَالَ فَاَتَى
الْاَعْمٰى فَقَالَ اَىُّ شَىْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ
قَالَ اَنْ يَّرُدَّ اللّٰهُ بَصَرِىْ فَاُبْصِرُ بِهٖ
النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرَهٗ
قَالَ فَاَىُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ
الْغَنَمُ فَاُعْطِىَ شَاةً وَّالِدًا فَاَنْتَجَ هٰذَ

کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھے سب
سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے اس نے کہا
کہ اچھا رنگ اور خوبصورت جلد اور اس
عیب کا دور ہو جانا جس کے سبب لوگ مجھ
سے نفرت کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
یہ سن کر فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا
اور اس کا کوڑھ زائل ہو گیا اور اس کے جسم کا
رنگ نکھر گیا اور جلد خوش رنگ ہو گئی
اس کے بعد فرشتہ نے کہا تجھ کو کس قسم کا مال
پسند ہے؟ اس نے اونٹ کہا یا گائے،
حدیث کے روای حضرت اسحاق کو شک
ہے کہ اس نے اونٹ کہا یا گائے، بہر حال
کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ
بتلائے اور دوسرے نے گائیں۔ حضور علیہ السلام
نے فرمایا! اس کو خواہش کے مطابق اس کو
حاملہ اونٹنیاں دی گئیں اور فرشتہ نے اس کو
یہ دعا دی کہ خدا تیرے لیے اس میں برکت
عطا فرمائے حضور علیہ السلام نے فرمایا! اس کے
بعد فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو
کون سی چیز زیادہ پسند ہے اس نے کہا
خوبصورت بال اور اس عیب کا دور ہو جانا
جس کے سبب سے لوگ مجھ سے نفرت
کرتے ہیں یعنی گنجا پن۔ حضور علیہ السلام نے

ان وَوَلَدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنَ
الْإِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا
وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى
الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْأَتِهِ فَقَالَ
رَجُلٌ مِسْكِينٌ قَدِ انْقَطَعَتْ لِيَ
الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ لِيَ
الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ
بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ
وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيرًا
أَتَبَلَّغُ بِهِ فِي سَفَرِي فَقَالَ الْحُقُوقُ
كَثِيرَةٌ فَقَالَ إِنَّهُ كَأَنِّي أَعْرِفُكَ أَلَمْ
تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذُرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا
فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ إِنَّمَا وَرِثْتُ
هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ
إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلَى
مَا كُنْتَ قَالَ وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِي
صُورَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا
وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَى هٰذَا
فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ
إِلَى مَا كُنْتَ وَأَتَى الْأَعْمَى فِي
صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ
مِسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ انْقَطَعَتْ
بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ

فرمایا: فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا
اس کا گنجاپن زائل ہو گیا اور خوبصورت بال
اسے عطا کیے گئے پھر فرشتہ نے اس سے
پوچھا تجھ کو کون سا مال پسند ہے اس نے کہا
گائیں۔ چنانچہ اس کو حاملہ گائیں عطا کر دی
گئیں اور فرشتہ نے اس کو دعا دی کہ خدا
تیرے اس مال میں برکت دے۔ حضور علیہ السلام
فرماتے ہیں کہ اس کے بعد فرشتہ اندھے
کے پاس گیا اور پوچھا تجھ کو کون سی چیز بہت
پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری
بینائی مجھ کو واپس کر دے تاکہ میں اپنی
آنکھوں سے لوگوں کو دیکھوں حضور علیہ السلام
فرماتے ہیں: فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر
ہاتھ پھیرا اور خدا نے اس کی بینائی اس کو
مرحمت فرما دی پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا
کس قسم کا مال تجھ کو پسند ہے؟ اس نے کہا
بکریاں چنانچہ اس کو زیادہ بچے دینے والی
بکریاں دے دی گئیں۔ پس ان تینوں کے
مال میں خدا نے برکت دی اور کوڑھی اور
گنجے کے اونٹوں اور گائیوں سے جنگل بھر
گئے اور اندھے کی بکریوں کے ریوڑ وادیوں
میں نظر آنے لگے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں
[illegible] فرشتہ کوڑھی کی صورت میں اس

لِیَ الْیَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْئَلُكَ بِالَّذِیْ رَدَّ عَلَیْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِیْ سَفَرِیْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ اَعْمٰی فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَخُذْمَا شِئْتَ وَدَعْ مَاشِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْیَوْمَ بِشَیْءٍ اَخَذْتَهُ لِلّٰهِ فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِیْتُمْ فَقَدْ رَضِیَ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰی صَاحِبَیْكَ ۔

(بخاری، مسلم)

کوڑھی کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ میرا وسیلہ سفر مفقود ہے اب منزل مقصود تک پہنچنا خدا کی مہربانی اور تیری مدد سے ہوسکتا ہے پس میں تجھ سے اس کی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھ کو اچھا رنگ اچھی جلد اور مال دیا ہے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچ جاؤں' کوڑھی نے اس کے جواب میں کہا میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں (اتنی گنجائش نہیں ہے کہ تیری کچھ مدد کر سکوں) فرشتے نے اس کے جواب میں کہا' میں گویا تجھ کو پہچانتا ہوں تو وہی کوڑھی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے اور تو فقیر تھا۔ خدا نے تجھے مال دیا۔ کوڑھی نے کہا یہ مال مجھ کو نسلاً بعد نسلٍ اپنے خاندان سے (وراثت میں) ملا ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو پھر ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا: پھر فرشتہ گنجے کی صورت میں اسی گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے جواب دیا تھا تو فرشتے نے کہا' اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مرد مسکین اور مسافر ہوں میرا سامانِ سفر جاتا رہا۔ پس اب منزلِ مقصود تک پہنچنا خدا کی عنایت سے پھر تیرے ذریعہ ممکن ہے تو میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھ کو دوبارہ بینائی بخشی ہے۔ ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اپنا سفر پورا کرلوں۔ اندھے نے یہ سن کر کہا: بے شک میں اندھا تھا خدا نے میری بینائی مجھ کو واپس بخشی پس تجھ کو جس قدر چاہیے لے جا اور جس قدر تیرا جی چاہے چھوڑ جا قسم ہے خدا کی آج میں تجھ کو تکلیف نہیں دوں گا اس چیز کو واپس کرنے کی جو

تو لے گا۔ فرشتے نے یہ سن کر کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ تم لوگوں کا امتحان لیا گیا تھا خدا تجھ سے راضی اور خوش ہوا، اور تیرے ساتھیوں سے خدائے تعالیٰ ناراض ہوا۔

بھیک مانگنا کیسا ہے؟

۱- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْئَالُ النَّاسَ حَتّٰى يَاْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُضْغَةُ لَحْمٍ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ آدمی ہمیشہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کی بوٹی نہ ہوگی یعنی نہایت بے آبرو ہو کر آئے گا۔

۲- عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَاْتِيْ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعُهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْأَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنی رسی لے اور لکڑیوں کا ایک گٹھا پیٹھ پر لاد کر لائے اور ان کو بیچے اور اللہ تعالیٰ بھیک مانگنے کی ذلت سے اس کے چہرے کو بچائے تو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ لوگوں سے بھیک مانگے اور وہ اس کو دیں یا نہ دیں۔ (بخاری)

۳- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم منبر پر تشریف فرما تھے۔ صدقہ کا اور بھیک مانگنے سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے

والا ہاتھ مانگنے والا۔ (بخاری مسلم)

۴- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلُ كُدُوْحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ فَمَنْ شَاءَ اَبْقٰى عَلٰى وَجْهِهٖ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهٗ اِلَّا اَنْ يَّسْئَالَ الرَّجُلُ ذَاسُلْطَانٍ اَوْفِيْ اَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ بھیک مانگنا ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی بھیک مانگ کر اپنے منہ کو نوچتا ہے تو جو چاہے اپنے منہ پر اس خراش کو نمایاں کرے اور جو چاہے اس سے اپنا چہرہ محفوظ رکھے۔ ہاں اگر آدمی صاحب سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اس سے چارہ کار نہ ہو تو جائز ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

۵- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَئَالَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْلِيَسْتَكْثِرْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے بھیک مانگتا ہے وہ گویا انگارے مانگتا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ بہت مانگے یا کم مانگے۔ (مسلم)

انتباہ

۱- آج کل بہت سے لوگوں نے بھیک مانگنا اپنا پیشہ بنالیا ہے' گھر میں ہزاروں روپے ہیں' ہل بیل والے ہیں کھیتی کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے حالانکہ ایسے لوگوں کو بھیک مانگنا حرام ہے۔ اور ان کو بھیک دینے والے گنہگار ہوتے ہیں۔ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

(پارہ ۶ رکوع ۵)

۲- ڈھول' ہارمونیم' سارنگی بجانے والوں اور گانے والوں کو بھیک دینا منع ہے' اشعۃ اللمعات جلد دوم ص ۳۰ میں ہے۔ ''نباید داد سائلے را کہ طبل زدہ بردر ہا می گردد

ومطرب راکہ از ہمہ افحش ست"۔

۳۔ آج کل اکثر لوگ اندھے، لولے لنگڑے اپاہج کو بھیک نہیں دیتے اور گانے والی، جوان نامحرم عورتوں سے گانا سنتے اور انہیں بھیک دیتے ہیں یہ سخت ناجائز اور حرام ہے۔

کتاب الصوم

روزہ

۱ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ ۔(بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب ماہِ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ۔

"کشادہ شدن درہائے آسمان کنایت ست از پیاپے فرستادن رحمت وصعود اعمال بے مانع واجابت دعا، وکشادہ شدن درہائے بہشت از بذل توفیق وحسن قبول، وبستہ شدن درہائے دوزخ از تنزیہہ نفوس روزہ داران از آلودگی فواحش وتخلص از بواعث معاصی وقمع شہوات ودر زنجیر کردن شیاطین از بستہ شدن طرف معاصی ووساوس۔ (اشعۃ اللمعات جلد دوم ص ۲۔)

یعنی آسمان کے دروازے کھول دیئے جانے کا مطلب ہے پے درپے رحمت کا بھیجا جانا اور بغیر کسی رکاوٹ کے بارگاہِ الٰہی میں اعمال کا پہنچنا اور دعا کا قبول ہونا اور جنت کے

دروازے کھول دیئے جانے کا معنی ہے نیک اعمال کی توفیق اور حسنِ قبول عطا فرمانا اور دوزخ کے دروازے بند کیے جانے کا مطلب ہے روزہ داروں کے نفوس کو ممنوعات شرعیہ کی آلودگی سے پاک کرنا اور گناہوں پر ابھارنے والی چیزوں سے نجات پانا اور دل سے لذتوں کے حصول کی خواہشات کا توڑنا اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیئے جانے کا معنی ہے بُرے خیالات کے راستوں کا بند ہو جانا۔

۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًاوَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًاوَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًاوَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے روزہ رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام یعنی عبادت کرے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی غرض سے شب قدر میں قیام کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری، مسلم)

۳ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَاكَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَّفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ یُنَادِیْ مُنَادٍیَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں (پھر رمضان بھر) ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے متوجہ ہو اور

النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ ۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

اے، برائی کا ارادہ رکھنے والے! برائی سے باز رہ اور اللہ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ہر رات ایسا ہوتا ہے۔

۴- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَّنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ ۔

(احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ رمضان آیا یہ برکت کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو طوق پہنائے جاتے ہیں۔ اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ بے شک محروم ہے۔

۵- عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِىِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَآاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَّنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام نے شعبان کے آخر میں وعظ فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا برکت والا مہینہ آیا۔ وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام کرنا (نماز پڑھنا) تطوع یعنی نفل قرار دیا ہے جو اس میں نیکی کا کوئی کام یعنی نفل عبادت کرے تو ایسا ہے جیسے اور مہینہ میں فرض ادا کیا۔ اور جس نے

كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ وَمَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلَ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُمَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِى اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْتَمْرَةٍ اَوْشَرْبَةٍ مِنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَّا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ ۔

(بیہقی)

ایک فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ غم خواری کا مہینہ ہے اور اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس میں روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن دوزخ سے آزاد کردی جائے گی اور اس میں افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی واقع ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے سیراب کریگا۔ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور اس کا درمیان حصہ مغفرت ہے اور اس کا آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اور جو اپنے غلام پر اس مہینہ میں تخفیف کرے یعنی کام لینے میں کمی کردے تو

اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمائے گا۔

٦- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ یُغْفَرُ لِاُمَّتِهٖ فِیْ اٰخِرِ لَیْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَهِیَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا یُوَفّٰی اَجْرُهٗ اِذَا قَضٰی عَمَلَهٗ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ رمضان کی اخیر رات میں اس امت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کیا گیا کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا نہیں، لیکن کام کرنے والوں کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے۔ جب وہ کام پورا کر لے۔ (احمد)

٧- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَرَعَهُ الْقَیْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَیْسَ عَلَیْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْیَقْضِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس شخص کو روزہ کی حالت میں خود بخود قے آجائے اس پر قضا واجب نہیں۔ اور جو قصداً قے کرے اس پر قضا واجب ہے۔ (ترمذی، ابوداود)

٨- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص (روزہ رکھ کر) بری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو خدائے تعالیٰ کو اس کی پروا نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ (بخاری)

اس حدیث شریف کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''ایں کنایت ست از عدم قبول یعنی مقصود از ایجاب صوم و شریعت آں ہمیں گرسنگی و تشنگی نیست بلکہ کسر شہوت و اطفائے نائرۂ نفسانیت است تا نفس از امارگی برآید و مطمئنہ گردد''۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ روزہ قبول نہ ہوگا اس لیے کہ روزہ کے مشروع اور واجب

کرنے کا مقصد یہی بھوک اور پیاس نہیں ہے بلکہ لذتوں کی خواہشات کا توڑنا اور خود غرضی کی آگ کو بجھانا مقصود ہے تاکہ نفس خواہشات کی جانب راغب ہونے کے بجائے حکم الٰہی پر چلنے والا ہو جائے۔ (اشعۃ اللمعات جلد دوم ص۔۸۵)

۹- عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ حَمُوْلَةٌ تَاْوِىْ اِلٰى شَبْعٍ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ اَدْرَكَهٗ۔

حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ایسی سواری ہو جو آرام سے منزل تک پہنچا دے تو اس کو چاہیے کہ روزہ رکھے جہاں بھی رمضان آجائے۔ (ابوداؤد)

۱۰- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْكَعْبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰى۔
(ابوداؤد ترمذی)

حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (شرعی) مسافر سے آدھی نماز معاف فرما دی (یعنی مسافر چار رکعت والی فرض نماز دو پڑھے) اور مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے روزہ معاف کر دیا (یعنی ان لوگوں کو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھیں بعد میں قضا کر لیں)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:
''افطار مرضع وحبلیٰ را بر تقدیرے است کہ اگر زیاں کند بچہ ریا نفس ایشارا (اشعۃ اللمعات جلد دوم ص ۹۴) یعنی دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت صرف اس صورت میں ہے کہ بچہ کو یا خود اس کو روزہ سے نقصان پہنچے (ورنہ رخصت نہیں ہے)۔

۱۱- عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِىِّ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے رمضان کا روزہ رکھا پھر اس کے بعد چھ

رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ ۔

روزے شوال کے رکھے تو اس نے گویا ہمیشہ روزہ رکھا۔ (مسلم)

۱۲- عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِیْ بَعْدَهٗ ۔ (مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مجھے خدائے تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے کا گناہ دور کر دے گا۔

واضح ہو کہ عرفہ کا روزہ میدان عرفات میں منع ہے۔ (بہار شریعت)

۱۳- عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ اَرْبَعٌ لَّمْ تَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامُ عَاشُوْرَآءَ وَالْعَشْرِ وَثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ ۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: چار چیزیں ہیں جنہیں حضور علیہ السلام نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشورہ کا روزہ ذی الحجہ کے روزے (ایک سے نو تک) ہر مہینہ کے تین روزے دو رکعتیں فجر کی فرض سے پہلے۔ (نسائی)

۱۴- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَاذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوذر! جب (کسی) مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا ہو تو تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو (روزہ) رکھو۔ (ترمذی نسائی)

انتباہ

۱- یکم شوال اور ۱۰/۱۱/۱۲ ذی الحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے

(طحطاوی ص ۳۸۷ درمختار ردالمختار ج ۲ ص ۸۶)

۲- احتلام ہو جانے یا ہمبستری کرنے کے بعد غسل نہ کیا اور اسی حالت میں پورا دن گزار دیا تو وہ نمازوں کے چھوڑ دینے کے سبب سخت گنہگار ہو گا مگر روزہ ادا ہو

جائے گا۔ بحر الرائق جلد دوم: ص ۲۷۳ میں ہے **لو اصبح جنبا لایضره کذافی المحیط** اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۱۸۷ میں ہے **من اصبح جنبا او احتلم فی النهار ولم یضره کذافی محیط السرخسی۔**

۳- مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو تو روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔ اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا کسی سنی مسلمان طبیب حاذق مستور الحال یعنی غیر فاسق نے اس کی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ، اور نہ اس قسم کے طبیب نے اسے بتایا بلکہ کسی کافر یا فاسق یا بدمذہب ڈاکٹر یا طبیب کے کہنے سے روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم آئے گا۔

(ردالمحتار جلد دوم: ص ۱۲۰، بہار شریعت)

۴- جو شخص رمضان میں بلا عذر علانیہ قصداً کھائے تو سلطان اسلام اسے قتل کر دے۔

(شامی، بہار شریعت)

۵- معتکف کے سوا دوسروں کو مسجدوں میں روزہ افطار کرنا کھانا، پینا جائز نہیں (درمختار۔ فتاویٰ رضویہ) لہٰذا دوسرے لوگ اگر مسجد میں افطار کرنا چاہتے ہیں تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائیں کچھ ذکر یا درود شریف پڑھنے کے بعد اب کھا پی سکتے ہیں مگر اس صورت میں بھی مسجد کا احترام ضروری ہے۔ آج کل بمبئی وغیرہ کی اکثر مساجد میں بلکہ بعض دیہاتوں میں بھی افطار کے وقت مسجدوں کی بڑی بے حرمتی کرتے ہیں جو ناجائز اور حرام ہے۔ امام اور متولیانِ مسجد کو اس امر پر توجہ کرنا ضروری ہے ورنہ قیامت کے دن ان سے سخت باز پرس ہوگی۔

رُؤیتِ ہلال

۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند نہ دیکھ لو افطار نہ کرو۔ اور

تُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْالَهٗ وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ .

(بخاری، مسلم)

اگر ابر یا غبار ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو (تیس دن کی) مقدار پوری کر لو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہینہ کبھی (انتیس) دن کا ہوتا ہے پس تم جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور اگر تمہارے سامنے ابر یا غبار ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کر لو۔

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ قول منجمین نا مقبول و نا معتبر ست در شرع و اعتماد برآں نہ تو اں کرد و آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اصحاب و اتباع رضی اللہ عنہم و سلف و خلف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بداں عمل نمودہ اند و اعتبار نہ کردہ اند یعنی شرع میں نجومیوں کا قول نامقبول و غیر معتبر ہے۔ اس پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ نیز سلف و خلف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے اس پر عمل نہیں کیا اور نہ اعتبار فرمایا۔

۲- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِيْنَ .

(بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس پوری کر لو۔

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَيْتُ الْهِلَالَ يَعْنِیْ هِلَالَ رَمَضَانَ فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ . قَالَ اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک اعرابی نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عرض کیا ہاں، فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قَالَ یَابِلَالُ اَذِّنْ فِی النَّاسِ اَنْ یَصُوْمُوْا غَدًا ۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”دریں حدیث دلیل ست بر آنکہ یک مرد مستور الحال یعنی آنکہ فسق او معلوم نہ باشد مقبول ست خبر وے در ماہ رمضان وشرط نیست لفظ شہادت۔ یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ایک مرد مستور الحال یعنی جس کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو اس کی خبر ماہ رمضان میں مقبول ہے لفظ شہادت کی شرط نہیں (اشعۃ اللمعات جلد دوم ص ۹۔)

انتباہ

۲- چاند کے ثبوت کی چند صورتیں ہیں۔

اوّل

چاند کی خبر۔ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو تو ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی خبر سے رمضان المبارک کا چاند ثابت ہو جائے گا اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں باوصاف مذکورہ ایک شخص کا آبادی سے باہر کھلے میدان میں یا بلند مکان مکان پر سے دیکھنا کافی ہے ورنہ ایک کثیر جماعت چاہے جو اپنی آنکھوں سے چاند کا دیکھنا بیان کرے بقایا گیارہ مہینوں کے چاند کے لئے مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں دو عادلوں کی گواہی ضروری ہے اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں اتنی بڑی جماعت درکار ہے جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً مشکل ہو۔ (درمختار مع ردالمحتار جلد دوم ص ۹۳) میں ہے۔ قبل بلا دعوی وبلا لفظ اشھد وحکم ومجلس قضاء للصوم مع علة کغم وغبار خبر عدل او مستور لا فاسق اتفاقًا ملخصًا ۔ پھر اسی کتاب کے ص ۹۵ پر ہے۔ قبل بلاعلة جمع عظیم یقع العلم الشرعی وھو غلبة الظن بخبر ھم ۔ وصحح فی الاقضیة الاکتفاء بواحدان جاء من خارج البلد او کان علی

مکان مرتفع واختارہ ظهیر الدین۔ اور بحر الرائق جلد دوم :ص ۲۶۹ میں ہے اما فی هلال الفطر والاضحی وغیرهما من الا هلة فانه لا یقبل فیها الاشهادة رجلین او رجل وامرأتین عدول احرار غیر محدودین کما فی سائر الاحکام۔

دوم

شہادۃ علی الشہادۃ' یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے جب کہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہان اصل میں سے ہر ایک کہے کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا۔ پھر ان گواہان فرع میں سے ہر ایک آکر یوں شہادت دے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ انہوں نے فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا۔ درمختار مع ردالمحتار جلد چہارم :ص ۴۰۹ میں ہے۔ الشهادة علی الشهادة مقبولة وان یذکر الفرع اسم الشاهد الاصل واسم ابیه وجده حتی لو ترك ذلك فللقاضی لا یقبل شهادتهما۔

سوم

شہادۃ علی القضا' یعنی کسی دوسرے شہر میں قاضی شرع یا مفتی کے سامنے چاند ہونے پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوتِ ہلال کا حکم دیا۔ اسی گواہی اور حکم کے وقت دو شاہد عادل دارالقضا میں موجود تھے۔ انہوں نے یہاں آکر مفتی کے سامنے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں مفتی کے پاس گواہیاں گزریں کہ فلاں ہلال کی رویت فلاں دن کی شام کو ہوئی ہے اور مفتی نے ان گواہیوں پر ثبوتِ ہلال فلاں روز کا حکم دیا اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ الامام المقری :ص ۶ اور فتح القدیر جلد دوم :ص ۲۴۹ میں ہے۔ لو شهد وا ان قاضی بلدة کذا شهد

عنده اثنان برؤیة الهلال فی لیلة کذا وقضی شهادتهما جاز لهذا القاضی ان یحکم بشهادتهما لان قضاء القاضی حجة وقد شهد وابه وکذافی شرح الکنز۔

چہارم

استفاضہ۔ یعنی جس اسلامی شہر میں مفتی اسلام مرجع عوام ومتبع الاحکام ہو کہ روزہ اور عیدین کے احکام اسی کے فتویٰ سے نافذ ہوتے ہوں۔ عوام خود عید ورمضان نہ ٹھہرا لیتے ہوں وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب بیک زبان خبر دیں کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھ کر روزہ ہوا یا عید کی گئی تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ لیکن صرف بازاری افواہ اڑ جائے اور کہنے والے کا پتہ نہ ہو۔ پوچھنے پر جواب ملے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں تو ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں نیز ایسا شہر کہ جہاں کوئی مفتی اسلام نہ ہو یا ہو مگر نا اہل ہو یا محقق اور معتمد ہو مگر وہاں کے عوام جب چاہتے ہیں عید ورمضان خود مقرر کر لیتے ہیں جیسا کہ آج کل عام طور پر ہو رہا ہے تو ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی قابل قبول نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم: ص ۵۵۳ اور جیسا کہ درمختار بحث رویت ہلال میں ہے۔ لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب مجتبیٰ وغیرہ اور شامی جلد دوم: ص ۹۷ پر ہے۔ قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان تاتی من تلك البلدة جماعات متعد دون کل منهم یخبر عن تلك البلدةانهم صاموا عن روية لا مجردا لشیوع من غیر علم بمن اشاعه کما قد تشیع اخبار یتحدث بها سائر اهل البلدة ولا یعلم من اشاعها کم وردان فی آخر الزمان یجلس الشیطان بین الجماعة فیتکلم بالکلمة فیتحدثون بها ویقولون لا ندری من قالها نمثل هذا الاینبغی ان یسمع فضلا عن ان یثبت به حکم ...... قلت وهو کلام حسن۔

پنجم

اکمالِ عدت یعنی جب ایک مہینہ کے تیس دن پورا ہو جائے تو دوسرے مہینہ کا چاند

ثابت ہو جائے گا لیکن اگر ایک گواہ کی شہادت پر رمضان کا چاند مان لیا گیا اور اس حساب سے تیس دن پورے ہو گئے مگر مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تو یہ اکمالِ عدت کافی نہیں بلکہ ایک روزہ اور رکھنا پڑھے گا۔ درمختار مع ردالمحتار جلد دوم :ص ۹۷ میں ہے۔ بعد صوم ثلثین بقول عدلین یحل الفطر وبقول عدل لا لکن نقل ابن الکمال عن الذخیرۃ ان غم ھلال الفطر حل اتفاقا ۔ ملخصا۔

۲- اگر چاند شرعی طریقہ سے ثابت ہو جائے تو اہل مغرب کا دیکھنا اہل مشرق کے لئے لازم ہو گا جیسا کہ فتاوٰی الامام الغزی :ص ۵ میں ہے۔ یلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب علٰی ما ھو ظاھر الروایۃ علیہ الفتوی کما فی فتح القدیر والخلاصۃ۔

۳-جنتری

سے چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہو گا۔ درمختار میں ہے لا عبرۃ بقول الموقتین ولو عدولا علی المذھب۔ اور شامی جلد دوم :ص ۹۴ پر ہے۔ لایعتبر قولھم بالاجماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسہ۔

۴-اخبار

سے بھی چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہو گا اس لئے کہ اخباری خبریں بسا اوقات گپ نکلتی ہیں اور اگر خبر صحیح ہو تو بھی بغیر ثبوت شرعی کے ہرگز قابل قبول نہیں فانھم لا یشھدوا بالرویۃ ولا علی شھادۃ غیر ھم وانما حکوا رویۃ غیر ھم کذافی فتح القدیر (ردالمحتار جلد دوم :ص ۹۷)

۵- خط سے بھی چاند کا ثبوت نہ ہو گا اس لئے کہ ایک تحریر دوسری تحریر سے مل جاتی ہے لہٰذا اس سے علم یقینی حاصل نہ ہو گا۔ درمختار میں ہے لا یعمل بالخط ہدایہ میں ہے ۔ الخط یشبہ الخط فلا یعتبر۔

۶-تار اور ٹیلیفون

بے اعتباری میں خط سے بڑھ کر ہیں اس لئے کہ خط میں کم از کم کاتب کے ہاتھ کی

علامت ہوتی ہے تار ٹیلیفون میں وہ بھی مفقود۔ نیز جب گواہ پردے کے پیچھے ہوتا ہے تو گواہی معتبر نہیں ہوتی اس لئے کہ ایک آواز سے دوسری آواز مل جاتی ہے تو تار اور ٹیلی فون کے ذریعے گواہی کیسے معتبر ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم مصری: ص ۳۵۷ میں ہے **لو سمع من وراء الحجاب لا یسعه ان یشهد لا حتمال ان یکون غیره اذا النغمة تشبه النغمة۔**

۷- ریڈیو اور ٹیلیویژن

میں تار و ٹیلیفون سے زیادہ دشواریاں ہیں اس لئے کہ تار و ٹیلیفون پر سوال و جواب بھی کر سکتے ہیں مگر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

غرضیکہ یہ نئے آلات خبر پہنچانے میں تو کام آ سکتے ہیں لیکن شہادتوں میں معتبر نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ خط، تار، ٹیلی فون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبروں پر کچہریوں کے مقدموں کا فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ گواہوں کو حاضر ہو کر گواہی دینی پڑتی ہے پھر فیصلہ ہوتا ہے۔

تعجب ہے جب دنیوی جھگڑوں میں موجود کچہری کا قانون ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ گواہی ماننے کو تیار نہیں تو پھر دینی امور میں شریعت کا قانون ان کے ذریعہ گواہی کیوں کر مان سکتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی اوپر گزر چکا ہے کہ **فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِیْنَ** ۔یعنی اگر چاند مشتبہ ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔ (بخاری، مسلم) مگر افسوس کہ موجودہ زمانہ کے بہت سے مسلمان کہ ان میں اکثر بے نمازی و بے روزہ دار ہوتے ہیں، ٹیلفون اور ریڈیو وغیرہ کی خبر پر ایک ہنگامہ کھڑا کر کے قیامت برپا کر دیتے ہیں۔

خدائے تعالیٰ ان ناسمجھ مسلمان کو اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشادِ گرامی پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ **اٰمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوات اللّٰہ تعالٰی وسلامہٗ علیہ وعلیہم اجمعین۔**

۸- جہاں سلطانِ اسلام اور قاضی شرع کوئی نہ ہو تو شہر کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ مفتی اس کا قائم مقام ہے اور جہاں کوئی مفتی نہ ہو تو عامہ مؤمنین کے سامنے چاند

کی گواہی دی جائے (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۵۴۸) اور حدیقۂ ندیہ میں ہے اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور مؤکلة الی العلماء ویلزم الامة المرجوع الیهم ویصیرون ولاة فاذا عسر جمعهم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائه فان کثروا فالمتبع اعلمهم فان استووا اقرع بینهم۔ یعنی جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملات شرعیہ میں کفایت کر سکے تو سب شرعی کام علماء کے سپرد ہوں گے اور تمام معاملات شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کرنا مسلمانوں پر لازم ہو گا۔ وہی علماء قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے۔ پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کی اتباع کریں۔ پھر اگر ضلع میں عالم بہت زیادہ ہوں تو جو ان میں سب سے زیادہ احکام شرع جانتا ہو اس کی پیروی ہو گی اور اگر علم میں برابر ہوں تو ان میں قرعہ ڈالا جائے گا۔

۹- بے نمازی یا نماز پڑھتا ہو مگر ترک جماعت کا عادی ہو ڈاڑھی منڈے ڈاڑھی کترواکر ایک مشت سے کم رکھنے والے یہ سب فاسق معلن ہیں ان کی گواہی شرعاً معتبر نہیں۔ یونہی کافر، بدمذہب، مجنوں، نابالغ کی گواہی بھی شرع کے نزدیک قابل اعتبار نہیں (عامہ کتب)

۱۰- چاند دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لئے ہو (بہار شریعت پنجم ص ۶۸) اور جیسا کہ درمختار میں ہے اذا راؤا الہلال یکرہ ان یشیر والیہ۔ یعنی چاند دیکھ کر اس کی جانب اشارہ کرنا مکروہ ہے۔ اور (فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص ۱۸۴) میں ہے۔ تکرہ الاشارة عند رؤية الهلال كذافی الظهيرية۔ یعنی چاند دیکھ کر اشارہ کرنا مکروہ ہے۔ ایسا ہی ظہیریہ میں ہے۔

۱۱- مسلمانوں کو اپنے معاملات میں عربی اسلامی تاریخ و سنہ کا اعتبار کرنا واجب ہے دوسری تاریخ و سنہ کا اعتبار کرنا جائز نہیں جیسا کہ تفسیر کبیر جلد چہارم ص ۴۴۵ میں ہے۔ قال اهل العلم الواجب علی المسلمین بحکم هذه الاية ان یعتبروا فی

---

[1] ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا (پارہ ۱۰ رکوع ۱۱)

بیوعهم ومددد یونهم واحوال زکوتهم وسائر احکامهم السنة العربية بالاهلة ولا يجوز لهم اعتبار السنة العجمية والرومية۔

شب قدر

۱ – عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَ كُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حَرَمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَ هَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: یہ مہینہ تم میں آیا ہے اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے تو جو شخص اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم رکھا جاتا اس کی بھلائیوں سے مگر وہ جو بالکل بے نصیب ہو۔ (ابن ماجہ)

۲ – عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِى الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو۔

(بخاری)

۳ – عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَىَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِىْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو میں اس میں کیا کروں! آپ نے فرمایا: یہ دعا پڑھو: **اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی**۔ (یعنی اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے معاف کرنا تجھے پسند ہے تو مجھے معاف فرمادے)

۴- عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِىْ غَيْرِهٖ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور علیہ الصلوۃ والسلام جس قدر رمضان کے آخری عشرہ میں (طاعت وعبادت کیلئے) کوشش فرماتے تھے اتنی کسی دوسرے عشرہ میں نہ فرماتے تھے۔ (مسلم)

۵- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِى كُبْكُبَةٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَا كَانَ يَوْمَ عِيْدِهِمْ يَعْنِىْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلَائِكَتَهٗ فَقَالَ يَا مَلَائِكَتِىْ مَا جَزَآءُ اَجِيْرٍ وَّفّٰى عَمَلَهٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَاءُهٗ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرُهٗ قَالَ مَلَائِكَتِىْ عَبِيْدِىْ وَاِمَآئِىْ قَضَوْا فَرِيْضَتِىْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعُجُّوْنَ اِلَى الدُّعَآءِ وَعِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ وَكَرَمِىْ وَعُلُوِّىْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِىْ لَاُجِيْبَنَّهُمْ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ. (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا: جب شب قدر آتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر اس بندہ کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر خدائے تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے پھر جب انہیں عید الفطر کا دن نصیب ہوتا ہے تو خدائے تعالیٰ اپنے ان بندوں پر اپنے فرشتوں کے سامنے اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کر دے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے میرے پروردگار! اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کو پورا معاوضہ دیا جائے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور میری لونڈیوں نے (میرے مقرر کیے ہوئے) فرض کو ادا کر دیا اب وہ گھروں سے دعا کے

لئے عید گاہ کی طرف نکلے ہیں۔ قسم ہے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنی بخشش و رحمت اپنی عظمت شان اور اپنی رفعت مکان کی کہ میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے "اے میرے بندو! اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پس مسلمان واپس ہوتے ہیں۔ عید گاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

٦ - عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب رمضان کا آخری عشرہ آتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے (یعنی عبادت میں بہت کوشش فرماتے) راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شَدَّ مِيْزَرَهٗ کے تحت فرماتے ہیں۔

"کنایت ست از اجتہاد در عبادات زیادہ بر عادت یا کنایت از گوشہ گرفتن از زناں۔

(اشعۃ اللمعات جلد دوم: ص ۱۱۵)

انتباہ

۱- بعض جگہ شب قدر میں عشا کی نماز کے لئے سات بار اذان کہتے ہیں یہ بے اصل ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

اعتکاف

۱- عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ (اسی طریقے پر) وصال فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

۲- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَلَمْ یَعْتَکِفْ عَامًا فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف فرمایا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''اعتکاف در ظاہر مذہب حنفیہ سنت مؤکدہ است از جہت مواظبت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم برآں تا آنکہ گذشت ازیں عالم۔ (اشعۃ اللمعات جلد دوم، ص ۱۱۸) یعنی ظاہر مذہب حنفیہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

انتباہ

۱- اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب کہ اعتکاف کی منت مانی مثلاً یوں کہا کہ میرا بچہ تندرست ہوگیا تو میں تین دن اعتکاف کروں گا تو بچہ کے تندرست ہونے پر روزہ کے ساتھ تین دن کا اعتکاف واجب ہوگا۔ سنت مؤکدہ کہ بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ہو اور تیسویں رمضان کو غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے۔ یعنی اگر سب لوگ ترک کریں تو سب سے

مطالبہ ہوگا اور ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ ہو گئے۔ ان دونوں کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل: ص ۱۹۷ میں ہے۔ ینقسم الی واجب وھو المنذور تنجیزًا او تعلیقاً والی سنة موکدة وھو فی العشر الاخیر من رمضان والی مستحب وھو ماسواھما ھکذا فی فتح القدیر۔

۲- اعتکاف کرنے والا دنیوی بات نہ کرے، قرآن مجید کی تلاوت کرے، حدیث شریف پڑھے اور درود شریف کی کثرت کرے۔ علم دین پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام کی سیرت کی کتابیں پڑھے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۱۹۸ میں ہے۔ لایتکلم الابخیر ویلازم التلاوة والحدیث والعلم وتدریسه وسیر النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم والانبیاء علیهم السلام واخبار الصالحین کذافی فتح القدیر (ملخصًا)

مستحب اعتکاف کی آسان صورت یہ ہے کہ جب بھی مسجد میں داخل ہوں تو دروازہ پر دخولِ مسجد کی نیت کے ساتھ اعتکاف کی بھی نیت کرلیں جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا بھی ثواب ملے گا۔ نیت کے الفاظ یہ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ دَخَلْتُ وَعَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَنَوَیْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِکَافِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کی برکت کے ساتھ میں داخل ہوا اور اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی۔ بارالہا! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

تلاوتِ قرآن مجید

۱- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم میں بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔

(بخاری)

۲- عَنْ مَعَاذِ بْنِ الْجُهَنِیِّ قَالَ قَالَ

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَاظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا ۔

(احمد)

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص قرآن کو پڑھے اور اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں اور باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ اس کی روشنی دنیا کے سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی جب کہ سورج کو اتنا قریب فرض کرلیا جائے کہ گویا تمہارے گھروں میں اتر آیا ہے پھر تم سمجھ سکتے ہو کہ جب ماں باپ کا یہ مرتبہ ہوگا تو اس شخص کا کیا درجہ ہوگا جس نے قرآن کریم پر عمل کیا۔

۳۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيْمٌ حَرْفٌ ۔

(ترمذی، دارمی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھے تو اس کو ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔ میں الم کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

قرآن میں کل ۳۲۱۲۶۷ حروف ہیں تو پورے قرآن کی تلاوت سے ۳۲۱۲۶۷۰ نیکیاں ملیں گی۔

۴۔ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَّقْرَءُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَاِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب ایک جانب دو رسیوں سے گھوڑا بندھا ہوا تھا اس گھوڑے پر ایک ابر چھا گیا اور گھوڑے سے قریب ہوا پھر اور قریب ہوا۔ اور گھوڑے نے

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ تِلْکَ السَّکِیْنَۃُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ۔

(بخاری، مسلم)

اس کو دیکھ کر اچھلنا کودنا شروع کیا جب صبح ہوئی تو اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا یہ سکینہ یعنی رحمت تھی جو قرآن پڑھنے کے سبب نازل ہوئی۔

۵- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ قَالَ بَیْنَمَا ھُوَ یَقْرَاُ مِنَ اللَّیْلِ سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ وَفَرَسُہٗ مَرْبُوْطَۃٌ عِنْدَہٗ اِذَا جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَکَتَ فَسَکَنَتْ فَقَرَاَ فَجَالَتْ فَسَکَتَ فَسَکَنَتْ ثُمَّ قَرَاَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَکَانَ ابْنُہٗ یَحْیٰی قَرِیْبًا مِّنْھَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِیْبَہٗ وَلَمَّا اَخَّرَہٗ رَفَعَ رَاْسَہٗ اِلَی السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّۃِ فِیْھَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِقْرَاْ یَا بْنَ حُضَیْرٍ اِقْرَاْ یَا بْنَ حُضَیْرٍ قَالَ فَاَشْفَقْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ تَطَاَ یَحْیٰی وَکَانَ مِنْھَا قَرِیْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَیْہِ وَرَفَعْتُ رَاْسِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّۃِ فِیْھَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰی لَا اَرَاھَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر نے بیان کیا ہے کہ میں رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہا تھا اور میرا گھوڑا میرے پاس بندھا ہوا تھا یکایک گھوڑا کودنے اچھلنے لگا میں پڑھتے پڑھتے خاموش ہو گیا تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا میں نے پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑا پھر اسی طرح اچھلنے کودنے لگا آخر میں نے پڑھنا بند کر دیا اور میرا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو تکلیف نہ پہنچا دے۔ اس خیال سے یحییٰ کو ہٹا کر جب آسمان کی طرف سر اٹھایا تو اچانک دیکھا کہ کوئی چیز سائبان کی طرح ہے جس میں چراغوں جیسی چمکتی ہوئی چیزیں ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اس واقعہ کو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیان کیا آپ نے فرمایا اے ابن حضیر! تلاوت کرتے رہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا بیٹا یحییٰ قریب تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو کچل نہ دے۔ اس لئے میں یحییٰ کی طرف چلا گیا

قَالَ اَتَدْرِی مَا ذَالِكَ قَالَ لاَ قَالَ تِلْكَ الْمَلٰئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لاَصْبَحْتَ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لاَ تَتَوَارٰى مِنْهُمْ ۔

(بخاری، مسلم)

اور آسمان کی طرف سر اٹھایا تو کوئی چیز سائبان کی طرح نظر آئی جس میں چراغوں کی طرح چیزیں تھیں۔ پھر میں نے باہر نکل کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم جانتے ہو وہ کیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں، آپ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تیری قرأت کو سننے آئے تھے اگر تو برابر پڑھتا رہتا تو صبح کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور فرشتے ان کی نظروں سے نہ چھپتے۔

۶ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ كَيْفَ تَقْرَأُ فِى الصَّلٰوةِ فَقَرَأَ اُمَّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ مَآ اُنْزِلَتْ فِى التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَلَا فِى الزَّبُوْرِ وَلاَ فِى الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا ۔

(ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ انہوں نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ توراۃ انجیل اور زبور (یہاں تک کہ) قرآن میں اس کے مثل (کوئی دوسری سورۃ) نہیں نازل ہوئی۔

۷ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَىْءٍ قَلْبًا وَّقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ وَمَنْ قَرَأَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشَرَ مَرَّاتٍ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہر چیز کا دل ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے۔ پس جو شخص سورۂ یٰس کو پڑھے اس کے لئے دس قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی، دارمی)

۹ - عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِيِّ

حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ یٰسٓ ابْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ فَاقْرَأُوْھَا عِنْدَ مَوْتَاکُمْ ۔

ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس شخص نے محض خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سورۂ یٰسٓ کو پڑھا تو اس کے اگلے گناہ معاف کیے جاتے ہیں تو اس سورہ کو تم لوگ اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو۔ (بیہقی)

۱۰- عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ عُرُوْسٌ وَّعُرُوْسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر چیز کی ایک زینت ہے اور قرآن پاک کی زینت سورۂ رحمٰن ہے۔ (بیہقی)

۱۱- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّقْرَأَ فِیْ لَیْلَۃٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا وَکَیْفَ یُقْرَأُ ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یَّعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنَ ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص رات کے وقت تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! تہائی قرآن کیسے پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا (پوری سورہ) قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم، بخاری)

۱۲- عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَاھَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: قرآن کے ساتھ اعتنا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اپنی رسی سے اونٹ نکل جانے کی بہ نسبت قرآن سینہ سے جلد نکل جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۱۳- عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عُبَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

حضرت سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص قرآن مجید پڑھے اور پھر

وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِیءٍ یَّقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ یَنْسَاہُ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَجْذَمَ۔

اس کو بھول جائے وہ قیامت کے دن خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے اعضا جذام[1] کے سبب گل گئے ہوں گے۔(ابوداؤد، دارمی)

انتباہ

۱- بیرونِ نماز کسی سورت کے شروع سے تلاوت کی ابتدا کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھنا مستحب اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا سنت ہے اور درمیان سورت سے تلاوت کی ابتدا کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا مستحب ہے۔

(بہارِ شریعت)

۲- سورۂ توبہ کی ابتداء میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھنے کا نیا طریقہ جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے بے اصل ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ سورۂ توبہ کے کسی حصہ سے تلاوت کی ابتدا کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ نہ پڑھے یہ محض غلط ہے۔(بہارِ شریعت جلد سوم ص ۳۰۹)

۳- بعض جگہ لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ سے خارج نماز تلاوت کی ابتدا کرتے ہیں مگر اس کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ نہیں پڑھتے حالانکہ اس آیت کے شروع میں اَعُوْذُ.......اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا مستحب ہے اسی طرح قُلْ میں پنج آیت پڑھتے وقت وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یا اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ یا مَا کَانَ مُحَمَّدٌ سے تلاوت کی ابتدا کرتے ہیں تو تعوذ و تسمیہ نہیں پڑھتے ایسا ہرگز نہ چاہیے۔

۴- مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے قرآن مجید پڑھیں تو یہ حرام ہے۔ اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں (بہارِ شریعت جلد سوم ص ۳۱۰) اور درمختار مع ردالمحتار جلد اول: ۳۸۳ میں ہے۔ یجب الاستماع للقرائۃ مطلقالان العبرۃ لعموم اللفظ۔

۵- پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرضِ کفایہ ہے اور سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی

[1] مرد یکہ بفقدانے او بعلت جذام کہ علتے مشہور ست (اشعۃ ج ۲ ص ۱۵۳)

سورت یا اس کی مثل مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا واجب عین ہے (بہار شریعت جلد سوم ص ۳۰۵) اور در مختار میں ہے۔ حفظ جمیع القرآن فرض کفایة وحفظ فاتحة الکتاب وسورة واجب علیٰ کل مسلم۔ (ملخصاً)

۶- ث س ش ص - ت ط - ذ ز ض ظ - ا ء ع - ح ہ - ق ک - د ض - ج ز ان حرفوں میں صحیح امتیاز رکھیں ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی۔ (بہار شریعت)

۷- جو لوگ ح - ط - ع - ص وغیرہ کے صحیح تلفظ پر قدرت نہ رکھتے ہوں انہیں لازم ہے کہ تصحیح حروف کے لئے حتی الامکان کوشش جاری رکھیں ورنہ نماز نہ ہوگی جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم: ص ۹۵ اور شامی جلد اوّل: ص ۴۰۹ میں ہے من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف کالرحمن الرحیم والشیطان الرجیم، وایاك نستئین، السراط، انامت فکل ذلك حکمه ما مر من بذل الجهد دائما والا فلا تصح الصلوٰة به (ملخصا)

۸- دیہاتوں میں مکتب کے اکثر مدرسین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ پورے قرآن میں ذ ز ظ کو ج - ق کو ک - ش کو س اور غ کو گ پڑھاتے ہیں یہ سخت گناہ ہے اور بعض تو بلاوضو قرآن مجید کو ہاتھ لگاتے ہیں جو سخت ناجائز وحرام ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ لا یمسه الا المطهرون (پارہ ۲۷۔ سورہ واقعہ)

۹- آج کل حافظ اس طرح قرآن مجید پڑھتے ہیں کہ یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کسی لفظ کا پتہ نہیں چلتا نہ تصحیح حروف ہوتی ہے بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر فخر ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے حالانکہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا سخت حرام ہے۔ (بہار شریعت جلد سوم: ص ۳۰۶)

۱۰- اوقات مکروہ یعنی طلوع وغروب کے وقت اور دوپہر میں تلاوت قرآن مجید بلا کراہت جائز ہے لیکن نہ کرے تو بہتر ہے۔ بہارِ شریعت جلد سوم: ص ۲۳۰ میں ہے۔ ان اوقات میں تلاوت قرآن مجید بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف

میں مشغول رہے۔ اور بحر الرائق جلد اوّل: ص ۲۵۱ میں البغیہ کا یہ قول الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاوقات التی تکرہ فیھا الصلوٰۃ والدعا والتسبیح افضل من قراۃ القران نقل کر کے لکھتے ہیں۔ ولعلہ لان القرآن رکن الصلوٰۃ وھی مکروھۃ فالا ولیٰ ترک ماکان رکنا لھا اور ردالمحتار جلد اوّل: ص ۲۶۲ میں صاحب بحر کے قول فالا ولی کے تحت ہے۔ فالا ولی ای فالا فضل لیوافق کلام البغیۃ فان مفادہ انہ لا کراھۃ اصلالان ترک الفاضل لاکراھۃ فیہ۔

مغزِ قرآں، جانِ ایماں، روحِ دیں — ہست حب رحمۃ للعالمیں

کتاب الحج

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَقَامَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ اَفِيْ كُلِّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْا بِهَا وَلَمْ يَسْتَطِيْعُوْا وَالْحَجُّ مَرَّةٌ فَمَنْ زَادَ فَتَطَوُّعٌ ۔ (احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اے لوگو! خدا نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ فرمایا اگر میں ہاں کر دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے گا اور اگر ہر سال فرض ہو جائے تو تم اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے حج پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے اور جو شخص اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعیہ پر اختیار کلی رکھتے ہیں کہ اگر چاہتے تو ہر سال حج کرنا فرض فرما دیتے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص حج کا ارادہ

وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَا لْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ ۔

کرے تو پھر جلد اس کو پورا کرے۔

(ابوداؤد' دارمی)

۳- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ[1] وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةَ ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حج اور عمرہ کو یکے بعد دیگرے ادا کرو (یعنی قران کا احرام باندھو یا بالفعل دونوں کو متصلاً کرو) اس لئے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے چاندی اور سونے کی میل کو دور کر دیتی ہے اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنت ہے۔ (ترمذی' نسائی)

۴- عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا اَوْمُعْتَمِرًا اَوْغَازِيًا ثُمَّ مَاتَ فِي طَرِيْقِهٖ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَالْغَازِيْ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادہ سے نکلا اور پھر راستہ ہی میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ہمیشہ کے لئے مجاہد' حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھ دیتا ہے۔

(بیہقی' مشکوٰۃ)

۵- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

۶- عَنْ اَبِيْ رَزِيْنِ نِ الْعُقَيْلِي اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا بوڑھا باپ

---

[1] هو يحتمل الفقر الظاهر بحصول غنى اليد و الفقر الباطن بحصول غنى القلب (مرقاة)

شَیۡخٌ کَبِیۡرٌ لَا یَسۡتَطِیۡعُ الۡحَجَّ وَلَا الۡعُمۡرَةَ وَلَا الظَّعۡنَ قَالَ حُجَّ عَنۡ اَبِیۡكَ وَاعۡتَمِرۡ ۔

اتنا کمزور ہے کہ حج وعمرہ کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ سواری پر سفر کرنے کی اس میں قوت ہے آپ نے فرمایا تو اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کر لے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

۷- عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَی رَجُلُ نِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخۡتِیۡ نَذَرَتۡ اَنۡ تَحُجَّ وَاِنَّهَا مَاتَتۡ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ لَوۡ کَانَ عَلَیۡهَا دَیۡنٌ اَکُنۡتَ قَاضِیَهٗ قَالَ نَعَمۡ قَالَ فَاقۡضِ دَیۡنَ اللّٰهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِالۡقَضَآءِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا: میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی (اور نذر پوری کرنے سے پہلے) وہ مر گئی۔ آپ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا اس کو ادا کرتا؟ اس نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا: تو پھر خدائے تعالیٰ کا قرض بھی ادا کر کیونکہ کہ اس کا ادا کرنا زیادہ ضروری ہے۔ (بخاری مسلم)

۸- عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرَنَّ اِمۡرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مُحۡرَمٌ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عورت بغیر محرم کے ہرگز سفر نہ کرے (چاہے وہ حج ہی کا سفر کیوں نہ ہو)۔ (بخاری، مسلم)

۹- عَنۡ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ مَّلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰی بَیۡتِ اللّٰهِ وَلَمۡ یَحُجَّ فَلَا عَلَیۡهِ اَنۡ یَّمُوۡتَ یَهُوۡدِیًّا اَوۡ نَصۡرَانِیًّا وَّذٰلِكَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوۡلُ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡهِ سَبِیۡلًا ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص زادِ راہ اور بیت اللہ شریف تک پہنچا دینے والی سواری کے مصارف کا مالک ہو اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کوئی فرق نہیں اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وللّٰه علی الناس حج البیت من استطاع الیه

سبیلاً ۔ یعنی خدائے تعالیٰ کے لئے بیت اللہ (پارہ ۴، رکوع ۱)
کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جب کہ حج کے
تمام ضروری مصارف کا مالک ہو۔ (ترمذی)

انتباہ

۱- دکھاوے کے لئے حج کرنا اور مالِ حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔
(درمختار، ردالمحتار، بہارِ شریعت: ص ۷۱۹)

۲- حج کرنے کے لئے بھی تصویر اور فوٹو کھنچانا جائز نہیں خواہ حج فرض ہو یا نفل۔ اس لئے کہ گناہ سے بچنا کسی نیکی کے اکتساب سے اہم و اعظم ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم: ص ۲۹۷ پر اشباہ سے ہے۔

اعتناء الشرع بالمنہیات اشدمن اعتنائہ بالمامورات۔

۳- عورت کو مکہ شریف تک جانے میں تین روز یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا ضروری ہے خواہ وہ جوان عورت ہو یا بوڑھی۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے کہ جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔ خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے باپ، بیٹا اور بھائی وغیرہ یا دودھ کے رشتے سے نکاح کی حرمت ہو جیسے رضاعی بھائی باپ بیٹا وغیرہ یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی ہو جیسے خسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ۔
(بہارِ شریعت)

۴- شوہر یا محرم جس کے ساتھ عورت سفر کرسکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔ مجنوں یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں جاسکتی۔ (عالمگیری، درمختار، بہارِ شریعت)

۵- عورت کو بغیر محرم یا شوہر کے حج کے لئے جانا حرام ہے اگر حج کرے گی تو ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم: ص ۶۹۱) بعض عورتیں بغیر محرم اپنے پیر یا کسی بوڑھے آدمی کے ساتھ حج کو جاتی ہیں یہ بھی ناجائز و حرام ہے۔

۶- عورت کے ساتھ شوہر اور محرم نہ ہو تو اس پر واجب نہیں کہ حج پر جانے کے لئے نکاح کرے۔ (بہارِ شریعت)

۷۔ اگر حج کے مصارف کا مالک ہو اور احباب کے لئے تحفہ وتحائف لانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تب بھی حج کو جانا فرض ہے۔ اس کی وجہ سے حج نہ کرنا حرام ہے۔

(بہار شریعت)

۸۔ سرکار اقدس ﷺ کے روضۂ انور کی حاضری اور بیت اللہ شریف نیز دیگر مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے بعد حاجیوں کو چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے عزیز واقارب میں مذہبی رنگ پیدا کرتے۔ مگر افسوس کہ ایسا کرنے کے بجائے وہاں سے ریڈیو لا کر اپنے عزیز واقارب کو دیتے ہیں جس سے وہ اکثر اوقات گانا بجانا سن کر گناہ کماتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی ریڈیو لانے والے حاجی کا نامۂ اعمال بھی سیاہ ہوتا رہتا ہے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (پارہ ۶، رکوع ۵)

۹۔ جس نے پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کیا اور اس میں لڑائی جھگڑا نیز ہر قسم کے گناہ ونافرمانی سے بچا پھر حج کے بعد فوراً مر گیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق اللہ یا حقوق العباد اس کے ذمے تھے انہیں ادا کرتا یا ادا کرنے کی فکر کرتا تو حج قبول ہونے کی صورت میں امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام حقوق کو معاف فرما دے اور حقوق العباد کو اپنے ذمۂ کرم پر لے کر حق والوں کو قیامت کے دن راضی کرے اور خصوصیت سے نجات بخشے۔ (اعجب الامداد للامام احمد رضا)

اور اگر حج کے بعد زندہ رہا اور حتی الامکان حقوق کا تدارک کر لیا یعنی سالہائے گزشتہ کی باقی زکوٰۃ ادا کر دی چھوٹی ہوئی نماز اور روزہ کی قضا کی، جس کا حق مار لیا تھا اس کو یا مرنے کے بعد اس کے وارثین کو دے دیا، جسے تکلیف پہنچائی تھی معاف کرا لیا جو صاحب حق نہ رہا اس کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے ادا کرتے کرتے کچھ رہ گیا تو موت کے وقت اپنے مال میں سے ان کی ادائیگی کی وصیت کر گیا۔ خلاصہ یہ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے چھٹکارے کی ہر ممکن کوشش کی تو اس کے لئے بخشش کی اور زیادہ امید ہے۔ (اعجب الامداد)

ہاں اگر حج کے بعد قدرت ہونے کے باوجود ان امور سے غفلت برتی انہیں ادا نہ کیا تو یہ سب گناہ ازسرِ نو اس کے ذمہ ہوں گے اس لئے کہ حقوق اللہ وحقوق العباد تو باقی ہی تھے ان کی ادائیگی میں تاخیر کرنا پھر تازہ گناہ ہوا جس کے ازالہ کے لئے وہ حج کافی نہ ہوگا اس لیے کہ حج گزرے گناہوں یعنی وقت پر نماز روزہ وغیرہ ادا نہ کرنے کی تقصیر کو دھوتا ہے۔ حج سے قضا شدہ نماز اور روزہ ہرگز نہیں معاف[1] ہوتے اور نہ آئندہ کے لئے پروانۂ آزادی ملتا ہے بلکہ مقبول حج کی نشانی ہی یہ ہے کہ حاجی پہلے سے اچھا ہو کر واپس ہو۔ (اعجب الامداد)

آج کل بہت سے حضرات برسہا برس حقوق اللہ یعنی نماز روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ نہیں ادا کرتے نیز حقوق العباد کی کچھ پرواہ نہیں کرتے، کسی کو قتل کرتے ہیں، کسی کی زمین غصب کر لیتے ہیں، کسی کا مال چراتے ہیں، کسی کا روپیہ لے لیتے ہیں اور کسی کو ستاتے ہیں پھر حج کر آتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے سب گناہ معاف ہو گئے نہ اب چھوٹی ہوئی قضا نمازیں پڑھنی ہیں نہ بندوں کے حقوق معاف کرانا ہیں یہ ان کی سخت غلط فہمی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ یہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کما حقہٗ ادا کریں۔ آمِیْنَ بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلٰوتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

---

1. ردالمحتار جلد دوم ص ۲۶۱ میں اس مسئلہ پر بحث کے بعد فرمایا کہ والحاصل ان تاخیر الدین وغیرہ وتاخیر نحو الصلٰوۃ والزکٰوۃ من حقوقہ تعالٰی فیسقط اثم التاخیر فقط عما معنی دون الاصل و دون التاخیر المستقبل قال فی البحر فلیس معنی التکفیر کما یتوھمہ کثیر من الناس ان الدین فیسقط عنہ وکذا قضاء الصلٰوۃ والصوم والزکٰوۃ اذا لم یقل احد بذٰلك - پھر ص ۲۶۲ پر فرمایا والحاصل کما فی البحر ان مسئلہ انطنیۃ فلا یقطع تکفیر الحج للکبائر من حقوقہ تعالٰی فضلا عن حقوق العباد ... ۔

2. اشعۃ اللمعات جلد دوم ص ۳۰۲ میں ہے۔ گفتہ اند نشان حج مبرور آن ست کہ بہتر از انکہ رفتہ است [illegible] باز آید راغب در آخرت و زاہد در دنیا و معاصی عود نہ کند ۱۲ منہ

مدینہ طیبہ کی حاضری

۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ (دار قطنی، بیہقی)

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُہٗ حَاجَۃً اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو میری زیارت کے لئے آیا سوائے میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَۃَ حَبِیْبِكَ الْمُصْطَفٰی وَنَبِیِّكَ الْمُجْتَبٰی عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ۔

اے اللہ! اپنے حبیب مصطفیٰ و نبی مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شفاعت ہمیں عطا فرما۔ ۱۲ منہ

۳- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات (دنیوی) میں زیارت سے مشرف ہوا۔ (دار قطنی، طبرانی)

انتباہ

۱- زیارت اقدس قریب بواجب ہے۔ فتاویٰ رضویہ۔ (بہار شریعت)

۲- حج کے لئے جانا اور سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت نہ کرنا بدبختی کی علامت ہے۔

انبیائے کرام زندہ ہیں

۳- عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُّرْزَقُ ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔ لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ رزق دیے جاتے ہیں۔

(رواہ ابن ماجہ' مشکوٰۃ: ص ۱۲۱)

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ''پیغمبر خدا زندہ است بہ حقیقت حیات دنیاوی'' یعنی خدائے تعالیٰ کے نبی دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد اوّل ۵۸۶)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمتہ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ لَافَرْقَ لَهُمْ فِی الْحَالَیْنِ وَلِذَاقِیْلَ اَوْلِیَآءُ اللّٰهِ لَایَمُوْتُوْنَ وَلٰكِنْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ ۔ یعنی انبیائے کرام کی دنیوی اور بعد وصال کی زندگی میں کوئی فرق نہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اولیائے کرام مرتے نہیں بلکہ ایک دار سے دوسرے دار کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ (مرقاۃ جلد دوم مطبوعہ بمبئی: ص ۲۱۲)

۴- عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ ۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدائے تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر (کھانا حرام فرما دیا) ہے۔

(رواہ ابوداؤد والنسائی' والدارمی والبیہقی وابن ماجہ

کلہم عن اوس بن اوس رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ: ص ۱۲۰)

حضرت ملا علی قاری رضی عنہ ربہ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ''اِنَّ

اَلْاَنْبِیَاءَ فِیْ قُبُوْرِ ھِمْ اَحْیَآءٌ یعنی انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(مرقاۃ جلد دوم: ص ۲۰۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ''حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہدا راست (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۵۷۴) یعنی انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور ان کی زندگی سب مانتے آئے ہیں۔ کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔ ان کی زندگی جسمانی حقیقی دنیاوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے۔

انتباہ

۱- انبیائے کرام علیہم السلام بعد وفات دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ رہتے ہیں اسی لئے شب معراج کو جب سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس پہنچے تو انبیائے کرام علیہم السلام کو وہاں نماز پڑھائی۔ اگر انبیائے کرام علیہم السلام بعد وفات زندہ نہ ہوتے تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے لئے کیسے آتے۔

۲- انبیائے کرام کی زندگی جسمانی حقیقی دنیوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے اسی لئے انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ نہیں تقسیم کیا جاتا اور نہ ان کی بیویاں دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں اور شہیدوں کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے اور ان کی بیویاں عدت گزارنے کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں۔

۳- انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی برزخی نہیں بلکہ دنیوی ہے بس فرق صرف یہ ہے کہ ہم جیسے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ جیسا کہ حضرت شیخ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب نور الایضاح کی شرح مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں۔ ومما ھو مقرر عند المحققین انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حیّ یرزق متمتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر انہ حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات (مع طحطاوی مصری: ص ۴۴۷)

یعنی یہ بات ارباب تحقیق علما کے نزدیک ثابت ہے کہ سرکار اقدس ﷺ (حقیقی دنیوی زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں ان پر روزی پیش کی جاتی ہے تمام لذت والی چیزوں کا مزا اور عبادتوں کا سرور پاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ کہ بلند درجوں تک پہنچنے سے قاصر ہیں ان کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔

اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد اوّل: ص ۱۹۶ میں ہے اَلْاَنْبِیَآءُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ حَیَاةً حَقِیْقَةً ۔ یعنی انبیائے کرام علیہم السلام حقیقی زندگی کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل: ص ۲۸۴ میں ہے۔ اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ یُّرْزَقُ وَیُسْتَمَدُّ مِنْهُ الْمَدَدُ الْمُطْلَقُ ۔ یعنی بیشک حضور ﷺ باحیات ہیں انہیں روزی پیش کی جاتی ہے اور ان سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل مع اخبار الاخیار مطبوعہ رحیمیہ دیو بند: ص ۱۶۱ میں فرمایا ''باچندیں اختلاف وکثرت مذاہب کہ در علمائے امت ست یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست کہ آن حضرت ﷺ بحقیقتِ حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی ست وبراعمال امت حاضر وناظر۔ ومر طالبان حقیقت راومتوجہان آں حضرت رامفیض ومربی'' یعنی علمائے امت میں اتنے اختلافات وکثرت مذاہب کے باوجود کسی شخص کو اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ حیات (دنیوی) کی حقیقت کے ساتھ قائم اور باقی ہیں۔ اس حیات نبوی میں مجاز کی آمیزش اور تاویل کا وہم نہیں ہے اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں۔ نیز طالبانِ حقیقت کے لئے اور ان لوگوں کے لئے کہ آنحضرت کی جانب توجہ رکھتے ہیں حضور ان کو فیض بخشنے والے اور ان کے مربی ہیں۔

۴- پارہ ۲۳ آخری رکوع کی آیت کریمہ (اِنَّكَ مَیِّتٌ) میں جو حضور ﷺ کے لئے موت آنا ذکر فرمایا تو اس سے مراد اس عالم دنیا سے منتقل ہونا ہے اور ان احادیث کریمہ میں حیات سے بعد وصال کی حقیقی زندگی مراد ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے (اعلیٰ حضرت بریلوی)

کتاب البیوع

حلال روزی

۱- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ كَسَبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: (شریعت کے دیگر) فرائض کے بعد حلال روزی حاصل کرنا فرض ہے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

۲- عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّىَ بِالْحَرَامِ .

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بدن کو حرام غذا دی گئی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

۳- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِى الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ مِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب کہ کوئی اس بات کی پرواہ نہ کرے گا کہ اس نے جو مال حاصل کیا وہ حلال ہے یا حرام؟ (بخاری شریف)

انتباہ

۱- چکی والے گیہوں وغیرہ پیسنے کے بعد فی کلو میں چالیس گرام آٹا ''اجرتی'' کہہ کر نکال لیتے ہیں یہ ناجائز وحرام ہے اس لئے کہ اتنی مقدار میں آٹا نہیں جلتا۔ ثبوت یہ ہے کہ چکّی والے کے پاس دس پانچ کلو آٹا روزانہ فاضل بچ جاتا ہے۔

اور اگر چکی والے کچھ پیسا اور اپنے پیسے ہوئے میں سے کچھ آٹا اُجرت ٹھہرا دیں تو یہ بھی ناجائز اس لئے کہ قفیز طحان ہے۔ بہارِ شریعت جلد چہارم دہم: ص ۱۴۱ میں ہے۔ اجارہ پر کام کرایا اور یہ قرار پایا کہ اسی میں سے اتنا تم اجرت لے لینا یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کپڑا بننے کے لئے سوت دیا اور کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اُجرت میں لے لینا یا غلہ اٹھا کر لاؤ اس میں سے دو سیر مزدوری لے لینا یا چکی چلانے کے لئے بیل لئے اور جو آٹا پیسا جائے گا اس میں اتنا اُجرت دیا جائے گا (یا کھیت کٹوایا اور اسی میں سے اُجرت دینا طے کیا) یہ سب صورتیں ناجائز[1] ہیں۔ ملخصاً۔

ہاں پیسہ اور کچھ گیہوں یا باجرہ وغیرہ اُجرت مقرر کریں تو جائز ہے۔ بہارِ شریعت میں ہے کہ جائز ہونے کی صورت میں یہ ہے کہ جو کچھ اجرت میں دینا ہے اس کو پہلے ہی سے علیحدہ کر دے کہ یہ تمہاری اُجرت ہے۔ مثلاً سوت کو دو حصہ کر کے ایک حصہ کی نسبت کہا کہ اس کا کپڑا بن دو اور دوسرا دیا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے یا غلہ اٹھانے والے کو اسی غلہ میں سے نکال کر دے دیا کہ یہ تیری مزدوری ہے اور یہ غلہ فلاں جگہ پہنچا دے (جیسا کہ) بھاڑ والے پہلے ہی اپنی بھنائی نکال کر باقی کو بھونتے ہیں۔

۲۔ بعض لوگ اس طرح کھیت کٹواتے ہیں کہ ہم فی بیگھہ یا ہر روز چار سیر دھان مزدوری دیں گے مگر یہ نہیں ٹھہراتے کہ ہم تمہارے کام کیے ہوئے میں سے دیں گے۔ اب خواہ اسی کام کیے ہوئے میں سے دیں کوئی حرج نہیں[2]۔

۳۔ کپڑا سلنے کے لئے دیا تو درزی نے اس میں سے کاٹ لیا۔ روئی کاتنے کے لئے دی تو کاتنے والے نے روئی نکال لی' کپڑا بننے کے لئے دیا تو بننے والے نے سوت نکال لیا اور بھرنے کے لئے دیا تو بھرنے والے نے سوت نکال لیا یہ سب ناجائز وحرام ہے۔

---

[1] درمختار کتاب الاجارہ میں ہے: والحیلة ان یفرز الاجرا ولا اویسمی قفیزا بلا یقین ثم یعطیه قفیزا فیجوز

[2] درمختار میں ہے: لو دفع غولا لا خر لینسجه له بنصفه او استاجر یغلا لحل طعامه ببعضه او ثورا لیطحن بره ببعض دقیقه فسدت فی الکل لانه استاجره بجزء من عمله والاصل فی ذلک نهیه صلی اللہ تعالی علیه وسلم عن قفیز الطحان ۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم مصری ص ۴۲۹ میں ہے لاتصح اجارة الرحی بطحن بره ببعض دقیقة کنا فی شرح ابی الکلام ۱۲ منہ

افسوس کہ یہ باتیں علانیہ کھلے طور پر مسلمانوں میں اس طرح رائج ہوگئی ہیں کہ اب لوگوں کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم حرام روزی سے اپنا پیٹ بھر کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ بلکہ عوام تو عوام بعض خواص بھی اس طرح حرام روزی حاصل کرنے میں بے باک نظر آتے ہیں۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہربان ہو گا عرش بریں پر

اچھا تاجر

۱- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ ۔

(ترمذی)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سچے اور دیانت دار تاجر (کا حشر) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (علیہم السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

۲- عَنْ عُبَیْدِ بْنِ رِفَاعَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّجَّارُ یُحْشَرُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقٰی وَبَرَّ وَصَدَقَ ۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قیامت کے دن (بددیانت) تاجروں کا حشر نافرمانوں کے ساتھ ہوگا مگر جو تاجر خدائے تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے حرام سے بچے، جھوٹی قسم نہ کھائے اور سچ بولے (تو اس کا حشر فاجروں کے ساتھ نہیں ہوگا۔)

۳- عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَاعَ

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص عیب دار چیز بیچے اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرے وہ

عَمِیًا لَمْ یُنَبِّهُ لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰهِ وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَةُ تَلْعَنُهُ (ابن ماجه) ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہے گا اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

انتباہ

۱- مردار کی چربی کو بیچنا یا اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں۔ نہ اسے چراغ میں جلا سکتے ہیں نہ چمڑا پکانے کے کام میں لا سکتے ہیں۔

۲- مردار کے چمڑے کو بھی بیچنا باطل ہے۔ جو پکایا ہوا نہ ہو اور دباغت کر لی ہو تو بیچنا جائز ہے اور اس کو کام میں لانا بھی جائز ہے۔ (درمختار، بہارشریعت) دباغت کی تین صورتیں ہیں۔ کھارے نمک وغیرہ یا کسی دوا سے پکایا جائے یا فقط دھوپ یا ہوا میں سکھا لیا جائے کہ تمام رطوبت خشک ہو کر بدبو جاتی رہے۔ (بہارشریعت)

۳- کافر حربی کے ہاتھ مردار کی چربی اور چمڑا بیچنا جائز ہے۔ (بہارشریعت بہ حوالہ ردالمحتار)

۴- بعض لوگ گائے بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لیں گے یہ اجارہ فاسد اور ناجائز ہے، بچے اس کے ہیں جس کی گائے اور بکری ہے دوسرے کو صرف اس کے کام کی واجبی اجرت ملے گی۔ (بہارشریعت: ص ۲۲۱۹: ج ۱۴) اور جیسا کہ شامی جلد سوم: ص ۳۶۱ میں ہے۔ اذا دفع البقرة يعدف ليكون الحادث بينهما نصفين فما حدث فهو لصاحب البقرة وللا خر مثل علفه واجر مثله ۔ تاتارخانیه ۔ اسی طرح فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم مصری: ص ۴۳۰ میں بھی ہے۔

۵- کسی کو مرغی دی کہ جتنے انڈے دے گی دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں گے یہ اجارہ بھی فاسد اور ناجائز ہے۔ انڈے اسی کے ہیں جس کی مرغی ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری مصری جلد ۴: ص ۴۳۰، بہارشریعت جلد ۱۴: ص ۱۴۳)

۶- کسی چیز کی قیمت زیادہ مانگنا پھر اس سے کم مانگنا پھر اس سے کم پر دے دینا جائز ہے۔ یہ جھوٹ میں داخل نہیں ہے۔

۷- تالابوں، جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لئے ٹھیکہ پر دینا جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے ناجائز ہے۔ (بہارشریعت جلد ۱۱: ص ۸۷) اور جیسا کہ درمختار باب البیع الفاسد

میں ہے۔لم تجز اجارة برکة لیصاد منها السمك۔

سُود کا بیان

۱ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَآءٌ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود لینے والوں، سود دینے والوں، سودی دستاویز لکھنے والوں اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا: وہ سب (گناہ میں) برابر کے شریک ہیں۔ (مسلم شریف)

۲ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيْلَ الْمَلَائِكَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمُ رِبٰوا يَاكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّثَلٰثِيْنَ زِنْيَةً ۔

حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سود کا ایک درہم جسے آدمی جان بوجھ کر کھائے اس کا گناہ چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ (احمد دار قطنی، مشکوٰۃ)

۳ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءً اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: سود (کا گناہ) ایسے ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سب سے کم درجہ کا گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی ماں سے زنا کرے۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

۴ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْرَضَ اَحَدُكُمْ قَرْضًا فَاَهْدٰى اِلَيْهِ اَوْحَمَلَهٗ عَلَى الدَّآبَّةِ فَلَا يَرْكَبْهُ وَلَا يَقْبَلْهَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص کسی کو قرض دے اور پھر قرض لینے والا اس کے پاس کوئی ہدیہ اور تحفہ بھیجے یا سواری کے لئے کوئی جانور پیش کرے تو اس سواری پر سوار نہ ہو اور اس کا ہدیہ اور تحفہ قبول نہ

جَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ ۔ کرے البتہ قرض دینے سے پہلے آپس میں اس قسم کا معاملہ ہوتا رہا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "ہر قرضے کے بکشد سودے راپس آں ربٰو است (اشعۃ اللمعات جلد سوم: ص ۲۵، یعنی ہر وہ قرض کہ جس سے نفع حاصل ہو سود ہے۔

انتباہ

۱- سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے، حرام سمجھ کر سود لینے والا فاسق مردود الشہادت ہے۔ (بہار شریعت)

۲- عقد فاسد کے ذریعہ کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر کافر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لئے مفید ہے۔ مثلاً ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپیہ خریدے یا اس کے ہاتھ مردار کو بیچ ڈالا کہ اس طریقہ پر مسلمان سے روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر سے حاصل کرنا جائز ہے (شامی، بہار شریعت: ص ۱۵۳ ج ۱۱)

۳- ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے اس کو دارالحرب کہنا صحیح نہیں مگر یہاں کے کفار یقیناً نہ تو ذمی ہیں نہ مستامن کیونکہ ذمی یا مستامن کے لئے بادشاہ اسلام کا ذمہ اور امن دینا ضروری ہے لہٰذا یہاں کے کفار کے اموال عقودِ فاسدہ کے ذریعہ حاصل کیے جاسکتے ہیں جب کہ بدعہدی نہ ہو۔ (بہار شریعت جلد ۱۱ ص ۱۵۳)

۴- ہندوستانی کفار کا مال چوری، ڈاکہ، مکاری اور فریب سے حاصل کرنا جائز نہیں۔

۵- انڈیا گورنمنٹ کی طرف سے جگہ جگہ جو بلاک قائم ہیں وہاں سے روپیہ وغیرہ زائد رقم دینے کی شرط پر بلاضرورت لانا اور انہیں نفع دینا منع ہے۔

۶- بینک خواہ انڈیا (غیر مسلم حکومت) کا ہو یا کسی کافر حربی کا اس کا نفع شرعاً سود نہیں اسی طرح انڈیا گورنمنٹ یا کافر حربی کے مسلم ملازمین کو فنڈ کا جو نفع ملتا ہے وہ بھی سود نہیں۔ البتہ مسلم بینک کا نفع سود ہے۔

فتاویٰ عزیزیہ جلد اوّل: ص ۳۹ پر ہے ''گرفتن سود از حربیاں بایں وجہ حلال است کہ مال حربی مباح ست اگر در ضمن آں نقض عہد نہ باشد و حربی چوں خود بخود بد ہد بلاشبہ حلال خواہد بود''۔

رہن اور بیع سلم

١ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِى الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلٰثَ فَقَالَ مَنْ اَسْلَفَ فِىْ شَىْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِىْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے مدینہ کے لوگ پھلوں میں سال دو سال اور تین سال کی (پیشگی) بیع کیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس طرح کی بیع کرے اسے چاہیے کہ معین پیمانہ معین وزن اور معین مدت کے ساتھ کرے۔

٢ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِىْ رَهَنَهُ لَهُ غُنْمُهُ وَعَلَيْهِ غُرْمُهُ ۔ (مشکوۃ)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی چیز کو رہن کر دینے سے رہن کرنے والے کی ملکیت ختم نہیں ہو جاتی اس کے منافع کا حق دار راہن[1] ہے اور (چیز ضائع ہو جائے تو) مرتہن[2] تاوان کا ذمہ دار ہے۔

انتباہ

١- بیع سلم یعنی ایسی خرید و فروخت کہ جس میں قیمت نقد یا مال ادھار ہو جائز ہے۔ مثلاً زید نے فصل تیار ہونے سے پہلے بکر سے کہا کہ آپ سو روپیہ ہمیں دے دیجیے ہم فی

---

[1] راہن جو دوسرے کے پاس کوئی چیز رکھے۔ ١٢

[2] مرتہن جس کے پاس کوئی چیز رہن رکھی جائے۔ ١٢

روپیہ چار کیلو گیہوں آپ کو فلاں تاریخ دے دیں گے۔ تو خواہ اس وقت یا ادائیگی کے وقت بازار کا بھاؤ فی روپیہ تین کلو ہو زید پر فی روپیہ چار کیلو گیہوں دینا واجب ہوگا اس لئے کہ یہ بیع شرعاً جائز ہے بہ شرطیکہ مسلم فیہ[1] کی جنس بیان کر دی جائے کہ گیہوں دے گا یا جو۔ اور اس کی نوع بیان کر دی جائے کہ فلاں نام کا گیہوں دے گا اور یہ بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ گیہوں اعلیٰ ہوگا یا اوسط یا ادنیٰ نیز یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ گیہوں کتنا دے گا؟ کس تاریخ میں دے گا اور کس جگہ دے گا اور بھی کچھ شرطیں ہیں جن کی تفصیلات بہارِ شریعت وغیرہ سے معلوم کریں۔

۲۔ کھیت رہن رکھنے کا جو عام رواج ہے کہ کسی شخص کو کچھ روپیہ دے کر اس کا کھیت اس شرط پر رہن رکھتے ہیں کہ ہم کھیت سے نفع حاصل کرتے رہیں گے اور گورنمنٹی لگان دیتے رہیں گے۔ پھر جب تم روپیہ ادا کرو گے تو ہم کھیت واپس کر دیں گے۔ یہ ناجائز ہے اس لئے کہ قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے، حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا۔ یعنی قرض سے جو نفع حاصل ہو وہ سود ہے۔ البتہ کافر حربی کا کھیت اس طرح لے سکتا ہے اس لئے کہ عقود فاسدہ کے ذریعہ ان کا مال لینا جائز ہے۔

۳۔ بعض لوگ کھیت اس طرح رہن رکھتے ہیں کہ مرتہن کھیت کو جوتے بوئے فائدہ حاصل کرے۔ اور کھیت کا دس پانچ روپیہ سال کرایہ مقرر کر دیتے ہیں اور طے یہ پاتا ہے کہ وہ رقم زرِ قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائے گی تو کھیت واپس ہو جائے گا۔ اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگر چہ کرایہ واجبی اجرت سے کم طے پایا ہو اس لئے کہ یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانے کے لئے کھیت کرایہ پر دیا اور کرایہ پیشگی لے لیا۔ (بہار شریعت جلد ہفدہم: ص ۳۹)

وقت پر کافی ہے قطرہ آبِ خوش ہنگام کا
جل گیا جب کھیت، مینہ برسا تو پھر کس کام کا

---

[1] مسلم فیہ۔ جس چیز کو فروخت کیا گیا۔ ۱۲

قرضدار کو مہلت دینا

۱- عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرضدار کو مہلت دے یا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا۔ (مسلم شریف)

۲- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ اَخَّرَهٗ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ .

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس کا کسی شخص پر کوئی حق ہو وہ اسے مہلت دے تو اسے ہر دن کے عوض صدقہ کا ثواب ملے گا۔ (احمد، مشکوٰۃ)

۳- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهٖ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: مومن کی جان اپنے قرض کے سبب معلق رہتی ہے جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے۔

۴- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: شہید کے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔

(مسلم شریف)

زمین پر ناجائز قبضہ

۱ - عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تعالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ ۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جو شخص دوسرے کی زمین کا کچھ حصہ ناحق دبالے تو اسے قیامت کے دن سات زمینوں کی (تہ) تک دھنسایا جائے گا۔ (بخاری شریف)

۲ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلم سے حاصل کرے گا اسے قیامت کے دن ساتھ زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (مسلم، بخاری)

۳ - عَنْ اَبِيْ حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا تَظْلِمُوْا اَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ ۔

حضرت ابوحرہ رقاشی رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خبردار (کسی پر ظلم نہ کرنا) اور کان کھول کر سن لو کہ کسی شخص کا مال (تمہارے لئے) حلال نہیں ہوسکتا، مگر وہ خوش دلی سے راضی ہوجائے۔ (بیہقی)

کتاب النکاح

۱- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَآءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ (اجنبی عورت کی طرف سے) نگاہ کو روکنے والا، شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے اس لئے کہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے۔ (مسلم)

۲- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْیَا کُلُّهَا مَتَاعٌ وَّخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: ساری دنیا ایک متاع زندگی ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔ (مسلم)

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تُرَ لِلْمُتَحَابَّیْنِ مِثْلَ النِّکَاحِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: رشتہ نکاح کے سوا اور کوئی رشتہ دیکھنے میں نہیں آیا جو دو اجنبی آدمیوں کے درمیان اتنی گہری محبت پیدا کردے۔

(ابن ماجہ)

انتباہ

۱- جو شخص مہر ونفقہ کی قدرت رکھتا ہو اس کے نکاح کرنے کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اسے یقین ہو کہ بحالت تجرد وہ زنا کی معصیت میں مبتلا ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے اور اگر اس کا یقین نہیں بلکہ صرف اندیشہ ہے تو نکاح کرنا واجب ہے اور شہوت نہ

بہت زیادہ غلبہ نہ ہوتو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا یا نکاح کے بعد جو فرائض متعلقہ ہیں انہیں پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے۔ (درمختار ردالمحتار۔ بہار شریعت)

۲- بعض لوگ بیوہ عورتوں کا نکاح کرنا خاندان کے لئے عار سمجھتے ہیں یہ سخت ناجائز وگناہ ہے۔

۳- مرتد ومرتدہ کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہوسکتا نہ مسلمان سے نہ کافر سے نہ مرتدہ ومرتد سے (بہار شریعت بحوالہ درمختار) اور جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری: ص ۲۶۳ میں ہے۔ لَا یَجُوْزُ لِلْمُرْتَدِ اَنْ یَتَزَوَّجَ مُرْتَدَۃً وَّلَا مُسْلِمَۃً وَّلَا کَافِرَۃً اَصْلِیَۃً وَّکَذٰلِکَ لَا یَجُوْزُ نِکَاحُ الْمُرْتَدَۃِ مَعَ اَحَدٍ کَذَا فِی الْمَبْسُوْطِ ۔یعنی مرتدہ مسلمہ اور کافرہ اصلیہ سے مرتد کا نکاح کرنا جائز نہیں۔ اور ایسا ہی مرتدہ کا نکاح کسی سے جائز نہیں ہے۔ایسا ہی مبسوط میں ہے۔

۴- وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، نیچریوں وغیرہ بددینوں کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کرنا اہل سنت کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔

۵- پورے ہندوستان میں عام طور پر جو رائج ہے کہ عورت یا ولی سے ایک شخص اذن لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے۔ وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اس کام کے لیے دوسرے کو وکیل بنا دے اگر ایسا کیا گیا تو نکاح فضول ہوا۔ (عورت کی) اجازت پر موقوف رہے گا اجازت سے پہلے مرد وعورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ لہٰذا یوں چاہئے کہ جو نکاح پڑھائے وہ خود عورت یا اس کے ولی کا وکیل بنے۔ (بہار شریعت) یا پھر عورت کا وکیل اس بات کی بھی اجازت حاصل کرے کہ وہ نکاح پڑھانے کے لئے دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے۔

۶- بعض لوگ ایجاب وقبول کے الفاظ بہت آہستہ بولتے ہیں اگر اس قدر آہستہ بولے کہ حاضرین سے دو آدمیوں نے بھی ایجاب وقبول کے الفاظ نہ سنے تو نکاح نہ ہوا۔

۷- نکاح سے پہلے لڑکی اور لڑکا کلمہ اور ایمان مجمل و مفصل پڑھانا جیسا کہ رائج ہے بہتر ہے۔

۸- خطبۂ نکاح ایجاب وقبول سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔

خطبۂ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۵ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۵ یٰـاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۵ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہُ النَّبِیَّ الْکَرِیْمَ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

دعا بعد نکاح

اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا اٰدَمَ وَحَوَّاءَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَسَارَۃَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا یُوْسُفَ وَزُلَیْخَا عَلٰی نَبِیِّنَا

وَعَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا سُلَيْمَانَ وَبِلْقِيْسَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُوْسٰى وَصَفُوْرَآءَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدِيْجَةَ الْكُبْرٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا ۔ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَآئِشَةَ الصِّدِّيْقَةِ وَسَآئِرِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ ۔ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ۔ اٰمِيْنَ ۔ اٰمِيْنَ ۔ اٰمِيْنَ ۔ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

مہر کا بیان

۱ – عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوَفُّوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: (نکاح کی) شرطوں میں سے جس شرط کا پورا کرنا تمہارے لیے سب سے زیادہ اہم ہے وہ وہی شرط ہے جس کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔ (یعنی حق مہر) (بخاری، مسلم)

۲ – عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ كَمْ كَانَ صِدَاقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ صِدَاقُهٗ لِاَزْوَاجِهٖ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اَوْقِيَّةً وَنَشٌّ قَالَتْ اَتَدْرِیْ مَا النَّشُّ

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا مہر کتنا تھا؟ انہوں نے فرمایا: حضور کا مہر آپ کی (اکثر) بیویوں کے لیے بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ پھر حضرت

قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ اُوْقِيَةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ ۔

عائشہ نے فرمایا جانتے ہو نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا: نصف اوقیہ تو سب مل کر پانچ سو درہم ہوئے۔ (مسلم)

ایک اوقیہ چالیس درہم کا اور ایک نش بیس درہم کا ہوتا ہے لہٰذا بارہ اوقیہ اور ایک نش کا ۵۰۰ درہم ہوا۔ تفصیل یہ ہے ۱۲ اوقیہ × ۴۸۰ درہم + ۲۰ درہم = ۵۰۰ درہم۔ پھر ایک درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے تو پانچ سو درہم کا ساڑھے سترہ سو ماشہ (۵۰۰ درہم × ساڑھے تین ماشہ = ۱۷۵۰ ماشہ) اور بارہ ماشہ کا تولہ ہوتا ہے تو ساڑھے سترہ سو ماشہ کا ایک سو پینتالیس تولہ دس ماشہ ہوا (۱۷۵۰ ماشہ ÷ ۱۲ ماشہ = ۱۴۵ تولہ۔ ۱ ماشہ) جس کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ کے حساب سے تقریباً سوا سات سو روپیہ ہوا۔ خلاصہ یہ کہ چاندی کے مذکورہ بھاؤ اور سکہ رائج الوقت کے حساب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی (اکثر) بیویوں کا مہر تقریباً سوا سات سو روپیہ تھا۔

حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو درہم یعنی ایک سو ساڑھے سولہ تولہ چاندی تھی جس کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ کے حساب سے پانچ سو ساڑھے بیاسی روپیہ ہوئی۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد سوم: ص ۴۴۷ میں ہے۔ نَقَدَ ابْنُ الْهُمَامِ اَنَّ صِدَاقَ فَاطِمَةَ كَانَ اَرْبَعَ مِائَةَ دِرْهَمٍ ۔ یعنی امام ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے نقل فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو درہم تھا اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مہر فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا چہارم صد درہم بود ملخصاً (اشعۃ اللمعات جلد ثالث ص ۱۳۷)

انتباہ

۱- مہر کم سے کم یعنی ابتدائی مہر دس درہم ہے۔ درمختار باب المہر میں ہے۔ اَقَلُّهُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ یعنی مہر کی مقدار کم از کم دس درہم (۲ تولہ ۱۱ ماشہ چاندی) ہے جس کی قیمت پانچ روپیہ فی تولہ کے حساب سے چودہ روپیہ اٹھاون پیسہ ہوئی۔ اور اگر چاندی کا بھاؤ چھ روپیہ ہو جائے تو دس درہم کا ساڑھے سترہ روپیہ ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ چاندی کے نرخ کی کمی بیشی پر روپیہ سے ابتدائی مہر کی مقدار میں کمی

بیشی ہوتی رہے گی۔ لہٰذا اس گرانی کے زمانہ میں مہر کی کم سے کم مقدار تین روپیہ ساڑھے دس آنہ سمجھنا غلطی ہے۔

۲- زیادتی کی جانب مہر کی کوئی مقدار معین نہیں ہزار دس ہزار بلکہ چالیس پچاس ہزار اور اس سے زیادہ مہر مقرر کر سکتے ہیں لیکن بہت زیادہ مہر باندھنا بہتر نہیں۔

۳- مہر کی تین قسمیں ہیں۔ معجّل، مؤجّل، مطلق، مہر معجّل وہ مہر ہے کہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔ اور مؤجل وہ مہر ہے کہ جس کی ادائیگی کے لیے کوئی میعاد مقرر ہو۔ اور مطلق وہ مہر ہے کہ نہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو اور نہ کوئی میعاد مقرر ہو اور یہی ہمارے ہندوستان میں عام طور سے رائج ہے۔

۴- مہر معجّل وصول کرنے کے لیے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے اور مؤجل میں معیاد پوری ہونے کے بعد روک سکتی ہے۔ پہلے نہیں روک سکتی۔ اور مہر مطلق وصول کرنے کے لیے کبھی نہیں روک سکتی۔

۵- ہندوستان میں عام دستور ہے کہ عورت جب مرنے لگتی ہے تو اس سے مہر معاف کراتے ہیں حالانکہ مرض الموت میں معافی دیگر ورثہ کی اجازت کے بغیر معتبر نہیں[1] یعنی بیوی نے معاف بھی کر دیا تو ایسی حالت میں ورثہ کی اجازت کے بغیر معاف نہیں ہوگا۔

---

[1] درمختار باب المہر کی عبارت صح حطها کے تحت ردالمختار میں ہے: ولا بد من رضاها وان لا تكون مريضة مرض الموت ملخصاً اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ص ۲۹۳ میں ہے۔ لا بد فی صحة حطها من الرضا حتیٰ لو كانت - يصح ومن ان لا تكون مريضة مرض الموت - هكذا فی البحر الرائق۔ ۱۲ منہ

دعوت ولیمہ

۱- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو۔ (بخاری، مسلم)

۲- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعٰی لَھَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَآءُ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سب سے بُرا کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس کے لیے صرف مالدار لوگ بلائے جائیں اور غریب محتاج لوگوں کو نہ پوچھا جائے۔

۳- عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِیَ فَلَمْ یُجِبْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰی غَیْرِ دَعْوَۃٍ دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِیْرًا ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ (بے وجہ شرعی) دعوت قبول نہ کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اور جو بغیر دعوت کے پہنچ جائے تو وہ چور کی طرح گیا اور ڈاکو بن کر نکلا۔ (ابوداؤد)

میاں بیوی کا باہمی برتاؤ

۱- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی (دوسرے) کو سجدہ کرے تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے (لیکن چونکہ غیر خدا کو سجدہ حرام ہے اس لیے ایک عورت اپنے شوہر کو سجدہ تو نہیں کر سکتی البتہ اس کے لیے شوہر کی

اطاعت کا حکم ضرور ہے۔ (ترمذی)

۲- عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ قَالَتْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَأَةٍ مَّاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو عورت اس حال میں انتقال کرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو تو وہ عورت جنتی ہے۔ (ترمذی)

۳- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلْقًا وَّخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مسلمانوں میں کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھا ہو اور تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔

۴- عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِىِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِى الْبَيْتِ ۔

حضرت حکیم بن معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اسے کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اسے پہناؤ اور اگر کسی خلافِ شرع بات پر سزا دینی ہو تو) اس کے منہ پر نہ مارو اور اسے برا نہ کہو اور اسے نہ چھوڑو مگر گھر میں۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ)

۵- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَأَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل وانصاف نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے جسم کا ایک دھڑ الگ ہو گیا ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

پردہ کی باتیں

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاتِیَ اَھْلَہٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِرَ اَنْ یَّکُوْنَ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَضُرُّہٗ شَیْطَانٌ اَبَدًا۔

(ابوداود۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا۔ یعنی اے اللہ تو ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد ہمیں عطا ہو اسے بھی شیطان سے بچا۔ پھر اگر عورت مرد کے درمیان اسی صحبت کے نتیجے میں لڑکا پیدا ہونا مقدر ہو گیا (یعنی حمل قرار پا گیا) تو شیطان اس لڑکے کو کبھی ضرر نہیں پہنچائے گا۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُوْحِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِسَآءُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ الْاٰیۃ اَقْبِلْ وَاَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحِیْضَۃَ

(ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ آیت کریمہ جو نازل کی گئی نساء کم حرث لکم الخ یعنی تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آگے سے آؤ اور پیچھے سے آؤ لیکن پیچھے کے مقام میں صحبت کرنے سے بچو اور حالت حیض (میں ہمبستری) سے پرہیز کرو۔

۳۔ عَنْ خُزَیْمَۃَ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ لَا

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حق بات (کے اظہار) سے شرم نہیں فرماتا تم

تَاْتُوا النِّسَآءَ فِیْ اَدْبَارِ ھِنَّ ۔

لوگ عورتوں کے پیچھے کے مقام میں صحبت نہ کرو۔ (احمد، ترمذی)

۴- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلاً اَوِ امْرَأَۃً فِی الدُّبُرِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا جو مرد یا عورت کے ساتھ اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

۵- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی اِمْرَاَتَہٗ فِیْ دُبُرِھَا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص اپنی بیوی سے اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے وہ ملعون ہے۔ (احمد)

دیکھنا جائز نہیں

۱- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ ۔ (ترمذی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عورت عورت ہے یعنی پردہ میں رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس عورت کو گھورتا ہے یعنی کسی اجنبی عورت کو دیکھنا شیطانی کام ہے۔ (ترمذی)

۲- عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّھَا کَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَیْمُوْنَۃُ اِذْ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْہُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور حضرت میمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ (ایک نابینا صحابی) حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سامنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ رہے تھے تو سرکار نے (ہم دونوں سے فرمایا کہ پردہ کر لو (حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ) میں

اَلَیْسَ هُوَ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْیَا وَاِنْ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ۔

نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم انہیں نہیں دیکھو گی؟ (احمد، ترمذی، ابوداؤد) یعنی مرد کے لیے جس طرح اجنبی عورت کو دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح عورت کے لیے اجنبی مرد کو دیکھنا بھی جائز نہیں۔

۳- عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَآءَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ۔

حضرت جریر بن عبداللہ نے فرمایا۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے (کسی عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے نظر پھیر لینے کا حکم فرمایا۔ (مسلم)

۴- عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! (اجنبی عورت پر) ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ مت ڈالو کہ اچانک پڑ جانے والی پہلی نگاہ تمہارے لیے معاف ہے دوبارہ دیکھنا جائز نہیں۔ (ترمذی)

۵- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ وَّتُدْبِرُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ اِذَا اَحَدُكُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِهٖ فَلْیَعْمِدْ اِلٰی امْرَأَتِهٖ فَلْیُوَاقِعْهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِهٖ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی شکل میں پیچھے جاتی ہے جب تم میں سے کسی کو غیر عورت اچھی معلوم ہو پھر اس کا خیال دل میں جم جائے تو وہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے اور اس سے ہمبستری کر لے اس لیے کہ ایسا کرنا اس کے دل کے شہوانی خیال کو دور کر دے گا۔ (مسلم شریف)

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی

۱- عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا یَبِیْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَۃٍ ثَیِّبَۃٍ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ ذٰلِکَ اَوْذَامَحْرَمٍ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خبردار! کوئی مرد کسی ثیبہ یعنی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ گزارے مگر صرف اس حالت میں کہ وہ مرد یا تو اس عورت کا شوہر ہو یا اس کا محرم۔ (مسلم شریف)

۲- عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھَا الشَّیْطٰنُ ۔ (ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں جمع ہوتا لیکن اس حال میں کہ وہاں دو کے علاوہ تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے۔

۳- عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَرَأَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم (غیر) عورتوں کے پاس جانے سے بچو، ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر وہ عورت کا دیور ہو تو فرمایا دیور تو' موت ہے یعنی وہ اور بھی خطرناک ہے۔ (مسلم)

۴- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مَعَ اِحْدٰی نِسَائِہٖ فَمَرَّ بِہٖ رَجُلٌ فَدَعَاہُ فَقَالَ یَا فُلَانُ ھٰذِہٖ زَوْجَتِیْ فُلَانَۃُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ کُنْتُ اَظُنُّ بِہٖ فَلَمْ اَکُنْ اَظُنُّ بِکَ فَقَالَ رَسُوْلُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ایک بیوی کے ہمراہ تھے اتنے میں ایک شخص سامنے سے گزرا حضور علیہ السلام نے اس کو بلا کر فرمایا اے فلاں! سن لے کہ یہ عورت میری فلاں بیوی ہے۔ وہ شخص بولا یا رسول اللہ! جب میں کسی اور کے ساتھ بدگمانی نہیں کرتا تو معاذ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ ۔

(مسلم)

اللہ آپ کے ساتھ بدگمانی کروں گا؟ سرکارِ اقدس نے فرمایا: بات دراصل یہ ہے کہ شیطان انسان کے بدن کے اندر خون کی نالیوں میں دوڑتا پھرتا ہے اس لیے یہ اندیشہ کچھ بعید نہیں کہ وہ تیرے دل میں وسوسہ ڈال دے کہ رسولِ خدا ایک اجنبی عورت کے ساتھ ہیں۔

زنا، لواطت

۱ – عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزْنِیْ الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے (اس وقت) مومن نہیں رہتا یعنی مومن کی صفات سے محروم ہوجاتا ہے۔ (بخاری شریف)

۲ – عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَامِنْ قَوْمٍ یَظْهَرُ فِیْهِمُ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ یَظْهَرُ فِیْهِمُ الرِّشَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ ۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے وہ قوم قحط سالی میں ضرور مبتلا کی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہوتی ہے وہ (اپنے دشمن کے) خوف و ہراس میں مبتلا رہتی ہے۔ (احمد، مشکوٰۃ)

۳ – عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا زَنٰی بِامْرَأَةٍ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ اُخْبِرَ اَنَّهٗ مُحْصَنٌ فَاَمَرَبِهٖ فَرُجِمَ ۔

(ابوداؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کوڑے لگوائے پھر خبر دی گئی وہ محصن (یعنی شادی شدہ) ہے تو حضور علیہ السلام نے اسے سنگسار کرا دیا یعنی لوگوں نے

پتھروں سے مار مار کر اسے ہلاک کر دیا۔

۴- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدْ تُّمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس شخص کو تم (حضرت) لوط علیہ السلام کی قوم کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ (ترمذی)

۵- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ رَوَاهُ رَزِيْنٍ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَلِيًّا اَحْرَقَهُمَا وَاَبَابَكْرٍ هَدَمَ عَلَيْهِمَا حَائِطًا .

حضرت ابن عباس وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص قومِ لوط کا عمل کرے وہ ملعون ہے (رواہ زرین) اور انہیں کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فعل بد کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو جلا دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرا دی۔

انتباہ

۱- یہاں اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو زانی کو سو کوڑے مارے جاتے یا سنگسار کیا جاتا یعنی اس قدر پتھر مارے جاتے کہ وہ مر جاتا مگر اس حال میں زانی اور زانیہ کے لیے یہ حکم ہے کہ مسلمان ان کا پورے طور پر بائیکاٹ کریں ان کے ساتھ کھانا پینا' اٹھنا بیٹھنا' سلام وکلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کر دیں تاوقتیکہ توبہ کر کے وہ اپنے گناہ سے باز نہ آ جائیں۔ اگر مسلمان ایسا نہیں کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

۲- لواطت کرنے والے جسمانی طور پر بھی سخت سزا کے مستحق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جلا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر دیوار گرا دی اور

ایک روایت کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ انہیں قتل کر دو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے۔

زمانۂ موجودہ میں لواطت کرنے والے اور کرانے والے کے متعلق یہ حکم ہے کہ مسلمان ان سے پورے طور پر قطع تعلق کریں اور اس خبیث فعل سے باز کرنے کے لیے ان پر اپنی طاقت بھر اتنی سختی کریں کہ وہ اپنے اس گندے خلافِ فطرت فعل سے باز آجائیں اگر مسلمان اپنی غفلت سے کام لے کر خاموشی اختیار کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔

کتاب الطلاق

۱ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلاَلِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلاَقُ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تمام حلال چیزوں میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (ابوداؤد)

۲ - عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَئَلَتْ زَوْجَھَا طَلاَقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو عورت بغیر کسی عذر معقول کے شوہر سے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد)

۳ - عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَہٗ ثَلٰثَ تَطْلِیْقَاتٍ جَمِیْعًا فَقَامَ غَضْبَانُ ثُمَّ قَالَ اَیُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ ۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دی ہیں یہ سنتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے پھر فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر موجود

ہوں۔ (نسائی)

معلوم ہوا کہ یکبارگی تین طلاقیں دینی حرام ہے۔ مرقاۃ میں اسی حدیث کے تحت ہے۔ الحدیث یدل علٰی ان التطلیق بالثلٰث حرام لانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یصیر غضبان الا بمعصیة ۔

۴- عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اِمْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنِ الزَّبِيْرِ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رفاعہ قرظی کی بیوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں رفاعہ کے پاس تھی تو انہوں نے مجھے طلاق دی پھر میری طلاق قطعی کر دی یعنی مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر[1] سے نکاح کر لیا اور نہیں ہے ان کا (عضو) مگر کپڑے کے دامن کی طرح نرم (یعنی وہ ہمبستری کی قدرت نہیں رکھتے) تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم لوٹ کر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، حضور نے ارشاد فرمایا: تم اس وقت تک ان کی طرف لوٹ کر نہیں جا سکتی ہو جب تک کہ عبدالرحمان سے تم اور تم سے وہ جنسی حظ نہ حاصل کر لیں۔

انتباہ

۱- طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ رجعی، بائن، اور مغلظہ، طلاق رجعی کا مطلب یہ ہے کہ شوہر عدت کے اندر رجعت کر سکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ اور بعد عدت عورت کی مرضی سے نکاح کر سکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور طلاق بائن کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی مرضی سے شوہر عدت کے اندر نکاح کر سکتا ہے اور عدت کے بعد بھی حلالہ کی

[1] بفتح الزاء المنقوطة و کسر الباء الموحدة علی وزن الامیر ۱۲ منہ

ضرورت نہیں۔ اور طلاق مغلظہ کا مطلب یہ ہے عورت بغیر حلالہ شوہر اوّل کے لیے
جائز نہ ہوگی[1]۔

۲- حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو عدت پوری ہونے کے بعد دوسرے سے نکاح کرے اور یہ دوسرا شوہر اس سے وطی بھی کرے اب دوسرے شوہر کی موت یا طلاق کے بعد عدت پوری ہونے پر پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے فوراً بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اس لیے کہ غیر مدخولہ کے لیے عدت نہیں۔ (عالمگیری بہار شریعت وغیرہ)

حدیث شریف میں حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر جو لعنت آئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور اگر ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط نہ لگائی جائے تو کوئی قباحت نہیں بلکہ اگر بھلائی کی نیت ہو تو مستحق اجر ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار ص ۵۵۹ ج ۲) میں ہے لُعِنَ الْمُحَلِّلُ وَالْمُحَلَّلُ لَهٗ بِشَرْطِ التَّحْلِيْلِ كَتَزَوَّجْتُكِ عَلٰى اَنْ اُحَلِّلَكِ اَمَّا اِذَا اَضْمَرَ ذٰلِكَ لَا يُكْرَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ مَاجُوْرًا لِقَصْدِ الْاِصْلَاحِ ۔ یعنی حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر اس صورت میں لعنت کی گئی ہے جب کہ ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے۔ مثلاً مرد عورت سے یوں کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اس بات پر کہ تو شوہر اوّل کے لیے حلال ہو جائے لیکن اگر حلالہ کی نیت دل میں ہو (اور ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط کا ذکر نہ آئے) تو اس میں کوئی قباحت وکراہت نہیں بلکہ اگر اصلاح کی نیت سے ہو تو موجب اجر ہے۔

۳- طلاق دینا جائز ہے لیکن بغیر وجہ شرعی ممنوع ہے۔

۴- وجہ شرعی ہو تو طلاق دینا مباح ہے بلکہ اگر عورت شوہر کو یا دوسروں کو تکلیف دیتی ہو نماز نہ پڑھتی ہو تو طلاق دینا مستحب ہے۔ (بہار شریعت)

اگر شوہر نامرد ہے یا اس پر کسی نے جادو کر دیا ہو کہ ہمبستری نہیں کر پاتا اور اس کے

[1] رجعی، بائن اور طلاق مغلظہ کی صورتیں بہار شریعت وغیرہ سے معلوم کریں۔ ۱۲ منہ

ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو ان صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے اگر طلاق نہیں دے گا تو گنہگار ہوگا۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار وغیرہ)

عِدّت

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَ تِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ ۔

حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ کو شوہر کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد بچہ تولد ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نکاح کی اجازت طلب کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اجازت دے دی تو انہوں نے نکاح کرلیا۔ (بخاری شریف)

معلوم ہوا کہ بیوہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ عدت حامل وضع حمل ست (اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۱۸۴) اور بیوہ اگر حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار مہینہ دس دن ہے۔ جیسا کہ پارہ ۲ رکوع ۱۴ میں ہے۔ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۔ اور طلاق والی عورت اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت بھی وضع حمل ہے جیسا کہ پارہ ۲۸ رکوع ۱۷ میں ہے۔ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر آئسہ یعنی پچپن سالہ یا نابالغہ ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے جیسا کہ پارہ ۲۸ سورۂ طلاق میں ہے۔ وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ۔ اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر حاملہ نابالغہ یا پچپن سالہ نہ ہو یعنی حیض والی ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ خواہ یہ تین حیض تین ماہ یا تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (پ ۲، رکوع ۱۲) اور طلاق والی غیر مدخولہ عورت کے لیے کوئی عدت نہیں جیسا کہ پارہ ۲۲ رکوع ۳ میں ہے اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ

قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ۔

حلال اور حرام جانور

١ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِىْ يَوْمَ خَيْبَرَ الْحُمُرَ الْاِنْسِيَّةَ وَلُحُوْمَ الْبِغَالِ وَكُلَّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلَّ ذِىْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے گھریلو گدھوں، خچروں، درندوں اور پنجہ سے شکار کرنے والے پرندوں کے گوشت کو خیبر کے دن حرام قرار دیا۔ (ترمذی)

٢ - عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ اَكَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حُبَارٰى .

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا ہے۔ (ابوداؤد)

٣ - عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ .

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مرغ کا گوشت تناول فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری، مسلم)

٤ - عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ اَنَّهُ رَاٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَعَقَرَهُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَىْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهُ فَاَخَذَهَا فَاَكَلَهَا . (بخاری، مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نیل گائے دیکھا تو شکار کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت کا کچھ حصہ ہے؟ عرض کیا ہاں، اس کی ران ہے، حضور نے اس کو قبول فرمایا اور کھایا۔

٥ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ الْمَيْتَتَانِ الْحُوْتُ وَالْجَرَادُ وَالدَّمَانِ الْكَبِدُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مردار جانور اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ مردار جانور تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی

وَالطِّحَالُ ۔

اور تلی ہیں۔ (احمد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

٦- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَلْقَاهُ الْبَحْرُ وَجَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ فَكُلُوْهُ وَمَامَاتَ فِيْهِ وَطَفَأَ فَلَا تَأْكُلُوْهُ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: دریا نے جس مچھلی کو باہر پھینک دیا اسے کھاؤ اور جو پانی میں مر کر تیرنے لگے اسے نہ کھاؤ۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

٧- عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا رَفَعَ الْحَدِيْثَ اَنَّهُ كَانَ يَاْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ مَنْ تَرَكَهُنَّ خَشْيَةَ ثَائِرٍ فَلَيْسَ مِنَّا ۔

(شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

حضرت عکرمہ[۱] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص اس ڈر سے نہ مارے کہ دوسرے سانپ اس سے بدلہ لیں گے تو وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

٨- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِيْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّفِي الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ وَفِي الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص گرگٹ یا چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارے۔ اس کے[۲] نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے بھی کم۔ (مسلم شریف)

انتباہ

۱- غراب الابقع یعنی وہ کوا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے درمختار میں ہے لا یحل الغراب الابقع الذی یا کل الجیف لانہ ملحق بالخبائث اور مہوکا کہ یہ کوے کی طرح ایک جانور ہوتا ہے حلال ہے (ردالمحتار)

۲- مچھلی کے علاوہ پانی کے سب جانور حرام ہیں جیسے کچھوا، مگرمچھ وغیرہ۔

۳- جھینگا کے مچھلی ہونے میں اختلاف ہے لہٰذا اس سے بچنا بہتر ہے۔ (بہار شریعت)

۴- پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی کہ جس سے مچھلی مرگئی اور یہ معلوم ہے کہ اس چیز کے ڈالنے سے مری ہے تو وہ مچھلی حلال ہے۔ (درمختار)

۵- خرگوش جو بلی کی طرح ایک تیز رفتار جانور ہوتا ہے حلال ہے' ہدایہ صفحہ ۴۲۵ میں ہے۔ لا باس باكل الارنب لان النبى عليه السلام اكل حين اهدى اليه مشويا...... وامر اصحابه رسول الله رضى الله عنهم بالا كل منه۔

شکار اور ذبح

۱- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اَحَدُنَا اَصَابَ صَيْدًا وَّلَيْسَ مَعَهُ سِكِّيْنٌ اَيَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَاءِ فَقَالَ اَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ۔

(ابوداؤد' نسائی' مشکوٰۃ)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر ہم میں سے کسی کو شکار مل جائے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا وہ پتھر اور لاٹھی کی کھپچی سے اس کو ذبح کرسکتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ کا نام لے کر جس چیز سے چاہو خون بہا دو (ذبح کا حق ادا ہو جائے گا۔)

۲- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَلَّمْتَ مِنْ كَلْبٍ اَوْبَازٍ ثُمَّ اَرْسَلْتَهُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلَ قَالَ اِذَا قَتَلَهُ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَمْسَكَهُ عَلَيْكَ ۔

(ابوداؤد' مشکوٰۃ)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس کتے یا باز کو تم نے سکھایا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کو شکار پر چھوڑو تو جس جانور کو وہ تمہارے لیے پکڑ رکھے (اور خود نہ کھائے) تو اس کو تم کھالو۔ میں نے عرض کیا اگرچہ وہ شکار کو مار ڈالے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب شکار کو مار ڈالے اور خود اس میں سے کچھ نہ کھائے تو شکار کو اس نے تیرے لیے پکڑ رکھا ہے۔

۳- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِیَةٍ اَوْصَیْدٍ اَوْزَرْعٍ اِنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص مویشی کی حفاظت یا شکار کرنے یا کھیت کی نگہبانی کے مقاصد کے علاوہ صرف شوق کے لیے کتا پالے تو روزانہ ایک قیراط کی مقدار میں اس کا ثواب کم ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

۴- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَیْرِ حَقِّهَا سَأَلَهُ اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهٖ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاحَقُّهَا قَالَ اَنْ یَّذْبَحَهَا فَیَاْكُلَهَا وَلَا یَقْطَعُ رَاسَهَا فَیَرْمِیَ بِهَا ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص چڑیا یا اس سے بڑے پرندے کو ناحق مارے تو خدائے تعالیٰ اس کے متعلق بھی باز پرس کرے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! پرندوں کا حق کیا ہے؟ فرمایا انہیں ذبح کرے تو کھائے نہ یہ کہ سر کاٹ کر پھینک دے۔

(احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

۵- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هُنَا اَقْوَامًا حَدِیْثٌ عَهْدَ هُمْ بِشِرْكٍ یَاْتُوْنَنَا بِلَحْمَانٍ لَا نَدْرِیْ اَیَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اَمْ لَا قَالَ اُذْكُرُوْا اَنْتُمْ اِسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا ۔

(بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہاں کچھ قومیں رہتی ہیں جن کے شرک کا زمانہ بہت قریب ہے (یعنی نو مسلم ہیں) وہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ ذبح کے وقت وہ خدائے تعالیٰ کا نام لیتے ہیں یا نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم بسم اللہ کہو اور کھاؤ۔

انتباہ

۱- ذبح میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ حلقوم جس میں سانس آجاتی ہے۔ مرّی جس سے کھانا پانی نیچے اترتا ہے، ان دونوں کے اغل بغل اور دو رگیں ہوتی ہیں جن میں

خون کی روانی ہوتی ہے......ان کو ودجین کہتے ہیں۔ (درمختار بہار شریعت)

۲- چار رگوں میں سے تین کٹ گئیں یا ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ گیا تو ذبیحہ حلال ہے۔

۳- مشرک اور وہابی، مرتد، دہریہ، نیچری کا ذبیحہ حرام و مردار ہے۔

۴- ہندو نے کہا کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ اور اگر یہ کہا کہ میں مسلمان سے خرید کر لایا ہوں تو اس کا کھانا جائز ہے۔ درمختار میں ہے اصلہ ان خبر الکافر مقبول بالا جماع فی المعاملات لا فی الدیانات۔

۵- ذبح کرنے میں قصداً بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ نہ کہا تو جانور حرام ہے اور بھول کر ایسا ہوا تو حلال ہے۔ (ہدایہ جلد چہارم ص ۴۱۹ بہار شریعت)

۶- اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے۔ مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔

(ہدایہ بہار شریعت)

۷- بکری اور بھینس وغیرہ میں بائیس چیزیں ناجائز ہیں۔ اوجھڑی، آنتیں، مثانہ، خصیے، ذکر یعنی علامت نر، فرج یعنی علامت مادہ، پاخانہ کا مقام، رگوں کا خون، گوشت کا خون جو ذبح کے بعد گوشت میں سے نکلتا ہے۔ دل کا خون، جگر کا خون، طحال کا خون، پتہ، پت یعنی وہ زرد پانی جو کہ پتہ میں ہوتا ہے۔ غدود، حرام مغز، گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک کھنچے رہتے ہیں، ناک کی رطوبت، نطفہ، خواہ نر کی منی مادہ میں پائی جائے یا خود اس جانور کی منی ہو، وہ خون جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے۔ وہ گوشت کا ٹکرا جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے چاہے اعضا بنے ہوں یا نہ بنے ہوں۔ بچہ تام الخلقت یعنی جو رحم میں پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بغیر ذبح مر گیا۔

۸- اولیائے کرام کی نذر و نیاز کے جانور کا گوشت جائز ہے جب کہ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر ذبح کیا گیا ہو جیسا کہ تفسیرات احمدیہ ص ۴۲ پارہ دوم کی آیت کریمہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے تحت ہے۔ البقرة المنذورة للاولياء كما هو الرسم فی زماننا حلال طيب لانه لم يذكر اسم غير الله عليها رقت

الذبح وان کانوا ینذرونها له۔

۹- جانور کا کیا ہوا شکار مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ اول! شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا ہو۔ دوم: اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو دبوچ کر نہ مارا ہو۔ سوم: شکاری جانور کے پاس پہنچا تو اس نے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہہ کر اسے ذبح کیا ہو۔ ان شرطوں میں سے اگر کوئی شرط نہ پائی گئی تو جانور حلال نہ ہوگا۔

(خزائن العرفان)

۱۰- سکھائے ہوئے شکاری جانور کی پہچان یہ ہے کہ اگر شکار پر چھوڑا جائے تو جھپٹ جائے روکا جائے تو رک جائے۔ اور شکار کیے ہوئے جانور کو مالک کے لیے چھوڑ رکھے اس میں سے کچھ نہ کھائے۔ تفسیر جلالین: ص ۹۳ میں ہے۔ علامتها ان تسترسل اذا ارسلت وتنزجر اذا زجر وتمسك الصيد ولا تاكل منه۔

۱۱- بندوق یا غلیل کا کیا ہوا شکار اگر مر جائے تو حرام ہے۔ (رد المحتار، بہار شریعت) اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے لا یحل صید البندقة والحجر۔

۱۲- جو شکار شوقیہ محض بغرض تفریح ہو بندوق غلیل کا ہو خواہ مچھلی کا روزانہ ہو خواہ کبھی کبھی مطلقاً بالاتفاق حرام ہے۔ درمختار کتاب الصید میں ہے ہو مباح الا للتلهی کما هو الظاهر۔

۱۳- بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈک کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں ایسا کرنا منع ہے کہ اس سے جانور کو ایذا دینا ہے۔ اسی طرح زندہ گھنیسا (کیچوا) کانٹے میں پرو کر شکار کرتے ہیں یہ بھی منع ہے۔ (بہار شریعت جلد ہفدہم ص ۳۰-۲۷)

۱۴- بعض لوگ قصاب کے پیشہ کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ اس کی کراہت کا قول کسی سے منقول نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار)

قربانی

١ – عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاهٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ .

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس سے ہم کوثواب ملے گا؟ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے عرض کیا اور اون یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا: اون کے ہر بال میں بھی ایک نیکی ملے گی۔ (احمد، ابن ماجہ)

٢ – عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قربانی کے ایام میں ابن آدم کا کوئی عمل خدائے تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں۔ اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں، کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدائے تعالیٰ کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٣ – عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهٗ مَاهٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِيْ اَنْ

حضرت حنش رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو دو دنبے ذبح کرتے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے وصیت

اُضَحِّیَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْهُ ۔
(ابوداؤد)

فرمائی ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے قربانی کیا کروں تو میں (دوسرا دنبہ حضور کی جانب سے) قربانی کررہا ہوں۔

۴- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَّجَدَ سِعَةً وَّلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب ہرگز نہ آئے۔

۵- عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمْ هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلْیُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهٖ وَاَظْفَارِهٖ ۔

حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جب تم بقرعید کا چاند دیکھو اور تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ بال منڈانے، ترشوانے اور ناخن کٹوانے سے رکا رہے۔ (مسلم)

انتباہ

۱- قربانی کے مسئلے میں صاحب نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت یا سامان غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیز حاجت اصلیہ سے زائد ہو۔

۲- جو مالک نصاب اپنے نام سے ایک بار قربانی کر چکا ہے اور دوسرے سال بھی وہ صاحبِ نصاب ہے تو پھر اس پر اپنے نام سے قربانی واجب ہے اور یہی حکم ہر سال ہے۔ حدیث میں ہے۔ اِنَّ عَلٰی كُلِّ اَهْلِ بَیْتٍ فِیْ كُلِّ عَامٍ اَضْحِیَه (ترمذی)

۳- اگر کوئی صاحب نصاب اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بجائے دوسرے کی طرف سے کردے اور اپنے نام سے نہ کرے تو سخت گنہگار ہو گا لہٰذا اگر دوسرے کی طرف سے بھی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ایک دوسری قربانی کا انتظام کرے۔

۴۔ بعض لوگوں کا جو یہ خیال ہے کہ ’’اپنی طرف سے زندگی میں صرف ایک بار قربانی واجب ہے۔‘‘ شرعاً غلط اور بے بنیاد ہے اس لیے کہ مالکِ نصاب پر ہر سال اپنے نام سے قربانی واجب ہے۔

۵۔ دیہات میں دسویں ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق کے بعد ہی سے قربانی کرنا جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد کرے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری: ص ۲۶۰ میں ہے۔ **والوقت المستحبه للتضحية فى حق اهل السواد بعد طلوع الشمس۔**

شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں (بہار شریعت)

۷۔ شہری آدمی کو قربانی کا جانور دیہات میں بھیج کر نماز عید سے پہلے قربانی کرا کے گوشت کو شہر میں منگا لینا جائز ہے۔ درمختار مع ردالمحتار جلد پنجم: ص ۲۰۹ میں ہے۔ **حيلة مصرى ارادا لتعجيل ان يخرجها لخارج المصر فيضحى بها اذا طلع الفجر۔**

۸۔ قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں سے کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے **لا يعطى اجر الجزار منها۔**

۹۔ قربانی کا گوشت کافر کو دینا جائز نہیں۔

۱۰۔ قربانی کے جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھیں اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھیں اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ پھر اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھتے ہوئے تیز چھری سے ذبح کریں۔ قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اور اگر دوسرے کی

طرف سے ذبح کرتا ہے تو منی کی جگہ من کے بعد اس کا نام لے۔

عقیقہ

۱- عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ نِ الضَّبِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا ۔

حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے (کی پیدائش) کے ساتھ عقیقہ ہے لہٰذا اس کی جانب سے جانور ذبح کرو۔ (بخاری شریف۔)

۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَعِنْدَ النِّسَائِىِّ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے کیا (ابوداؤد) اور امام نسائی کی روایت میں دو دو مینڈھے کا ذکر ہے۔

۳- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَلَهٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ ۔ (ابوداؤد)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ) سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس شخص کے کوئی اولاد پیدا ہوئی پھر اس نے اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہا تو وہ لڑکے کی جانب سے دو بکری اور لڑکی کی طرف طرف سے ایک بکری ذبح کرے۔ (ابوداؤد)

انتباہ

۱- عقیقہ کے لیے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کر سکے تو جب چاہے کر سکتا ہے سنت ادا ہو جائے گی۔

۲- لڑکے کے عقیقہ میں بکرا اور لڑکی کے عقیقہ میں بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے لیکن اگر لڑکے کے عقیقہ میں بکری اور لڑکی کے عقیقہ میں بکرا ذبح کیا جب بھی حرج نہیں۔ (بہارشریعت)

۳- قربانی کی طرح عقیقہ میں بھی بکرا اور بکری کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے۔

(بہارشریعت)

۴- عوام میں جو مشہور ہے کہ ''عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ' دادا دادی اور نانا نانی نہ کھائیں'' یہ غلط ہے۔اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ (بہارشریعت)

۵- عقیقہ کے جانور کو ذبح کرنے کے لیے بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ الْعَقِيْقَةُ لِا بْنِ فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَآءً لِّاَبْنِيْ مِنَ النَّارِ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ پھر اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ کہہ کر ذبح کرے اگر اپنا لڑکا ہو تو دعا میں لِا بنی کے بعد فلاں کی جگہ اپنے لڑکے کا نام لے۔ اور اگر اپنی لڑکی ہو۔ لِا بْنِيْ کی جگہ لِابْنَتِيْ کہہ کر لڑکی کا نام لے۔ اور اگر دوسرے کا لڑکا ہو تو اِبْنِ فُلَانٍ کی جگہ لڑکے کا نام والدین کے ساتھ لے اور لڑکے کے عقیقہ میں دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وغیرہ مذکر کی ضمیر کے ساتھ پڑھا جائے گا اور لڑکی کے عقیقہ میں دَمُهَا بِدَمِهَا وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهَا وغیرہ مونث کی ضمیر کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

اچھے بُرے نام

۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَآئِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خدائے تعالیٰ کے نزدیک تمہارے ناموں میں بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمان ہے۔ (مسلم)

۲- عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَآئِكُمْ وَاَسْمَآءِ اٰبَائِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَآئَكُمْ ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا۔ لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو۔

(احمد، ابوداؤد)

۳- عَنْ اَبِیْ وَهْبِ نِ الْجُشَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاَسْمَآءِ الْاَنْبِيَآءِ ۔

حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: انبیاء کے ناموں پر نام رکھو۔

(ابوداؤد)

۴- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاِسْمِیْ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو۔

۵- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَهٗ ثَلٰثَةُ اَوْلَادٍ فَلَمْ يُسَمِّ اَحَدًا مِّنْهُمْ مُّحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ التسلیم نے فرمایا: جس شخص کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام بھی محمد نہ رکھے تو وہ بالیقین (ایمان وعشق) کے تقاضے سے جاہل ہے۔ (طبرانی کبیر)

۶- عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُغَیِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِیْحَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بُرے نام کو (اچھے نام سے) بدل دیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

۷- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا کَانَتْ لِعُمَرَ یُقَالُ لَہٗ عَاصِیَةَ فَسَمَّاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمِیْلَةَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی ایک صاحب زادی تھیں جن کا نام عاصیہ تھا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔ (مسلم)

انتباہ

۱- جن کا نام عبدالرحمان، عبدالخالق، عبدالمعبود، عبدالقدوس یا عبدالقیوم ہو اسے رحمان، خالق، معبود، قدوس، قیوم کہنا حرام ہے۔ اس لیے کہ ان کا اطلاق غیر اللہ پر ناجائز ہے۔ ہاں اگر عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز قسم کا نام ہو تو رحیم، کریم اور عزیز کہہ سکتے ہیں اس لیے کہ ان کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے۔

۲- عبدالمصطفیٰ، عبدالرسول عبدالنبی نام رکھنا جائز ہے کہ اس نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں۔ رہی عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف تو یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ (بہار شریعت)

۳- غلام محمد، غلام علی، غلام حسین وغیرہ جن میں انبیاء، صحابہ، اولیائے کرام کے نام کی طرف غلام کا اضافہ کر کے نام رکھا جائے جائز ہے۔ اسی طرح محمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش وغیرہ جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملایا گیا ہو جائز ہے۔ (بہار شریعت)

۴- محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، رسول اللہ، نبی اللہ یا نبی الزمان نام رکھنا حرام ہے کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا۔ مگر صورتِ ادعا ضرور ہے اور وہ یقیناً حرام ہے۔ (احکام شریعت، بہار شریعت)

۵- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کی بیویوں اور لڑکیوں نیز صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مبارک، سنجیدہ اور پر وقار نام چھوڑ کر آج کل لوگوں نے بازاری عورتوں کے بھڑک دار نام پر اپنی لڑکیوں کا نام رکھنا اختیار کر لیا ہے جیسے نجمہ، ثریا، مشتری اور پروین وغیرہ ایسا ہرگز نہ چاہیے۔

کھانے کا بیان

۱- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّايُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ .

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس کھانے کو شیطان اپنے لیے حلال سمجھتا ہے۔ (مسلم)

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاْكُلْ بِيَمِيْنِهٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ . (مسلم شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص کچھ کھانا چاہے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب کوئی چیز پینا چاہے تو داہنے ہاتھ سے پیے۔ (مسلم شریف)

۳- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِهَا .

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کچھ کھائے نہ کچھ پیئے اس لیے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم شریف)

چائے اور بیڑی سگریٹ بھی بائیں ہاتھ سے نہیں پینا چاہیے۔

۴- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”حلوا بمد و قصر اطلاق کردہ نمی شود مگر بر آنچہ ساختہ باشند آنرا بصنعت و جامع باشد میان چربی و شیرینی کذافی مجمع البحار (اشعۃ اللمعات جلد سوم: ص۴۹۱) یعنی حلوا صرف اس کو کہا جاتا ہے کہ جو مخصوص طریقہ سے بنایا جاتا ہے اور میٹھا و چربی کا مجموعہ ہوتا ہے اسی طرح مجمع البحار میں ہے۔ لہٰذا حلوا کا ترجمہ محض شیرینی کرنا صحیح نہیں ہے۔

۵- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِیْ اَحَدِ جَنَاحَیْهِ دَاءً وَّفِی الْاٰخِرِ شِفَاءً فَاِنَّهٗ یَتَّقِیْ بِجَنَاحَیْهِ الَّذِیْ فِیْهِ الدَّاءُ فَلْیَغْمِسْهُ كُلَّهٗ ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے دو (اور پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے۔ اور اسی بازو سے اپنے آپ کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے (تو وہ کھانے میں پہلے پڑ جاتا ہے) لہٰذا اسے پوری ڈبو دو۔

۶- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَاعَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَاماً قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری)

۷- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَنَسِیَ اَنْ یَّذْكُرَ اللّٰهَ عَلٰی طَعَامِهٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب کوئی شخص کھانا کھائے اور کھانے پر اللہ کا نام لینا بھول جائے تو اس کو چاہیے کہ درمیان ہی میں یہ دعا پڑھ لے بسم اللہ اولہ و آخرہ

(ترمذی)

۸- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ قَالَ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین[1] ۔

(ترمذی، ابوداؤد)

انتباہ

بعض دسترخوانوں پر اشعار لکھے رہتے ہیں ان کا بچھانا اور ان پر کھانا منع ہے

(بہار شریعت جلد سوم: ص ۳۸۷)

پینے کا بیان

۱- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا کَشُرْبِ الْبَعِیْرِ وَلٰکِنْ تَشْرَبُوْا مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوْا اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اونٹ کی طرح ایک سانس میں کوئی چیز نہ پیو۔ بلکہ دو دو تین تین مرتبہ میں پیو۔ اور جب پیو تو بسم اللہ کہہ لو اور جب منہ سے ہٹاؤ تو الحمد للہ کہو۔

(ترمذی)

۲- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلٰثًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَزَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَۃٍ وَیَقُوْلُ اِنَّہٗ اَرْوٰی وَاَبْرَءُ وَاَمْرَءُ ۔

(مشکوۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کے حضور علیہ الصلوۃ والسلام پینے میں تین بار سانس لیتے تھے (بخاری، مسلم) اور امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضور فرماتے تھے اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لیے مفید وخوش گوار (بھی) ہے۔

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَھٰی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضور

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ اَوْیُنْفَخَ فِیْہِ ۔

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا۔

(ابوداؤد)

۴- عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَھٰی اَنْ یَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا۔

(مسلم شریف)

۵- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِیْ فَلْیَسْتَقِیْءْ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کھڑے ہوکر ہرگز کوئی شخص نہ پیے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے تو وہ قے کر دے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''چوں حکم نسیاں این ست درعمد بطریق اولیٰ خواہد بود''۔ (اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۵۲۲) یعنی جب بھول کر پینے میں قے کرنے کا حکم ہے تو قصداً پینے میں بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہوگا۔

لباس

۱- عَنْ سَمُرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلْبَسُوا الثِّیَابَ الْبِیْضَ فَاِنَّھَا اَطْھَرُ وَاَطْیَبُ ۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ وہ بہت پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں۔ (احمد، مشکوٰۃ)

۲- عَنْ عُبَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّھَا سِیْمَاءُ الْمَلَائِکَۃِ وَاَرْخُوْھَا خَلْفَ ظُھُوْرِکُمْ ۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عمامہ ضرور باندھا کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس (کے شملہ) کو پیٹھ کے پیچھے لٹکالو۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

۳- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَبِسَ قَمِیْصًا بَدَأَ بِمَیَامِنِهٖ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا جب کرتا پہنتے تو داہنی جانب سے شروع فرماتے۔ (ترمذی)

۴- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْهِ لَا جُنَاحَ عَلَیْهِ فِیْمَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْکَعْبَیْنِ مَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِی النَّارِ قَالَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّلَا یَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا .

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے اور آدھی پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔ جو (کپڑا) ٹخنے سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے، حضور علیہ السلام نے اس جملہ کو تین بار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تہبند (یا پاجامہ کو تکبر سے گھسیٹتا چلے۔ (ابوداؤد)

۵- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ اَنْ یَّرٰی اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰی عَبْدِهٖ .

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ (کے لباس اور وضع سے) ظاہر ہو۔ (ترمذی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں ''ازیں جا معلوم می شود کہ پوشیدن نعمت وکتمانِ آں روانیست وگویا موجب کفرانِ نعمت ست (اشعۃ اللمعات جلد سوم: ص ۵۲۸) یعنی یہاں سے معلوم ہوا کہ نعمت کو پوشیدہ کرنا اور چھپانا جائز نہیں اور گویا نعمت کی ناشکری کا سبب ہے۔

٦- عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابوبکر (رضی اللہ عنہما) باریک کپڑے پہن کر

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْھَا وَقَالَ یَا اَسْمَآءُ اِنَّ الْمَرْأَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَصْلَحَ اَنْ یُّرٰی مِنْھَا اِلَّا ھٰذَا وَھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْھِہٖ وَکَفَّیْہِ ۔

حضور علیہ السلام کے سامنے آئیں، حضور علیہ السلام نے ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور فرمایا! اے اسماء! عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ ہرگز نہ دکھائی دینا چاہیے سوا اس کے اور اس کے اور اشارہ فرمایا اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی جانب۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

۷- عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَۃَ عَنْ اُمِّہٖ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَۃُ بِنْتُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَلٰی عَآئِشَۃَ وَعَلَیْھَا خِمَارٌ رَقِیْقٌ فَشَقَّتْہُ عَآئِشَۃُ وَکَسَتْھَا خِمَاراً کَثِیْفًا ۔

حضرت علقمہ بن ابو علقمہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حفصہ بنت عبدالرحمان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ اڑا دیا۔ (مالک، مشکوٰۃ)

انتباہ

آج کل عورتیں بہت باریک اور چست کپڑا پہننے لگی ہیں جس سے بدن کے اکثر اعضا ظاہر ہوتے ہیں عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا حرام ہے۔

آج کل مرد بھی اسٹبسل وغیرہ کا ہلکا تہبند پہننے لگے ہیں جس سے بدن کی رنگت جھلکتی ہیں اور ستر نہیں ہوتا مردوں کو بھی ایسا تہبند حرام ہے۔ بعض لوگ اسی کو پہن کر نماز بھی پڑھتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لیے کہ ستر عورت نماز میں فرض ہے اور بعض لوگ دھوتی باندھتے ہیں۔ دھوتی باندھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے ستر بھی نہیں ہوتا کہ چلنے میں ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا ضروری ہے اور نیکر جانگھیا پہننا کہ جس سے گھٹنا کھلا رہتا ہے حرام ہے۔

جوتا پہننا

۱- عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ اَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِباً مَا انْتَعَلَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جوتے بکثرت استعمال کرو اس لیے کہ آدمی جب تک جوتا پہنے رہتا ہے وہ سوار (کی طرح) ہے۔ (ابوداؤد)

۲- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب جوتا پہنے تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے۔ (بخاری، مسلم)

۳- عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اَنْ نَحْتَفِيَ اَحْيَاناً.

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم کو حکم فرماتے تھے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔ (ابوداؤد)

۴- عَنْ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قِيْلَ لِعَآئِشَةَ اِنَّ امْرَاَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ قَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَآءِ.

حضرت ابو ملیکہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

انگوٹھی

۱- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (مردوں کو) سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔ (مسلم شریف)

نووی شرح مسلم جلد ثانی: ص ۱۹۵ پہ ہے۔ اجمع المسلمون علی اباحة خاتم الذهب للنساء واجمعوا علی تحریمه علی الرجال۔ یعنی مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی جائز ہے اور مردوں کے لیے حرام ہے۔ اور اشعۃ اللمعات جلد سوم: ص ۵۵۹ میں ہے: ''حرمت خاتم ذہب در حق رجال ست اما نساء را حرام نیست'' یعنی سونے کی انگوٹھی کی حرمت مردوں کے لیے ہے لیکن عورتوں کے لیے حرام نہیں ہے۔

۲- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَكَ اِنْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَّقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دی اور فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جہنم کے انگارے کا ارادہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ جب حضور تشریف لے گئے تو کسی نے اس شخص سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اٹھا لو کسی اور کام میں لانا۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم میں اسے کبھی نہ لوں گا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دی۔

(مسلم شریف)

۳- عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ شَبَهٍ مَّا لِيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ مَا لِيْ اَرٰى عَلَيْكَ حِلْيَةَ اَهْلِ النَّارِ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص سے فرمایا جو پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا' کیا بات ہے کہ تجھ سے بتوں کی بو آتی ہے۔ انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی۔ پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں تم

فَطَرَحَهٗ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَتَّخِذُهٗ قَالَ مِنْ وَرِقٍ وَّلَا تُتِمَّهٗ مِثْقَالًا ۔

(ترمذی)

جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اس شخص نے وہ انگوٹھی بھی پھینک دی۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کر یعنی وزن میں پوری ساڑھے چار ماشہ نہ ہو بلکہ کچھ کم ہو۔

انتباہ

مردوں کو ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلے پہننا یا ایک سے زائد نگینے والی انگوٹھی پہننا اگرچہ چاندی کی ہونا جائز ہے۔ (بہار شریعت)

حجامت

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت سے ہیں (یعنی انبیائے سابقین علیہم السلام کی سنت ہیں) ختنہ کرنا، موئے زیر ناف مونڈنا، مونچھیں کتروانا، ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اکھیڑنا۔

۲- عَنْ اَنَسٍ قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِیْ قَصِّ الشَّوَارِبِ وَتَقْلِیْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَّا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۔

(مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مونچھیں کاٹنے بال تراشنے، بغل کے بال اکھڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے میں ہمارے لیے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ ہم چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی چالیس دن کے اندر ہی اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ "باید از

چہل روز نہ گزردو اگر کمتر ازاں کنند افضل ست، وگفتہ اند کہ آنحضرت قص شارب و تقلیم اظفار در جمعہ می کرد وحلق عانہ در بست روز ونتف الابط در چہل روز"

(اشعۃ اللمعات جلد سوم: ص ۵۶۹)

یعنی چالیس روز سے زیادہ نہیں گزرنا چاہیے اور اگر اس سے کم میں کرے تو افضل ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ مونچھ اور ناخن ہر جمعہ کو کاٹتے تھے اور ہر بیس روز پر موئے زیر ناف مونڈتے تھے اور ہر چالیس روز بعد بغل کے بال اکھاڑتے تھے۔

۳- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلُقَ الْمَرْاَةُ رَاسَهَا.

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا۔ (نسائی، مشکوٰۃ)

انتباہ

۱- ناخن تراشنے میں حضور سید عالم ﷺ سے یہ ترتیب مروی ہے کہ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھوٹی انگلی پر ختم کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن تراشے۔

(بہار شریعت)

۲- آج کل عورتیں سر کے بال کٹا کر لونڈوں کی شکل اختیار کرنے لگی ہیں یہ سخت ناجائز و گناہ ہے۔ حضور سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

۳- سنت یہ ہے کہ مرد پورے سر کے بال منڈائے یا بڑھائے اور مانگ نکالے فتاویٰ عالمگیری مصری: ص ۳۱۲ ج ۵ میں ہے۔ فی الروضۃ الزند ویستی ان السنۃ فی شعر الراس اما الفرق واما الحلق. وذکرا الطحطاوی الحلق سنۃ ونسب ذلك الی العلماء الثلثۃ کذافی التتارخانیۃ اور سید الفقہاء ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حلق الراس وقصرہ مسنون للرجال علی سبیل التخییر (تفسیرات احمدیۃ: ص ۳۱)

داڑھی، مونچھ

١ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو (اس طرح کہ) داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب کم کرو اور ایک روایت میں ہے کہ مونچھوں کو پست کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

(بخاری، مسلم)

٢ - عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو اپنی مونچھ نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی) ہمارے طریقہ کے خلاف ہے۔ (ترمذی، نسائی)

٣ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللُّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوْسَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ (اس طرح) مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

(مسلم شریف)

ضروری انتباہ

١- آج کل مسلمانوں نے داڑھی میں طرح طرح کا فیشن نکال رکھا ہے۔ اکثر لوگ بالکل صفایا کر دیتے ہیں، کچھ لوگ صرف ٹھوڑی پر ذرا سی رکھتے ہیں بعض لوگ ایک دو انگل ڈاڑھی رکھتے ہیں اور اپنے کو متبع شریعت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ڈاڑھی کا بالکل صفایا کرانے والے اور ڈاڑھی کو ایک مشت سے کم رکھنے والے دونوں شریعت کی نظر میں یکساں ہیں۔ بہارِ شریعت جلد شانزدہم: ص ١٩٧ میں ہے۔ ڈاڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے، مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔ اور

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اوّل: ص ۲۱۲ میں فرماتے ہیں: ''حلق کردن لحیہ حرام ست وروش افرنج وہنود وجوالقیان ست کہ ایشان راقلندریہ گویند وگذاشتن آن بقدر قبضہ واجب ست' آنکہ آن راسنت گویند بہ معنی طریقہ ملوک در دین ست' یا بجہت آنکہ ثبوت آں بسنت ست چنانکہ نماز عید راسنت گفتہ اند''یعنی ڈاڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں' ہندوؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے اور ڈاڑھی کو ایک مشت تک چھوڑنا واجب اور جن فقہاء نے ایک مشت داڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا (تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کے نزدیک واجب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ یا تو یہاں سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے یا اس وجہ سے کہ ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ نمازِ عید کو مسنون فرمایا' حالاں کہ نماز عید واجب ہے۔

اور درمختار مع ردالمحتار جلد دوم: ص ۱۱۶' ردالمحتار جلد دوم: ص ۱۱۷ بحرالرائق جلد دوم: ص ۲۸۰' فتح القدیر جلد دوم: ص ۲۷۰ اور طحطاوی: ص ۴۱۱ میں ہے۔ وَاللَّفْظُ لِلطَّحْطَاوِی اَلْاَخْذُ مِنَ اللِّحْیَةِ وَھُوَ دُوْنَ ذٰلِكَ (ای القدر المسنون وھو القبضۃ) کَمَا یَفْعَلُهٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ لَمْ یُبِحْهُ اَحَدٌ وَّاَخْذُ کُلِّھَا فِعْلُ یَھُوْدِ الْھِنْدِ وَمَجُوْسِ الْاَعَاجِمِ۔ یعنی ڈاڑھی جب کہ ایک مشت سے کم ہو تو اس کو کاٹنا جس طرح کہ بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں کسی کے نزدیک حلال نہیں اور کلی ڈاڑھی کا صفایا کرنا یہ کام تو ہندوستان کے یہودیوں اور ایران کے مجوسیوں کا ہے۔''

۲۔ حد شرع یعنی ایک مشت سے کچھ زائد ڈاڑھی رکھنا جائز ہے لیکن ہمارے ائمہ وجمہور علماء کے نزدیک اس کا طول فاحش کہ جو حد تناسب سے خارج اور باعث انگشت نمائی ہو مکروہ وناپسندیدہ ہے۔ (لمعۃ الضحیٰ)

خضاب

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیِّرُوْا الشَّیْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بڑھاپے کو بدل ڈالو یعنی خضاب لگاؤ اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔ (ترمذی)

۲- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا غُیِّرَ بِهِ الشَّیْبُ الْحِنَّاءُ وَالْکَتَمُ ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے مہندی اور کتم ہے یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم۔ (ابوداؤد)

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَکُوْنُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یَخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا یَجِدُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو کالا خضاب استعمال کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے۔ وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔ (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ)

سونا، لیٹنا

۱- عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰی رِجْلَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰی ظَهْرِهٖ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا ہے جبکہ چت لیٹا ہو۔ (مسلم شریف)

یہ ممانعت اس وقت ہے جب کہ ایک پاؤں کھڑا ہو کہ اس طرح بے ستری کا اندیشہ ہے اور اگر پاؤں کو پھیلا کر ایک دوسرے پر رکھے تو کوئی حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

۲- عَنْ اَبِیْ هریرة قَالَ رَاٰی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رجلا مضطجعًا علٰى بطنه فقال ان هذه ضجعة لا يحبها الله

نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا فرمایا اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ (ترمذی)

۳- عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَطْحٍ لَّيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا، فرمایا اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ (ترمذی)

انتباہ

۱- مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور کچھ دیر داہنی کروٹ پر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر۔

۲- جب لڑکی اور لڑکے کی عمر دس سال ہو تو انہیں الگ الگ سلانا چاہیے۔

۳- میاں بیوی جب ایک چارپائی پر سوئیں تو دس برس کے بچہ کو اپنے ساتھ نہ سلائیں۔

۴- دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب وعشاء کے درمیان سونا مکروہ ہے۔

(بہار شریعت)

۵- ہندو پاکستان میں شمال یعنی اتر جانب پاؤں پھیلا کر سونا بلا شبہ جائز ہے۔ اسے ناجائز سمجھنا غلطی ہے

۶- جب سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ (بہار شریعت)

خواب

۱- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ

وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّۃِ ۔ | ہے۔ (بخاری ومسلم)

۲ – عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اچھا خواب خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی جانب سے۔ (بخاری، مسلم)

۳ – عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے (واقعی) مجھ ہی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کرسکتا۔ (بخاری، مسلم)

۴ – عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ رَاْسِیْ قُطِعَ قَالَ فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِذَا لَعِبَ الشَّیْطَانُ بِاَحَدِکُمْ فِیْ مَنَامِہٖ فَلَا یُحَدِّثْ بِہِ النَّاسَ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا (یا رسول اللہ!) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرا سر کاٹ ڈالا گیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا جب خواب میں شیطان کسی کے ساتھ کھیلے تو وہ اس خواب کو لوگوں سے بیان نہ کرے۔ (مسلم شریف)

۵ – عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَھُھَا فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَّسَارِہٖ ثَلٰثًا وَّلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ ثَلٰثًا وَّلْیَتَحَوَّلْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم میں سے جو کوئی برا خواب دیکھے تو اس کو چاہیے کہ بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین بار شیطان سے خدائے تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس کروٹ

عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ ۔

پر پہلے تھا اسے بدل دے۔ (مسلم شریف)

فال گوئی

۱ - عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَهُ عَنْ شَیْءٍ لَّمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جو شخص کاہن اور نجومی کے پاس جا کر کچھ دریافت کرے اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ (مسلم شریف)

۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی کَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ بَرِیَٔ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص کاہن اور جوتشی کے پاس جائے اور اس کے بیان کو سچا جانے تو وہ قرآن و دین اسلام سے الگ ہو گیا۔ (احمد، ابوداؤد)

۳ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلَ اُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْکُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ لَیْسُوْا بِشَیْءٍ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ یُحَدِّثُوْنَ اَحْیَانًا بِالشَّیْءِ یَکُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْکَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ یَخْطَفُهَا الْجِنِّیُّ فَیَقُرُّهَا فِیْ اُذُنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کاہنوں کی بابت پوچھا (کہ ان کی باتیں قابلِ اعتماد ہیں یا نہیں) حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ بالکل (قابلِ اعتماد) نہیں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بعض وقت وہ ایسی خبر دیتے ہیں جو سچ ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: وہ کلمۂ حق ہے جس کو (فرشتوں سے) شیطان اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کاہن کے کان میں اس طرح ڈال دیتا ہے

وَلِيِّهٖ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ ۔ (بخاری، مسلم)

جس طرح ایک مرغی دوسری مرغی کے کان میں آواز پہنچاتی ہے پھر وہ کاہن اس کلمۂ حق میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں۔

چھینک، جماہی

۱ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَعَطَسَ غَطّٰى وَجْهَهٗ بِيَدِهٖ اَوْثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب چھینک آتی تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست کرتے۔ (ترمذی)

۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعَطَسَ اَحَدُ كُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْصَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یرحمک اللہ کہے جب یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ لے تو چھینکنے والا اس کے جواب میں یہ کہے۔ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔ (بخاری)

۳ - عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَائَبَ اَحَدُ كُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰى فَمِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْهِ ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب کسی کو جماہی آئے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

انتباہ

۱- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جماہی سے محفوظ ہیں اس لیے کہ اس میں شیطانی

مداخلت ہے اس کے روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب جماہی آنے والی ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں فوراً رک جائے گی۔ (بہار شریعت، شامی جلد اوّل: ص ۴۳۶)

۲۔ اگر چھینکنے والا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہے تو سننے والے پر فوراً اس طرح جواب دینا واجب ہے کہ وہ سن لے۔

۳۔ بعض لوگ چھینک کو بد فالی خیال کرتے ہیں مثلاً کسی کام کے لیے جا رہا ہے اور کسی کو چھینک آ گئی تو سمجھتے ہیں وہ کام انجام نہیں پائے گا۔ یہ جہالت ہے اس لیے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں بلکہ ایسے موقع پر چھینک آنا اور اس پر ذکرِ الٰہی کرنا نیک فالی ہے۔

اجازت

۱۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا قُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا۔

(بخاری، مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے آستانہ اقدس پر حاضر ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور میں آواز پہنچاتی نے فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کی میں ہوں تو آپ نے فرمایا میں (تو) میں بھی ہوں۔

یعنی جواب میں اپنا نام لینا چاہیے۔ ''میں'' کہنا کافی نہیں ہے کیوں کہ ''میں تو ہر شخص ہے۔''

۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَّمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ داہنے، یا بائیں

وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهٖ الْاَيْمَنِ اَوِالْاَ يْسَرِ .

دروازہ سے ہٹ کر کھڑے ہوتے تھے۔ (ابوداود)

۳- عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ عَلٰى اُمِّىْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّىْ مَعَهَا فِى الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّىْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا .

(مالک، مشکوٰۃ)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لوں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا میں تو اس کے ساتھ اسی مکان میں رہتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ۔ انہوں نے کہا میں اپنی ماں کا خادم ہوں (یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے پھر اجازت کی کیا ضرورت ہے؟) رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اجازت لے کر جاؤ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنی ماہ کو برہنہ دیکھو؟ عرض کیا نہیں فرمایا تو اجازت حاصل کرلیا کرو۔

سلام

۱- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَىْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو تمہارے درمیان محبت بڑھے اور وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو رواج دو۔ (مسلم)

۲- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ

فرمایا: کلام سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔ (ترمذی)

۳- عَنْ عَبْدِاللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَادِیْ بِالسَّلَامِ بَرِیٌّ مِّنَ الْکِبْرِ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سلام میں پہل کرنے والا غرور تکبر سے پاک ہے۔ (بیہقی)

۴- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا انْتَھٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی مَجْلِسٍ فَلْیُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَاَ لَہٗ اَنْ یَّجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے پھر اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے۔ (ترمذی)

نوٹ: جو لوگ قرآن شریف یا وعظ سننے سنانے میں مشغول ہوں یا پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوں انہیں سلام نہ کیا جائے۔

۵- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِكَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃً عَلَیْكَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِكَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے بیٹے! جب تو گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کر کیونکہ تیرا سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کیلئے برکت کا سبب ہوگا۔ (ترمذی)

۶- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّہَ بِغَیْرِنَا لَا تَشَبَّھُوْا بِالْیَھُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰی فَاِنَّ تَسْلِیْمَ الْیَھُوْدِ الْاِشَارَۃُ بِالْاَصَابِعِ وَ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص (سلام کرنے میں) غیروں کی مشابہت اختیار کرے وہ ہم سے نہیں ہے، یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں

تَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْإِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ ۔(ترمذی، مشکوٰۃ)

کے اشارہ سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارہ سے ہے۔

۷- عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر تمہاری ملاقات بد مذہبوں سے ہو انہیں سلام نہ کرو۔ (ابن ماجہ)

انتباہ

۱- خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ زبان سے جواب دے۔ دوسرے یہ کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیج دے (بہار شریعت) درمختار اور شامی جلد پنجم ص ۲۷۵ ہے یجب رد جواب کتاب التحیة۔

۲- کسی نے خط میں لکھا کہ فلاں کو سلام کہو تو مکتوب الیہ پر اس سلام کا پہنچانا واجب نہیں اگر پہنچائے گا تو ثواب پائے گا۔

۳- کسی نے کہا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اور اس نے وعدہ کر لیا تو سلام پہنچانا واجب ہے اگر نہیں پہنچائے گا تو گنہگار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری باب السلام میں ہے۔ اذا امر رجلاان یقرأ سلامه علیٰ فلان یجب علیه ذلك كذافی الغیاثیه شامی میں ہے والظاهر ان هذا اذا رضی بتحملها۔

۴- کسی نے سلام بھیجا تو اس طرح جواب دے کہ پہلے پہنچانے والے کو پھر اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یوں کہے علیک وعلیہ السلام فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم باب السلام میں ہے۔ من بلغ انسانا سلاما من غائب كان عليه ان يرد الجواب على المبلغ اولا ثم على ذلك الغائب كذافی الذخيرة، شامی میں ہے فظاهره الوجوب۔

مصافحہ

۱- عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَابَیْنِ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّاغُفِرَ لَھُمَا قَبْلَ اَنْ یَّتَفَرَّقَا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ (ترمذی)

۲- عَنْ عَطَآءِ نِ الْخُرَاسَانِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَصَافَحُوْا یَذْھَبُ الْغِلُّ۔

حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آپس میں مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوگا۔

(ترمذی)

۳- عَنْ زَارِعٍ وَّکَانَ فِیْ وَفْدِ عَبْدِالْقَیْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَہٗ۔

حضرت زارع جو (وفد) عبدالقیس میں شامل تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم جلد جلد اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیا۔

(ابوداؤد، مشکوۃ)

انتباہ

۱- دینی پیشوا کے ہاتھ اور پاؤں چومنا جائز ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد چہارم: ص ۲۱ پر فرماتے ہیں ''بوسہ دادن دست عالم متورع راجائز ست وبعضے گفتہ اند مستحب ست'' یعنی پرہیز گار عالم کا ہاتھ چومنا جائز ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ مستحب ہے۔ اور وفد عبدالقیس کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ازیں جا تجویز پائے بوسی معلوم شد یعنی اس حدیث شریف سے

پاؤں چومنے کا جواز ثابت ہوا۔

۲- ہر نماز با جماعت کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء میں ہے۔ تَجُوْزُ الْمُصَافَحَةُ وَلَوْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقَوْلُهُمْ إِنَّهُ بِدْعَةٌ أَيْ مُبَاحَةٌ حَسَنَةٌ كَمَا أَفَادَهُ النَّوَوِيُّ فِيْ أَذْكَارِهِ ...... ملخصاً یعنی بعد نماز عصر بھی مصافحہ کرنا جائز ہے اور فقہا نے جو اسے بدعت فرمایا تو وہ بدعتِ مباحہ حسنہ ہے۔ جیسا کہ امام نووی نے اپنے افکار میں فرمایا۔ اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے۔ قَالَ اِعْلَمْ أَنَّ الْمُصَافَحَةَ مُسْتَحَبَّةٌ عِنْدَ كُلِّ لِقَاءٍ وَّأَمَّا مَا اعْتَادَهُ النَّاسُ مِنَ الْمُصَافَحَةِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ فَلَا أَصْلَ لَهُ فِي الشَّرْعِ عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ وَلٰكِنْ لَا بَأْسَ بِهٖ ۔ قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْبُكْرِيُّ وَتَقْيِيْدُهٗ بِمَا بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ عَلٰى عَادَةٍ كَانَتْ فِيْ زَمَنِهٖ وَإِلَّا فَعَقَبَ الصَّلٰوةِ كُلِّهَا كَذٰلِكَ ...... ملخصاً ۔ یعنی امام نووی نے فرمایا کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور فجر وعصر کی نماز کے بعد جو مصافحہ کا رواج ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ شیخ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صبح وعصر کی قید فقط لوگوں کی عادت کی بنا پر ہے جو امام نووی کے زمانہ میں تھی ورنہ ہر نماز کے بعد مصافحہ کا یہی حکم ہے یعنی جائز ہے۔

(شامی جلد پنجم: ص۲۵۲)

۳- وہابی غیر مقلد دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو ناجائز اور خلاف حدیث بتاتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات ترجمۂ مشکوٰۃ جلد چہارم: ص ۲۰ پر فرماتے ہیں۔ ''مصافحہ سنت ست نزد ملاقات وباید کہ بہر دو دست بود۔'' یعنی ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیے۔ اور احادیث کریمہ میں جو لفظ ''ید'' مستعمل ہے اس سے صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کا استدلال صحیح نہیں اس لیے کہ ایسی دو چیزیں جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتی ہوں جیسے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، موزہ، جوتا اور دستانہ وغیرہ اس

میں واحد کا لفظ بول کر دونوں مراد لیے جاتے ہیں۔ مثلاً زید نے ہاتھ سے پکڑا یعنی دونوں ہاتھوں سے اور پاؤں سے چلا۔ یعنی دونوں پاؤں سے اور آنکھ سے دیکھا یعنی دونوں آنکھوں سے۔ اور کہا جاتا ہے زید نے جوتا پہنا یعنی دونوں جوتے۔ وَقِسْ عَلٰی هٰذَا الْبَوَاقِیْ۔

یہ محاورہ ہند، ایران اور عرب میں سب جگہ مسلم ہے ورنہ حدیث شریف اَطْـلَـبُ الْـكَسَبِ عَمَلِ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ ۔ کا یہ مطلب ہو جائے گا کہ صرف ایک ہاتھ کی کمائی بہتر ہے دونوں ہاتھ کی کمائی بہتر نہیں۔ اور مشہور حدیث اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ۔ کا یہ مطلب ماننا پڑے گا کہ کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کے صرف ایک ہاتھ سے مسلمان امان میں رہیں اور دوسرے ہاتھ سے تکلیف میں۔ [1] من شاء التفصيل لهذا المسئلة فليطالع صفائح اللجين فی كون التصافح بكفی اليدين للامام احمد رضا رضی الله تعالٰی عنه۔

ماں باپ کے حقوق

۱ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِيْلَ مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْكِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ ۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس کی ناک غبار آلود ہو۔ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ شخص ذلیل ورسوا ہو) کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے ماں باپ دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کے وقت میں پایا پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔

۲ - عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد جاہمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت

[1] تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صفائح اللجین ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲ منہ

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا ۔

میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں ارشاد فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ عرض کیا ہاں؟ فرمایا اس کی خدمت اپنے اوپر لازم کر لے کیونکہ جنت ماں کے قدموں کے تلے ہے۔ (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

٣- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِّلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَّمَنْ اَصْبَحَ عَاصِيًا لِّلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مُفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَّاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ ۔

(بیہقی، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس نے اس حال میں صبح کی کہ ماں باپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار رہا تو اس کے لیے صبح ہی کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے بارے میں خدائے تعالیٰ کا نافرمان بندہ رہا تو اس کے لیے صبح ہی کو جہنم کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے ایک شخص نے کہا اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگرچہ ظلم کریں اگرچہ ظلم کریں اگرچہ ظلم کریں۔

٤- عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ ۔

(ابن ماجہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت ودوزخ ہیں یعنی جو لوگ ان کو راضی رکھیں گے جنت پائیں گے اور جو ان کو ناراض رکھیں گے

دوزخ کے مستحق ہوں گے۔

۵- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

(ترمذی)

۶- عَنْ عَبْدِاللّٰه بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رُسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتَمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ بات کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا ہاں (اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ) یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

۷- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَقَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْاَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ مَرَّةً غَفَرَاللّٰهُ لَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر ہر جمعہ کو زیارت کے لیے حاضر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اور وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے گا۔

اولاد کے حقوق

۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کوئی شخص اپنی اولاد کو

وَسَلَّمَ لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَیْرٌ لَّهٗ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ ۔

ادب سکھائے تو اس کے لئے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

۲- عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نَحَلَ وَالِدٌ وَّلَدَهٗ مِنْ نُّحْلٍ اَفْضَلُ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ ۔

حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اولاد کے لیے باپ کا کوئی عطیہ اچھی تربیت سے بہتر نہیں ہے۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

۳- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس کی پرورش میں دولڑکیاں بلوغ تک رہیں تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ بالکل پاس پاس ہوں گے۔ یہ کہتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی انگلیاں ملاکر فرمایا کہ اس طرح (مسلم)

۴- عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ اِبْنَتُكَ مَرْدُوْدَةً اِلَیْكَ لَیْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَیْرُكَ ۔

(ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا میں تم کو یہ نہ بتادوں کہ افضل صدقہ کیا ہے؟ اور وہ اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے جو تمہاری طرف (مطلقہ یا بیوہ ہونے کے سبب) واپس لوٹ آئی اور تمہارے سوا کوئی اس کا کفیل نہیں۔

۵- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جوشخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے پھر ان کو ادب سکھائے اور ان کے ساتھ مہربانی کرے یہاں تک کہ خدا ان کو

وَرَحِمَهُنَّ حَتّٰى يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ اَوِاثْنَتَيْنِ قَالَ اَوِ اثْنَتَيْنِ حَتّٰى لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَةٌ لَقَالَ وَاحِدَةً.

(شرح السنۃ مشکوٰۃ)

مستغنی کر دے (یعنی وہ بالغ ہو جائیں اور ان کے نکاح ہو جائے) تو پرورش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ جنت کو واجب کر دے گا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی پرورش پر کیا ثواب ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: دو کا ثواب بھی یہی ہے۔ (راوی کہتے ہیں) اگر صحابہ ایک بیٹی یا ایک بہن کے بارے میں دریافت کرتے تو ایک کی نسبت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہی فرماتے ہیں۔

انتباہ

بچہ کا اچھا سا نام رکھے برا نام نہ رکھے کہ برے نام کا بُرا اثر ہو گا تو تربیت قبول نہ کرے گا' ماں یا کسی نیک نمازی عورت سے دو سال تک دودھ پلوائے' پاک کمائی سے ان کی پرورش کرے کیوں کہ ناپاک مال ناپاک عادتیں پیدا کرتا ہے۔ کھیلنے کے لئے اچھی چیز جو شرعاً جائز ہو دیتا رہے' بہلانے کے لیے ان سے جھوٹا وعدہ نہ کرے۔ جب بچہ ہوشیار ہو تو کھانے پینے' اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے ماں باپ اور استاد وغیرہ کی تعظیم کا طریقہ بتائے۔ نیک اُستاد کے پاس قرآنِ مجید پڑھائے' اسلام وسنت سکھائے' حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت ان کے دِل میں ڈالے کہ یہی اصل ایمان ہے۔ جب بچہ کی عمر سات سال ہو جائے تو نماز کی تاکید کرے اور جب دس برس کا ہو جائے تو نماز کے لیے سختی کرے اگر نہ پڑھے تو مار کر پڑھائے' وضو غسل اور نماز وغیرہ کے مسئلہ بتائے۔ لکھنے اور تیرنے کی تعلیم دے' فن سپہ گری بھی سکھائے۔ بری صحت سے بچائے۔ عشقیہ ناول اور افسانے وغیرہ ہرگز نہ پڑھنے دے' جب جوان ہو جائے تو نیک شریف النسب لڑکی سے شادی کر دے اور وراثت سے اُسے ہرگز محروم نہ کرے۔

اور لڑکیوں کو سینا پرونا' کاتنا اور کھانا پکانا سکھائے' سورۂ نور کی تعلیم دے اور لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ فتنہ کا احتمال غالب ہے۔ بیٹوں سے زیادہ ان کی دلجوئی کرے۔ نو برس کی عمر سے ان کی خاص نگہداشت شروع کرے۔ شادی برأت میں جہاں ناچ گانا ہو وہاں ہرگز

نہ جانے دے۔ ریڈیو سے بھی گانا بجانا ہرگز نہ سننے دے جب بالغ ہو جائے تو نیک شریف النسب لڑکے کے ساتھ نکاح کر دے۔ فاسق وفاجر خصوصاً بد مذہب کے ساتھ ہرگز نکاح نہ کرے (ماخوذاز مشعلۃ الارشاد الی حقوق الاولاد۔ مصنفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ۔

بھائی وغیرہ کے حقوق

۱- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ عَلٰى صَغِيْرِهِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ ۔

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر ہے۔ (بیہقی)

۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی)

۳- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰوٰى يَتِيْمًا اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ ۔ (شرح السنۃ)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کر دے گا۔

۴- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّمْ يَاْمَنْ جَارُهٗ بِوَائِقَهٗ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہو۔ (مسلم شریف)

۵ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِىْ يَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهٖ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

۶ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہ پسند نہ کرے جس کو وہ خود اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

چوری اور شراب نوشی

۱ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: چور پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری، مسلم)

۲ - عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِىْ عُنُقِهٖ ۔ (ترمذی)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک چور لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔

۳ - عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ وَّلَا قَمَّارٌ وَّلَا مَنَّانٌ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: والدین کی نافرمانی کرنے والا، جوا کھیلنے والا، احسان جتانے والا اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۴- عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِیْ لَا یَشْرَبُ عَبْدٌ مِّنْ عَبِیْدِیْ جُرْعَةً مِّنْ خَمْرٍ اِلَّا سَقَیْتُهٗ مِنَ الصَّدِیْدِ مِثْلَهَا وَلَا یَتْرُکُهَا مِنْ مَّخَافَتِیْ اِلَّا سَقَیْتُهٗ مِنْ حِیَاضِ الْقُدْسِ ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے میری عزت کی میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پیے گا میں اس کو اس کی مثل پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دے گا میں اس کو مقدس حوضوں میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔ (احمد، مشکوٰۃ)

۵- عَنْ وَائِلِ نِ الْحَضْرَمِیِّ اَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَیْدٍ سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَآءِ فَقَالَ اِنَّهٗ لَیْسَ بِدَوَآءٍ وَّلٰکِنَّهٗ دَآءٌ ۔

حضرت وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن سوید نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شراب کشید کرنے کی بابت دریافت کیا تو حضور نے منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو اسے صرف دوا کے لیے بناتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ دوا نہیں ہے بلکہ وہ خود بیماری ہے۔ (مسلم شریف)

۶- عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فِی الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شراب پیے اسے دُرّے مارو اور جو شخص چوتھی مرتبہ شراب پیے اسے قتل کردو۔ (ترمذی)

انتباہ

اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا اور شراب پینے والے کو اسی دُرّے مارے جاتے' موجودہ صورت میں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور کسی قسم کے اسلامی تعلقات نہ رکھیں تاوقتیکہ وہ لوگ توبہ کر کے اپنے افعال قبیحہ سے باز نہ آ جائیں اگر مسلمان ایسا نہ

کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

جھوٹ

۱- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ اِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْكِذْبَ فُجُوْرٌ وَّاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق وفجور ہے اور فسق وفجور دوزخ میں لے جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِّنْ نَتَنِ مَاجَآءَ بِهٖ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔ (ترمذی)

۳- عَنْ صُفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهٗ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا ۔

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں! (ہوسکتا ہے) پھر عرض کیا گیا کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں (ہوسکتا ہے) پھر پوچھا گیا کیا مومن کذاب یعنی جھوٹا ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

۴- عَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِىْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَّيَنْمِىْ

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح پیدا کرتا ہے اچھی بات کہتا ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے۔

خَيْرًا ۔

(بخاری، مسلم)

چغلی اور غیبت

۱ - عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

(بخاری، مسلم)

۲ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ وَّاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ ۔

حضرت عبدالرحمان بن غنم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خدائے تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔

(احمد، بیہقی)

۳ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اَفَرَأَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ ۔

(مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے غیبت کیا چیز ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ و رسول کو اس کا بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کیا اگر میرے بھائی میں وہ برائی موجود ہو تو کیا اس کو بھی غیبت کہا جائے گا؟ فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہو جبھی تو غیبت ہے اور اگر تم ایسی بات کہو جو اس میں موجود نہ ہو تو یہ تو بہتان ہے۔

۴- عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ وَّجَابِرٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ الْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ اللّٰهُ لَهٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَةِ لَا یُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰی یَغْفِرَهَا لَهٗ صَاحِبُهٗ ۔

(بیہقی، مشکوۃ)

حضرت ابو سعید و حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: غیبت، زنا سے بدتر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! غیبت زنا سے بدتر کیوں ہے؟ فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے معاف فرما دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا جب تک کہ اس کو وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

۵- عَنْ بَهْزِبْنِ حَكِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَرْغَبُوْنَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ مَتٰى یَعْرِفُهُ النَّاسُ، اُذْكُرُوْا الْفَاجِرَ بِمَا فِیْهِ یَحْذَرُهُ النَّاسُ ۔

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تم لوگ فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو؟ آخر اسے لوگ کیوں کر پہچانیں گے۔ فاجر کی برائیاں بیان کیا کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔ (سنن بیہقی)

انتباہ

۱- فاسق معلن یا بد مذہب کی برائی بیان کرنا جائز ہے بلکہ اگر لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمختار)

۲- جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہو اور اس کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے تو اس شخص کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمختار)

آج کل بہت سے وہابی اپنی وہابیت چھپاتے اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بد مذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں ان کی بد مذہبی وغیرہ...

غیبت نہیں اس لیے کہ لوگوں کو ان کے مکر و شر سے بچانا ہے اور اگر وہ اپنی بد مذہبی کو نہیں چھپاتا بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے جب بھی غیبت نہیں اس لیے کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہیں۔ (بہار شریعت)

حفاظتِ زبان اور تنہائی وغیرہ

۱- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ (ترمذی)

۲- عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِّنَ الْوَحْدَةِ وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السَّكُوْتِ وَالسَّكُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ ۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ تنہائی بُرے ہمنشین سے بہتر ہے اور اچھا ہمنشین بہتر ہے تنہائی سے اور بھلائی کا سکھانا بہتر ہے خاموشی سے۔ اور خاموشی بہتر ہے برائی کو تعلیم سے۔

(بیہقی، مشکوۃ)

۳- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق و گناہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

۴- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ ۔ (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور فاسق کی تعریف سے عرشِ الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔

؎ جب فاسق کی مدح و تعریف کرنے سے عرشِ الٰہی کانپنے لگتا ہے تو بد دین، بد مذہب

کی تعریف کرنے سے عرضِ الٰہی کس قدر کانپتا ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بُغض وحسد

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَآءُ فَیُقَالُ اُتْرُکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بندوں کے اعمال ہر ہفتہ دو مرتبہ پیش کیے جاتے ہیں۔ پیر اور جمعرات کو پس ہر بندہ کی مغفرت ہوتی ہے سوا اس بندہ کے جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے بغض وکینہ رکھتا ہے اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رہو (یعنی فرشتے ان کے گناہ وں کو نہ مٹائیں) یہاں تک کہ وہ آپس کی عداوت سے باز آجائیں۔ (مسلم شریف)

۲۔ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلٰثٌ فَلْیَلْقَهٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَکَا فِی الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ فَقَدْ بَآءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو عداوتاً چھوڑ رکھے۔ اگر تین دن گزر جائیں تو اس کو چاہیے کہ اپنے بھائی سے مل کر سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو (مصالحت کے) ثواب میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گنہگار ہوا اور سلام کرنے والا ترکِ تعلقات کے گناہ سے بری ہوگیا۔ (ابوداؤد، مشکوۃ)

۳۔ عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگلی امتوں کی بیماری تمہاری

رُدَّ اِلَیْکُمْ دَآءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَآءُ هِیَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الرَّأْسَ لٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ۔

طرف بھی آگئی وہ بیماری حسد وبغض ہے جو مونڈنے والی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ بال مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈتی ہے۔ (احمد، ترمذی)

۴- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ (ابوداؤد)

فائدہ

کسی شخص میں کوئی خوبی دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ وہ خوبی اس سے زائل ہو کر میرے پاس آجائے اسے حسد کہتے ہیں۔ حسد کرنا حرام ہے۔ (بہار شریعت) اور اگر یہ تمنا ہے کہ وہ خوبی مجھ میں بھی ہو جائے تو اسے رشک کہتے ہیں، یہ جائز ہے۔

اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ

۱- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی قَالَ قَائِلٌ نِ الصَّلٰوةُ وَالزَّکٰوةُ وَقَالَ قَائِلٌ نِ الْجِهَادُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی الْحُبُّ فِی اللّٰهِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم لوگ جانتے ہو کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے پسندیدہ ہے؟ کسی نے کہا کہ نماز اور زکوٰۃ، کسی نے کہا جہاد۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل الحب فی اللہ والبغض فی اللہ ہے۔ یعنی خدا ہی کے

وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ ۔(احمد،ابوداؤد) لیے کسی سے محبت کرنا اور خدا ہی کے لیے کسی سے بیزار رہنا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں ''ایں جا اشکال می آرند کہ چوں روا باشد کہ حب فی اللہ محبوب تر از صلاۃ وزکوۃ وجہاد باشد حال لانکہ اینہا افضل اعمال اند علی الاطلاق۔ جوابش آنکہ ہر کہ محبت لوجہ اللہ دار داو محبت خواہد داشت انبیاء واولیاء وصالحاں از بندگان خدارا۔ والا بد اتباع واطاعت خواہد کرد ایشاں روا کسیکہ دشمن داشت انبیاء واولیاء وصالحاں از بندگان خدارا۔ از برائے خدا دشمن خواہد داشت دشمنانِ دین را و بذل مجہود خواہد نمود در جہاد وقتال ایشاں پس دریں جا ہمہ طاعات از نماز وزکوۃ وجہاد و جز آں در آمد و چیزے بدر نہ رفت۔ گویا فرمود اصل ومبنی ومدار اعمال وطاعات حُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ است'' یعنی یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حُبٌّ فِي اللّٰهِ کا نماز، زکوۃ اور جہاد سے زیادہ محبوب ہونا کیسے صحیح ہوگا؟ جب کہ یہ چیزیں علی الاطلاق تمام اعمال سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے گا وہ انبیائے کرام، اولیائے عظام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کرے گا۔ اور ان لوگوں کی پیروی وفرمانبرداری بھی ضرور کرے گا (اس لیے کہ محبت کے لیے اطاعت لازم ہے) اور جو شخص کہ خدائے تعالیٰ کے لیے دشمنی کرے گا تو دین کے دشمنوں سے یقیناً دشمنی کرے گا۔ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اعمال وطاعات کا مدار اور جڑ و بنیاد حُبُّ لِلّٰهِ اور بُغْضُ لِلّٰهِ ہے (اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۱۳۸)

۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ ذَرٍّ يَا اَبَا ذَرٍّ اَيُّ عُرَى الْاِيْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الْمُوَالَاةُ فِي اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوذر سے فرمایا: اے ابوذر! ایمان کی کونسی گرہ زیادہ مضبوط ہے؟ عرض کیا اللہ ورسول کو اس کا بہتر علم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آپس میں دوستی رکھنا اور اللہ ہی کے لیے کسی کو دوست بنانا اور

اللّٰهِ ۔

کسی کو دشمن سمجھنا۔ (بیہقی)

۳- عَنْ اَبِیْ رَزِیْنَ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی مِلَاكِ هٰذَا الْاَمْرِ تُصِیْبُ بِهَا خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ عَلَیْكَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ الذِّكْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَاَحِبَّ فِی اللّٰهِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰهِ ۔ (بیہقی)

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کیا میں تجھے دین کی وہ بنیاد نہ بتا دوں جس کے ذریعے تو دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر لے (پہلی بات تو یہ ہے کہ) اہل ذکر یعنی اللہ والوں کی مجلسوں میں بیٹھنا اپنے لیے لازم کر لے۔ اور جب تنہائی میسر آئے تو جس قدر ممکن ہو سکے خدائے تعالیٰ کی یاد میں اپنی زبان ہلا اور خدائے تعالیٰ ہی کے لیے دوستی کر اور اسی کے لیے دشمنی کر

غصّہ اور تکبّر

۱- عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغَضَبَ لَیُفْسِدُ الْاِیْمَانَ كَمَا یُفْسِدُ الصَّبْرُ الْعَسَلَ ۔

حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: غصہ ایمان کو ایسا برباد کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (بیہقی)

۲- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (بخاری، مسلم)

۳- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسَی بْنُ عِمْرَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا رَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِکَ عِنْدَکَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ ۔

(بیہقی، مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار! کون بندہ تیرے نزدیک زیادہ عزت والا ہے؟ فرمایا وہ بندہ جو قدرت رکھتے ہوئے معاف کر دے۔

۴- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ ۔

(مسلم شریف)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا (یا رسول اللہ) آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا خدائے تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال (وآرائش) کو پسند فرماتا ہے اس لیے آرائش وجمال کی خواہش تکبر نہیں ہے اور البتہ تکبر حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر وذلیل سمجھنا ہے۔

۵- عَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ نَفْسِهٖ صَغِیْرٌ وَّفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! تواضع (یعنی عاجزی وانکساری) اختیار کرو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے تواضع کرتا ہے خدائے تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے۔ یہاں

عَظِيْمٌ وَّمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ ۔

(بیہقی)

تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظر میں وہ بڑا سمجھا جاتا ہے اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل خوار رہتا ہے اور اپنے تئیں بڑا خیال کرتا ہے حالانکہ انجام کار ایک دن لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

ظلم و ستم

۱ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

۲ - عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ ۔

حضرت اوس بن شرحبیل سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ظالم کو تقویت دینے کیلئے اس کا ساتھ دے یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے (بیہقی) یعنی یہ ایک مسلمان کا کردار نہیں ہے۔

۳ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّاْتِيْ يَوْمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ پیسے ہوں نہ سامان۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت میں دراصل

الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يَّقْضِيَ مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ .

مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ لے کر آئے اس حال میں کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو، کسی پر تہمت لگائی ہو، کسی کا مال کھالیا ہو۔ کسی کا خون بہایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اب انہیں راضی کرنے کیلئے اس شخص کی نیکیاں ان مظلوموں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی۔ پس اس کی نیکیاں ختم ہو جانے کے بعد بھی اگر لوگوں کے حقوق اس پر باقی رہ جائینگے تو اب حق داروں کے گناہ لاد دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

انتباہ

بندوں پر دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ان دونوں کی ادائیگی ضروری ہے لیکن ان میں حقوق العباد بہت اہم ہیں اس لیے کہ خدائے تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اگر چاہے تو اپنے حقوق کو معاف فرما دے لیکن بندوں کے حقوق کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں معاف فرمائے گا تاوقتیکہ وہ بندے نہ معاف کر دیں کہ جن کے حقوق اس پر عائد ہوتے ہیں لہٰذا حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے ورنہ قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

مال اور اقتدار وغیرہ کی حرص

۱ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَّابْتَغٰى ثَالِثًا وَّلَا يَمْلَاءُ جَوْفَ ابْنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر (دنیا دار) آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں جب بھی وہ تیسرے جنگل کی آرزو

اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ ۔

(بخاری، مسلم)

کرے گا اور ایسے (حریص) آدمی کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

۲- عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ ۔

(ترمذی)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور مرتبہ کی لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔

۳- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: درہم و دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔ (ترمذی)

۴- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمْرِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور دو باتیں اس کی جوان ہوتی ہیں مال کا لالچ اور عمر کی زیادتی۔ (بخاری، مسلم)

دُنیا

۱- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ دنیا کی محبت ہر بُرائی کی جڑ ہے۔ (مشکوٰۃ)

۲- عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے

وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا مَایَبْقٰی عَلٰی مَایَفْنٰی ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

(ایسی محبت جو اللہ ورسول کی محبت پر غالب ہو) تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) کو تج کر باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو اختیار کرلو۔

۳- عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَّاسَقٰی کَافِرًا مِّنْھَا شَرْبَۃً ۔ (ترمذی)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اگر دنیا خدائے تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر برابر بھی وقعت رکھتی تو اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

۴- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ مَلْعُوْنٌ مَافِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: (کان کھول کر) سن لو دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں مگر ذکر الٰہی اور وہ چیزیں جنہیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور عالم یا متعلم بھی۔

۵- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ (مسلم شریف)

عمر اور مال کی زیادتی کب نعمت ہے

۱- عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

حضرت ابن شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خدائے تعالیٰ نے

وَسَلَّمَ لَيْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ مُّؤْمِنٍ يُّعَمَّرُ فِى الْاِسْلَامِ لِتَسْبِيْحِهٖ وَتَكْبِيْرِهٖ وَتَهْلِيْلِهٖ ۔

نزدیک اس مومن سے افضل کوئی نہیں ہے جس نے خدائے تعالیٰ کی تسبیح وتکبیر اور اس کی عبادت وتہلیل کے لیے اسلام میں زیادہ عمر پائی۔ (احمد، مشکوۃ)

۲- عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ فَاَىُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَسَآءَ عَمَلُهٗ ۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! کون آدمی بہت اچھا ہے؟ سرکار اقدس نے فرمایا: وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں۔ پھر عرض کیا کہ کون آدمی بہت بُرا ہے؟ فرمایا: وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل بُرے ہوں۔ (ترمذی)

۳- عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَ بِحَقِّهٖ وَوَضَعَهٗ فِىْ حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: (دنیا کا) مال سبز رنگیں تروتازہ اور لذیذ ہے تو جو شخص اس کو جائز طریقہ سے حاصل کرے اور جائز مصارف میں صرف کرے تو ایسا مال بہترین مددگار ہے۔ (بخاری، مسلم)

۴- عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابَاْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقٰى خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰى وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيْمِ ۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک صحابی نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرے اس کے لیے مالدار ہونا کوئی حرج نہیں اور پرہیزگار آدمی کے لیے جسمانی تندرستی مالداری سے بہتر ہے اور خوشدلی بھی خدائے تعالیٰ کی نعمتوں میں سے (ایک عظیم نعمت) ہے۔ (مشکوۃ)

۵- عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيمَا مَضٰى يُكْرَهُ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْ لَا هٰذِهِ الدَّنَانِيْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هٰؤُلَاءِ الْمُلُوْكُ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِيْ يَدِهٖ مِنْ هٰذِهٖ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَاِنَّهٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ يُّبَدِّلُ دِيْنَهٗ. وَقَالَ الْحَلَالُ لَا يَحْتَمِلُ السَّرَفَ۔

(شرح السنہ، مشکوٰۃ)

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگلے زمانہ میں مال کو برا سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل مال مومن کی ڈھال ہے۔ اور فرمایا اگر یہ زر و دینار ہمارے پاس نہ ہوتے تو یہ (ظاہر پرست) بادشاہ ہم لوگوں کو ذلیل و خوار سمجھتے' اور فرمایا کہ جس شخص کے پاس کچھ مال ہو اسے چاہیے کہ اسے ٹھیک سے رکھے (یعنی اس کے بڑھانے کی تدبیریں کرے) اس لیے کہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہو جائے گا تو وہی سب سے پہلے اپنے دین کو (دنیا کے عوض) بیچ ڈالے گا۔ اور فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی میں ضائع نہیں ہوتا۔

ریاکاری

۱- عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ۔ (احمد)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تمہارے بارے میں جس چیز سے میں بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا چیز ہے فرمایا ریا (یعنی دکھاوے کے لیے کام کرنا)۔

۲- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ[1] خَلْقِهٖ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی

[1] اسامع جمع اُسمع بضم المیم وھو جمع سمع بفتح السین و سکون [illegible] ۱۲۔

وَحَقَّرَهُ وَصَغَّرَهُ ۔

(ریاکاری) کو لوگوں میں مشہور کر دے گا اور اس کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ (بیہقی)

۳- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰی فِی الْعَلَانِیَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰی فِی السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا ۔(ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بندہ نے جب علانیہ نماز پڑھی تو خوبی کے ساتھ پڑھی اور جب پوشیدہ طور پر پڑھی تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھی تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے (یعنی ریاکاری نہیں کرتا)۔

۴- عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ ۔

(احمد، مشکوٰۃ)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے دکھاوے کے لیے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس شخص نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا تو اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ کیا تو اس نے شرک کیا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''ہر عملے کہ بریا کند شرک ست، غایت آنکہ شرک جلی ست وخفی، شرک آشکارا بت پرستی کردن ومرائی کہ برائے غیر خدا عمل میکند نیز بت پرستی می کند لیکن پنہانی چنانکہ گفتہ اند کُلُّ مَا صَدَّكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ (اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ جلد چہارم: ص ۲۵۰) یعنی جو کام دکھاوے کے لیے کرے شرک ہے۔ خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں جلی اور خفی بت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے (یہ شرک جلی ہے) اور ریاکار جو کہ غیر خدا کے لیے عمل کرتا ہے۔ وہ بھی پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا ہے (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بت ہے۔

تصویر سازی

۱- عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِکَةُ بَیْتاً فِیْہِ کَلْبٌ وَّلاَ تَصَاوِیْرُ ۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

(بخاری، مسلم)

۲- عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَاللّٰہِ الْمُصَوِّرُوْنَ ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا: خدائے تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو جاندار کی تصویریں بناتے ہیں۔

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَصُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰہَ مُعَذِّبُہٗ حَتّٰی یَنْفُخَ فِیْہِ الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ فِیْھَا اَبَدًا ۔

(بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص (جاندار کی) تصویر بنائے گا تو خدائے تعالیٰ بالیقین اسے عذاب دے گا یہاں تک کہ وہ اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈال دے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اس میں کبھی جان نہیں ڈال سکے گا۔ اس لیے عذاب کا مستحق ہونا یقینی ہے۔

۵- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُولٰئِكَ اِذَامَاتَ فِیْھِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِہٖ مَسْجِدًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: حبشہ کے لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے تو وہ لوگ اس کی قبر پر عبادت خانہ بنا لیتے

ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰئِكَ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ ۔

(مشکوٰۃ)

ہیں پھر اس میں ان (نیک لوگوں کی) تصویر بناتے ہیں۔ یہ لوگ خدائے تعالیٰ کی بدترین مخلوق ہیں۔

ضروری انتباہ

آج کل بہت سے جاہل گنوار صوفی کہلانے والے اور بزرگانِ دین سے جھوٹی محبت کا دعویٰ کرنے والے، حضرت غوث پاک، حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت محبوب الٰہی، حضرت صابر کلیری، حضرت کلیم اللہ شاہ جہان آبادی، حضرت تاج الدین ناگ پوری، حضرت حاجی وارث علی شاہ اور دیگر اولیائے کرام و بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تصویریں اپنے گھروں اور دکانوں میں رکھتے ہیں یہ سخت ناجائز اور گناہ ہے اور بعض لوگ بزرگوں کی تصویر کے سامنے با ادب بیٹھ کر ان کا تصور کرتے ہیں یہ بت پرستی کے مشابہ ہے بلکہ اسلام میں بت پرستی کا دروازہ کھولنا ہے جو سخت حرام اور ناجائز ہے۔

توقف وجلد بازی

۱ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ ۔

(ترمذی)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کاموں میں توقف کرنا یعنی جلد بازی نہ کرنا خدائے تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔

۲ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِيْ فَقَالَ خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِيْرِ فَاِنْ رَاَيْتَ فِيْ عَاقِبَتِهٖ خَيْرًا فَامْضِهٖ وَاِنْ خِفْتَ غَيًّا فَاَمْسِكْ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمایئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اپنا کام خوب غور و فکر کے بعد کیا کرو اگر اس کا انجام اچھا نظر آئے تو کر ڈالو اور خرابی کا

(شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

ڈر ہو تو مت کرو۔

۳- عَنْ مُصْعَبُ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ الْاَعْمَشُ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَةُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ خَيْرٌ اِلَّا فِيْ عَمَلِ الْاٰخِرَةِ ۔

حضرت مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: توقف کرنا ہر چیز میں بہتر ہے لیکن آخرت کے کام میں تاخیر بہتر نہیں۔ (ابوداؤد)

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

۱- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ ۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جو شخص کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔

۲- عَنْ اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْا مُنْكَرًا فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ يُوْشِكُ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جب کوئی بات خلاف شرع دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں تو عنقریب خدائے تعالیٰ ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

۳- عَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عرس بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے

قَالَ اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيْئَةُ فِي الْاَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا ـ

فرمایا: جب کسی جگہ کوئی گناہ کیا جائے تو جو شخص وہاں حاضر ہو مگر اسے وہ ناپسند سمجھتا ہو تو وہ اس آدمی کے مثل ہے جو وہاں موجود نہیں۔ اور جو شخص وہاں موجود نہ ہو لیکن اس کو پسند کرتا ہو تو وہ اس آدمی کے مثل ہے جو وہاں موجود ہو۔ (ابوداؤد)

۴- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ كَذَا وَكَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَارَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اِقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيْ سَاعَةٍ قَطُّ ـ

(بیہقی، مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خدائے تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جو ایسا اور ایسا ہے اس کے باشندوں سمیت الٹ دو۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار ان باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ بھی تیری نافرمانی نہیں کی ہے تو خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ مکرر حکم دیتا ہوں کہ اس پر اور کل باشندوں پر شہر کو الٹ دو اس لیے کہ اس کا چہرہ گناہوں کو دیکھ کر میری خوشنودی کے لیے ایک لمحہ بھی متغیر نہیں ہوا۔

۵- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِّنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ يَاْمُرُوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں نے معراج کی شب دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے خطیب اور واعظ ہیں جو لوگوں

النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ يَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۔

(شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

کو نیکی کی ہدایت کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے یعنی خود نیک کام نہ کرتے تھے۔

٦ - عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَآءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ فَلَانُ مَاشَانُكَ لَيْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْكُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی آنتیں فوراً پیٹ سے نکل کر آگ میں گر پڑیں گی پھر وہ انہیں پیسے گا یعنی ان کے گرد چکر کاٹے گا جیسے پن چکی کا گدھا آٹا پیتا ہے تو دوزخی یہ دیکھ کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے۔ اے فلاں تیرا کیا حال ہے یعنی یہ تو کیا کر رہا ہے؟ کیا تو ہم کو نیک کام کرنے اور برے کام سے باز رہنے کا حکم نہیں دیتا تھا؟ وہ کہے گا ہاں میں تم کو نیک کام کا حکم دیتا تھا اور خود اس کو نہیں کرتا تھا اور برے کام سے تم کو روکتا تھا اور خود اس کو کرتا تھا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ ''ازیں جا معلوم شود کہ کہ دیگراں را امر و نہی کردن وخود را بداں عمل نمودن موجب عذاب ست واین بجہت عمل نہ نمودن ست نہ بجہت امر و نہی کردن کہ اگر ایں راہم نہ کند مستحق تر می گردد آنرا بہ ترک دو واجب یعنی اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو امر و نہی کرنا اور خود اس پر عمل نہ کرنا موجب عذاب ہے۔ لیکن یہ عذاب عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ امر و نہی کی وجہ سے نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر امر و نہی بھی نہیں کرے گا تو دو واجب ترک کرنے کے سبب اور زیادہ مستحق عذاب ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات [illegible])

اور اسی باب الامر بالمعروف کے شروع میں فرماتے ہیں کہ در وجوب امر بمعروف شرط نیست کہ آمر خود نیز فاعل باشد و بے آن نیز درست ست زیرا کہ امر کردن نفس خود واجب ست و امر کردن غیر واجبے دیگر۔ اگر یک واجب فوت شود ترک واجب دیگر جائز نہ باشد، وآنکہ واقع شدکہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالاَتَفْعَلُوْنَ بر تقدیر تسلیم کہ در در آں در امر معروف و نہی منکر باشد مراد زجر و منع از نا کردن ست نہ از گفتن اما شک نیست کہ اگر خود بکند بہتر ست چہ امر از کسیکہ خود متشمل نیست تاثیرے نہ کند۔ یعنی امر بالمعروف کے واجب ہونے میں خود آمر کا بھی عامل ہونا شرط نہیں ہے بلکہ بغیر عمل بھی امر بالمعروف جائز ہے۔ اس لئے کہ اپنے آپ کو امر بالمعروف کرنا واجب ہے اور دوسرے کو امر بالمعروف کرنا دوسرا واجب ہے۔ اگر ایک واجب فوت ہو جائے تو دوسرے واجب کا چھوڑنا ہرگز جائز نہ ہوگا اور وہ جو قرآن مجید پارہ ۲۸ میں لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالاَ تَفْعَلُوْنَ آیا ہے اگر اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں تسلیم بھی کرلیا جائے تو عمل نہ کرنے پر زجر و توبیخ مراد ہے نہ کہ کہنے پر۔ ہاں اس میں شک نہیں ہے کہ اگر خود بھی عمل کرے تو بہتر ہے۔ اس لئے کہ ایسے شخص کا امر بالمعروف کرنا اثر نہیں کرتا جو خود بے عمل ہے۔

انتباہ:

۱- امر بالمعروف کی چند صورتیں ہیں...... اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت کو قبول کریں گے اور برائی سے رُک جائیں گے تو ایسی صورت میں نصیحت کرنا واجب ہے خاموش رہنا جائز نہیں اور اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت کرنے پر لوگ برا بھلا کہیں گے یا مار پیٹ کریں گے جس سے دشمنی اور عداوت پیدا ہوگی تو ان صورتوں میں خاموش رہنا افضل ہے اور اگر مار پیٹ پر صبر کرلے گا تو مجاہد ہے۔ ایسے شخص کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں کوئی حرج نہیں اور اگر جانتا ہے کہ نصیحت قبول نہ کریں گے اور مار پیٹ و گالی گلوج کا اندیشہ بھی نہیں تو نصیحت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں نصیحت کرے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم ص

۳۰۹ میں ہے ذکر الفقیه فی کتاب البستان ان الامر بالمعروف علی وجوه ان کان یعلم باکبر رأیه انه لو امر بالمعروف یقبلون ذلك منه ویمتنون عن المنکر فالا مرواجب علیه ولا یسعه ترکه ولو علم باکبر رأیه انه لو امرهم بذالك قذفوه وشتموه فترکه افضل وکذلك لو علم انهم یضربوه ولا یصبر علی ذلك ویقع بینهم عداوه ویهیج منه القتال فترکه افضل ولو علم انهم لو ضربوه صبر علی ذلك ولا یشکوا الی احد فلا بأس بان ینهی عن ذلك وهو مجاهد ولو علم انهم لایقبلون منه ولا یخاف منه ضربًا ولا شتما فهو بالخیار والامر افضل کذا فی المحیط ۔

۲- برائی دیکھنے والے پر لازم ہے کہ اس سے روکے اگر وہ خود اس برائی میں مبتلا ہو اس لئے کہ شرع نے برائی سے بچنا اور دوسرے کو اس سے روکنا یہ دونوں باتیں لازم کی ہیں تو برائی سے نہ بچنے پر روکنے سے بری الذمہ نہیں ہوگا جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ جلد پنجم ص ۳۰۹ میں ہے۔

رجل رأی منکر اوهذا الرائی ممن یرتکب هذا المنکر یلزمه ان ینهی عنه لان الواجب علیه ترك المنکر والنهی عنه فبترك احدهما لا یسقط عنه الاخر کذافی خزانة المفتیین وهکذا فی الملتقط والمحیط ۔

توکل

۱- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرلے اور اپنے تمام کاموں کو خدائے تعالیٰ کے سپرد کردے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہے۔

۲- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْاَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا (ترمذی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا: اگر تم لوگ خدائے تعالیٰ پر توکل کرلو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح روزی دے گا جس طرح پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہوکر واپس لوٹتے ہیں۔

۳- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَا بِاِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا اَنْ لَا تَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدَيْكَ اَوْثَقَ بِمَا فِيْ يَدِاللّٰهِ ۔

(ترمذی)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینے اور مال کو ضائع کر دینے کا نام ترک دنیا نہیں ہے بلکہ دنیا سے بے رغبتی یہ ہے کہ جو کچھ (مال ودولت) تیرے ہاتھوں میں ہے اس پر بھروسہ نہ کر بلکہ اس پر بھروسہ کر جو خدائے تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔

۴- عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ

(مسلم)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: مومن کا معاملہ عجیب ہے کہ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے اور یہ شرف مومن کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہے اگر اسے خوشی کا موقع نصیب ہو اور اس پر خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائے تو اس میں اس کیلئے بہتری ہے اور اگر کبھی مصیبت پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس میں بھی اس کیلئے بہتری ہے

۵ – عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَۃِ بْنِ اٰدَمَ رَضَاہُ بِمَا قَضَی اللّٰہُ لَہٗ وَمِنْ شَقَاوَۃِ بْنِ اٰدَمَ سَخَطُہٗ بِمَا قَضَی اللّٰہُ لَہٗ ۔

(احمد، ترمذی)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کی نیک بختی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے مقدر کر دیا ہے اس پر راضی رہے، اور آدمی کی بدبختی یہ ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ سے بھلائی مانگنا چھوڑ دے۔ اور آدمی کی بدبختی یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس کے بارے میں جو کچھ مقرر فرما دیا ہے وہ اس پر آزردہ ہو۔

نرمی، حیا اور حسن خلق

۱ – عَنْ عَآئِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ رَفِیْقٌ یُّحِبُّ الرِّفْقَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خدائے تعالیٰ مہربان ہے اور مہربانی کو پسند فرماتا ہے۔ (مسلم شریف)

۲ – عَنْ جَرِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یُّحْرَمُ الرِّفْقَ یُحْرَمُ الْخَیْرَ ۔

(مسلم)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: شرم و حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان والا جنت میں جائے گا اور بے حیائی و فحش گوئی برائی کا حصہ ہے اور برائی والا دوزخ میں جائے گا۔ (احمد، ترمذی)

۳ – عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَآءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَذَآءُ مِنَ الْجَفَآءِ وَالْجَفَآءُ فِی النَّارِ ۔ (احمد، ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: شرم و حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان والا جنت میں جائے گا اور بے حیائی اور فحش گوئی برائی کا حصہ ہے اور برائی والا دوزخ میں جائے گا۔

۴- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حیا کی ساری قسمیں بہتر ہیں۔ (بخاری، مسلم)

۵- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَيَاءَ وَ الْاِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعاً فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ ۔ (بیہقی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: ایمان اور حیا دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں تو جب ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

۶- عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ ۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: میں حسن اخلاق کے (قدروں) کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ (موطا، مشکوٰۃ)

۷- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَاناً اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مسلمانوں میں کامل الایمان وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ (ابوداؤد)

ہنسنا اور مسکرانا

۱- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْثِرِ الضَّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: زیادہ نہ ہنسو اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔ (احمد، ترمذی)

۲- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوالقاسم

اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَّلَضَحِکْتُمْ قَلِیْلاً ۔ (بخاری شریف)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم لوگ ان حقیقتوں کو جان لو جنہیں میں جانتا ہوں تو تم بہت زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔

۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَارَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِکًا حَتّٰی اَرٰی مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ ۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ایسا کھل کر ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کا تالو نظر آ جائے۔ آپ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔

فضائل سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۶۵)

۲- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ ۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۱۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: رسولوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔

۳- عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ ۔

(شرح السنۃ، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں خدائے تعالیٰ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین لکھا گیا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے (یعنی ان کا پتلا اس وقت

تک تیار نہیں ہوا تھا۔

۴- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: ص ۵۱۳)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اس درمیان کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

۵- عَنْ عَلِیٍّ رَّضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ عطا ہوا تھا رعب سے میری مدد فرمائی گئی اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

(احمد، الامن والعلی: ص ۵۷)

۶- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور میں سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔

۷- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ۔ (دارمی، مشکوٰۃ: ص ۵۱۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی اور مجھے اس پر فخر نہیں۔

۸- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَی اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ ۔

(ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ: ص ۵۱۴)

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدائے تعالیٰ کے ہاں میں اولین وآخرین میں سب سے زیادہ عزت وبزرگی والا ہوں۔

۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃِ اِضْحِیَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِلَی الْقَمَرِ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ ۔

(ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ: ص ۵۱۷)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا تو کبھی میں حضور علیہ السلام کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاند کی طرف، حضور علیہ السلام اس وقت سرخ لباس پہنے ہوئے تھے تو آخر میں نے فیصلہ کیا کہ وہ چاند سے بڑھ کر حسین ہیں۔

۱۰- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَزْھَرَ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَہُ اللُّؤْلُؤُ وَمَا مَسِسْتُ دِیْبَاجَۃً وَّلَا حَرِیْرًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْکًا وَّلَا عَنْبَرَۃً اَطْیَبَ مِنْ رَّائِحَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ روشن اور چمکدار تھا اور حضور علیہ السلام کا پسینہ گویا موتی تھے۔ اور کسی دیبا وریشم کے کپڑے کو میں نے حضور علیہ السلام کی مبارک ہتھیلیوں سے نرم نہیں پایا۔ اور میں نے کوئی ایسا مشک وعنبر نہیں سونگھا جس کی خوشبو حضور علیہ السلام کے جسم مبارک کی خوشبو سے بڑھ کر ہو۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۱۶)

۱۱- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْلُکْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُہٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّہٗ قَدْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی راستہ سے گزرتے پھر حضور علیہ السلام کے بعد جو بھی اس راستہ سے

سَلَكَهُ مِنْ طِيْبِ عَرْقِهٖ اَوْقَالَ مِنْ رِيْحِ عَرْقِهٖ ۔ (دارمی، مشکوٰۃ: ص ۵۱۷)

گزرتا تو حضور علیہ السلام کے پسینہ کی خوشبو محسوس کر لیتا کہ حضور علیہ السلام ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔

انتباہ [1]

۱- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس ایسا روشن وتابناک تھا کہ بقول راویانِ حدیث آپ کے چہرے میں چاند وسورج تیرتے تھے۔ جس نے بحالتِ ایمان ایک بار چہرہ دیکھ لیا وہ صحابی ہو گیا جو نبوت کے بعد سب سے بڑا درجہ ہے۔

۲- سر مبارک: بڑا اور بزرگ تھا جس سے سطوت وعظمت ٹپکتی تھی اور جو خشیت الٰہی سے ہر وقت جھکا رہتا تھا۔

۳- قد مبارک نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ زیادہ کوتاہ۔ مگر انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو سب سے اونچے نظر آتے۔

۴- جسم پاک نورانی تھا اس لیے اس کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں پڑتا تھا اور نہ چاند کی چاندنی میں، جسم پر مکھی کبھی نہیں بیٹھی۔

۵- موئے مبارک کچھ بل کھاتے تھے جو اکثر کندھے تک لٹکتے رہتے تھے اور جب کبھی چہرۂ انور پر بکھر جاتے تو وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى کی تفسیر بن جاتے۔

۶- داڑھی شریف گھنی تھی اور چہرۂ انور اس کے گھیرے میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آبنوسی رحل پر قرآن مجید رکھا ہو۔

ناک سڈول اور پتلی قدرے اٹھی ہوئی جو اچانک دیکھنے پر شعلۂ نور معلوم ہوتی تھی۔

۷- سینہ مبارک کشادہ تھا جس میں ناف تک بالوں کی ایک ہلکی تحریر (لکیر) تھی۔ شکم مبارک کی سطح سینہ کے برابر تھی جسے چار بار فرشتوں نے چاک کر کے علم وحکمت کا نور بھرا تھا۔ اسی کی شان میں اَلَمْ نَشْرَحْ کی آیت اتری۔

---

[1] از صحیفۂ جمال مرتبہ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی فاتح جمشید پور

۸- گردن شریف نہایت لطیف وشفاف تھی بقول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چاندی کی ڈلی تھی۔

۹- پیشانی کشادہ اور صبحِ ازل کی طرح روشن تھی جسے لوگ چاند کا ٹکرا کہتے تھے جو راتوں کو خدائے تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز رہا کرتی تھی۔

۱۰- گوش مبارک نہایت موزوں اور سبک' دور ونزدیک سے یکساں سنتے تھے۔ وحوش وطیور کی بول چال اور شجر وحجر کی زبانِ حال سے باخبر۔

۱۱- دندان مبارک موتیوں سے زیادہ چمک دار جن سے مسکراتے وقت روشنی پھوٹ پڑتی تھی اور درودیوار چمک اٹھتے تھے۔

۱۲- پشت مبارک ہموار اور سفید وشفاف تھی جیسے چاندی کی ڈلی جس پر شانوں (کندھوں) کے بیچ میں کبوتر کے انڈے کے برابر ابھری ہوئی مہر نبوت تھی۔

۱۳- آنکھیں سیاہ وسرگیں اور پلکیں بڑی تھیں جو ہر وقت غیب کا مشاہدہ کرتی تھیں اور آگے پیچھے یکساں دیکھتی تھیں۔ ساری کائنات میں صرف انہی آنکھوں نے خدائے پاک کو بے حجاب دیکھا تھا۔

۱۴- دست مبارک کشادہ اور پُر گوشت تھا جو مصافحہ کرتا اس کا ہاتھ معطر ہو جاتا انہی ہاتھوں کو خدائے تعالیٰ نے اپنا ہاتھ فرمایا تھا۔

۱۵- انگلیاں لمبی اور بخشش وعطا کیلئے پھیلی رہتی تھیں۔ جن کے بیچ سے ضرورت کے وقت پانی کا چشمہ ابلنے لگتا تھا اور جن کے اشارہ سے چاند کا سینہ شق ہوا اور ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔

۱۶- پنڈلیاں ہموار اور شیشہ کی طرح لطیف وشفاف تھیں۔

۱۷- کلائیاں قدرے لمبی اور گداز' رنگ نکھرا ہوا صاف وشفاف تھا۔

۱۸- ابرو محرابِ حرم کی طرح کماندار تھے جس سے مقام قاب قوسین کا راز آشکارا تھا۔

۱۹- لب مبارک گل قدس کی پتیوں کی طرح پتلے پتلے اور گلاب کی پنکھڑیوں سے زیادہ نرم ونازک جن کی جنبش پر کارکناں قضا وقدر ہر وقت کان لگائے رہتے تھے۔

۲۰- آواز انتہائی دلکش وشیریں کہ دشمنوں کو بھی پیار آجائے اور اتنی بلند کہ فاران سے گونجے تو ساری دنیا میں پھیل جائے' رحمت وکرم کے موقع پر گل ولالہ کے جگر کی ٹھنڈک اور کبھی غیرتِ حق کو جلال آجائے تو پہاڑوں کے کلیجے دہل جائیں۔

۲۱- گریہ مبارک: سسکتی ہوئی دبی دبی آواز خشیتِ الٰہی کے غلبہ سے سیہ کارامت کے غم میں رقت انگیز آیتیں پڑھ کر اور شبینہ دعاؤں میں بھیگی بھیگی پلکوں پر آنسوؤں کے جھلکتے ہوئے موتی۔

۲۲- ہنسی: انتہائی مسرت وشادمانی کے موقع پر لبوں پر صرف ایک ہلکا تبسم پھیل جاتا نور کی ایک کرن پھوٹتی اور درودیوار روشن ہو جاتے اسی روشنی میں ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی سوئی تلاش کرلی تھی۔

۲۳- پسینہ مبارک انتہائی خوشبودار اور عطر انگیز تھا۔ جدھر سے گزر جاتے فضا معطر ہو جاتی۔ بغل شریف کے پسینہ سے ایک دلہن معطر کی گئی تو پشت در پشت اس کی اولاد میں خوشبو کا اثر تھا۔

۲۴- لعاب دہن زخمیوں اور بیماروں کیلئے مرہم شفا تھا۔ کھاری کنویں اس کی برکت سے شیریں ہو جاتے۔ شیر خوار بچے کے منہ میں پڑ جاتا تو دن بھر ماں کے دودھ کے بغیر آسودہ رہتا۔ (ماخوذ از مدارج النبوۃ' شمائل ترمذی' نسیم الریاض' خصائص کبریٰ' جواہر البحار)

الغرض ان کے ہر مو پہ دائم درود ان کی ہر خو وخصلت پہ لاکھوں سلام

حضور کے مثل کوئی نہیں

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِنَّكَ تُوَاصِلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَیُّكُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رات دن پے در پے روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو رات دن پے در پے روزہ رکھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری

مثل تم میں کون ہے بے شک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا پروردگار مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

(بخاری: ص ۲۶۳: ج ۱، مسلم: ص ۳۵۲، مشکوٰۃ: ص ۱۷۵)

حضرت امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ مَعْنَاهُ يَجْعَلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيَّ قُوَّةَ الطَّاعِمِ وَالشَّارِبِ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ مجھے بغیر کھائے پیئے وہ طاقت دیتا ہے جو اوروں کو کھا پی کر حاصل ہوتی ہے۔ (نووی مع مسلم: ص ۳۵۱، ج ۱)

۲- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فِيْ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَهَاهُمْ قِيْلَ لَهُ اَنْتَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى۔

(مسلم: ص ۳۵۱ ج ۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ماہِ رمضان میں رات دن پے درپے روزہ رکھا تو لوگوں نے بھی رات دن پے درپے روزہ رکھا تو حضور نے لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ عرض کیا گیا حضور تو رات دن پے درپے روزہ رکھتے ہیں؟ سرکار نے فرمایا: میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں کھلایا اور پلایا جاتا ہوں۔

۳- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتُوَاصِلُوْا قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ۔

(بخاری: ص ۱۰۱۶ ج ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (صحابہ سے) فرمایا: تم لوگ رات دن پے درپے روزہ مت رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا حضور تو رات دن پے درپے روزہ رکھتے ہیں؟ سرکار نے فرمایا: میں تمہاری مثل ہرگز نہیں ہوں بیشک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ

میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

انتباہ

۱- حضور سید عالم ﷺ کو اپنی مثل بشر نہیں کہنا چاہیے اس لیے کہ انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو ان کے زمانے کے کفار اپنی مثل بشر کہا کرتے تھے جیسا کہ پارہ ۱۲ رکوع ۳ میں ہے فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا کہ ہم تمہیں اپنی ہی مثل بشر سمجھتے ہیں اور پارہ ۱۳ رکوع ۱۴ میں ہے قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ یعنی کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم ہماری ہی مثل بشر ہو اور پارہ ۱۹ رکوع ۱۲ میں ہے مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا یعنی کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ تم ہماری ہی مثل بشر ہو۔ اور پارہ ۱۹ رکوع ۱۴ میں ہے۔ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ یعنی کافروں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کہ تم ہماری ہی مثل بشر ہو۔

ان آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو ازراہِ توہین اپنی مثل بشر کہنا کافروں کا شیوہ ہے۔

معراج

۱- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ قَالَ فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ يَرْبِطُ بِهِ الْاَنْبِيَآءُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: میرے پاس ایک براق لایا گیا۔ یہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا جس کا قد گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اس کا قدم اس مقام پر پڑتا تھا جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس میں آیا حضور

قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرَئِيلُ بِإِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّإِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ . فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَآءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيْلَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیائے کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر باہر نکلا تو جبریل میرے لیے ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا لائے۔ میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل نے کہا کہ آپ نے فطرت (اسلام) کو اختیار کر لیا۔ پھر جبریل مجھ کو آسمان کی طرف لے چلے۔ جبریل نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا سرکار مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کو بلایا گیا ہے فرمایا ہاں بلایا گیا ہے۔ پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا تو میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے چلے۔ انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں۔ فرمایا میں جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا

وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِيُوْسُفَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ قَالَ فَرَحَّبَ لِيْ وَدَعَالِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِدْرِيْسَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِهٰرُوْنَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ

اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ (ﷺ) ہیں پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا تو میں نے دو خالہ زاد بھائیوں یعنی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے چلے۔ انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں جبریل ہوں' پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا سرکار مصطفیٰ (ﷺ) پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں بلایا گیا ہے) پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا وہاں مجھ کو یوسف علیہ السلام نظر آئے جنہیں (سارے جہاں کا) آدھا حسن عطا فرمایا گیا ہے انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے چلے تو جبریل علیہ السلام نے (آسمان کا دروزاہ) کھولنے کیلئے کہا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا میں جبریل

وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِىْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَّا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِىْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِىَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحٰى اِلَىَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَىَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ مَافَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ

ہوں، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے تو آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا تو میں نے ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر فرمائی جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا۔ پھر جبریل مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے چلے تو انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے فرمایا تو پوچھا گیا یہ کون ہے؟ فرمایا میں جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں پھر کہا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ تو ہمارے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا تو اچانک مجھ کو ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آئے انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر فرمائی پھر جبریل ہم کو چھٹے آسمان کی طرف لے چلے انہوں نے آسمان کا دروازہ کھولنے کیلئے کہا پوچھا گیا یہ کون ہے؟ فرمایا میں جبریل ہوں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفےٰ (صلی

ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ
فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ
قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ
قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَبِّيْ فَقُلْتُ
يَارَبِّ خَفِّفْ عَلٰی اُمَّتِيْ فَحَطَّ
عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی
فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ
اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰی
رَبِّكَ فَسَئَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ
اَزَلْ اَرْجِعُ رَبِّيْ وَبَيْنَ مُوْسٰی عَلَيْهِ
السَّلَامُ حَتّٰی قَالَ يَامُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ
خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ
لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ
صَلَاةً وَّمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا
كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ فَاِنْ عَمِلَهَا
كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرٌ وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ
فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْاءً فَاِنْ
عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ وَّاحِدَةٌ قَالَ
فَنَزَلْتُ حَتّٰی انْتَهَيْتُ اِلٰی مُوْسٰی
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اِرْجِعْ
اِلٰی رَبِّكَ فَسَئَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ قَدْرَجَعْتُ اِلٰی رَبِّيْ حَتّٰی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔ پھر کہا گیا اور ان
کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے تو
آسمان کا دروزاہ ہمارے لیے کھول دیا گیا تو
میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے
مرحبا فرمایا اور میرے لے دعائے خیر کی۔ پھر
جبریل ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے
چلے تو انہوں نے (آسمان کا دروزاہ) کھولنے
کیلئے کہا تو پوچھا گیا یہ کون ہے؟ فرمایا میں
جبریل ہوں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ
کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ (ﷺ) ہیں۔
پھر پوچھا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا
(ہاں) بلایا گیا ہے تو ہمارے لیے آسمان کا
دروازہ کھول دیا گیا تو ہم نے حضرت ابراہیم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا جو بیت المعمور سے اپنی پیٹھ کی
ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیت المعمور میں
روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے داخل ہوتے ہیں
جو دوبارہ نہیں آتے (یعنی روز نئے نئے
فرشتے آتے ہیں) پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ پر
لے گئے اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے
مثل ہیں اور اس کے پھل بڑے مٹکوں کے
مانند ہیں تو جب سدرۃ المنتہیٰ کو خدائے تعالیٰ
کے حکم سے ایک چیز نے ڈھانپ لیا تو اس کا
رنگ بدل گیا خدائے تعالیٰ کی مخلوقات میں

اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ ۔(مسلم)

سے کوئی اس کی خوبصورتی بیان کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا پھر خدائے تعالیٰ نے میری جانب وحی فرمائی جو کچھ وحی فرمائی پھر اس نے رات اور دن میں پچاس نمازیں میرے اوپر فرض فرمائیں۔ میں واپسی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پوچھا آپ کے پروردگار نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا رات دن میں پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف کی درخواست پیش کریں اس لیے کہ آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی۔ میں نے بنی اسرائیل کی آزمائش کی ہے اور ان کا امتحان لیا ہے۔ حضور السلام نے فرمایا تو میں نے واپس جا کر عرض کیا اے میرے پروردگار میری امت پر آسانی فرما تو خدائے تعالیٰ نے میری امت سے پانچ نمازیں کم کر دیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دیں گئیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی آپ پھر اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف چاہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا اور نمازوں کی تخفیف کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ رات اور دن کی کل پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز کیلئے دس نمازوں کا ثواب ہے تو وہ پانچ نمازیں ثواب میں پچاس نمازوں کے برابر ہیں جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو نہ کیا تو صرف ارادہ ہی سے اس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر کر لیا تو اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص برے کام کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا اور کر لیا تو اس کیلئے ایک برائی لکھی جاتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کے بعد میں اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو ان کو حقیقت حال سے آگاہ کیا انہوں نے کہا کہ اپنے رب کے پاس جا کر اور تخفیف چاہیں تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: میں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنے رب کے پاس (نمازوں کی تخفیف کیلئے) اتنی بار حاضر ہوا ہوں کہ اب مجھ کو وہاں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

۲- عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے

اَللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِىْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِى الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِىْ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ ۔(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے (واقعہ معراج کی بابت) میری تکذیب کی تو میں (ان کے سوالات کا جواب دینے کیلئے) مقام حجر میں کھڑا ہوا تو خدائے تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نگاہوں کے سامنے کر دیا میں بیت المقدس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی نشانیوں کے بارے قریش کے سوالات کا جواب دے رہا تھا۔

انتباہ

۱-حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگتے ہوئے یہ معراج جسمانی ہوئی تھی اس لیے کہ اگر معراج منامی یا روحانی ہوتی تو کفار قریش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز نہ جھٹلاتے اور نہ بعض ضعیف الایمان مسلمان مرتد ہوتے۔ شرح عقائد نسفی :ص ۱۰۵ میں ہے۔ ان المعراج فی المنام اوبالروح لیس مماینکر کل الا نکارو الکفرة انکروا امر المعراج غایة الافکار بل کثیر من المسلمین قد ارتد وابسبب ذلک ...... ۔

۲-حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگتے میں جسمانی معراج ہونا برحق ہے۔ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک کی سیر کا انکار کرنے والا کافر ہے اور آسمانوں کی سیر کا انکار کرنے والا گمراہ و بددین ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد چہارم :ص ۵۲۷ میں ہے۔ اسرأ از مسجد حرام ست تا مسجد اقصیٰ ومعراج از مسجد اقصیٰ ست تا آسمان واسراء ثابت ست بہ نص قرآن ومنکر آں کافر است ومعراج باحادیث مشہورہ کہ منکر آں ضال ومبتدع ست۔ یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اسرأ ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمان تک معراج ہے۔ اسرأ نص قرآن سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ اور بددین ہے اور شرح عقائد نفسی :ص ۱۰۰ میں ہے۔ المعراج لرسول اللہ علیہ الصلوة والسلام فی الیقظه بشخصه الی السماء ثم الی

ماشاء الله تعالیٰ من العلیٰ حق ای ثابت بالخبر المشهور حتی ان منکره یکون مبتدعا۔ یعنی حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ آسمان اوراس کے اوپر جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا سرکارِ اقدس ﷺ کا تشریف لے جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا بددین ہے۔ اور اسی کتاب کے ص ۱۰۱ پر ہے۔ **الاسراء وھو من المسجد المحرام الی بیت المقدس قطعی ثبت بالکتاب والمعراج من الارض الی السماء مشھور۔** یعنی مسجد حرام سے بیت المقدس تک رات میں سیر فرمانا قطعی ہے قرآن مجید سے ثابت ہے (اس کا منکر کافر ہے) اور زمین سے آسمان تک سیر فرمانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ (اس کا منکر گمراہ ہے) اور سید الفقہاء حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ان المعراج الی المسجد الاقصی قطعی ثابت بالکتاب والی سماء الدنیا ثابت بالخبر المشھور والی مافوقه من السموت ثابت بالاحاد فمنکر الاول کافر البتة ومنکر الثانی مبتدع مضل ومنکر الثالث فاسق۔** یعنی مسجد اقصیٰ تک معراج قطعی ہے قرآن سے ثابت ہے اور آسمانِ دنیا تک حدیث مشہور سے ثابت ہے۔ اور آسمانوں سے اوپر تک آحاد سے ثابت ہے تو پہلے کا منکر قطعی کافر ہے اور ثانی کا منکر بددین گمراہ ہے اور تیسرے کا منکر فاسق ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۳۲۸)

حضور سید عالم ﷺ کو حالتِ بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ ایک بار اور خواب میں کئی بار معراج ہوئی۔ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۵۲۷ میں ہے۔ ''مختلف آمدہ است واقوال علماء دریں باب کہ درخواب بودیا در بیداری ویک بار بود یا بارہا۔ صحیح ومختار جمہور آن ست کہ بارہا بود یک بار در بیداری بود وبارہائے دیگر در خواب''۔ یعنی معراج خواب میں ہوئی تھی یا بیداری میں اور ایک بار ہوئی تھی یا بار بار؟ اس باب میں علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ صحیح اور جمہور علماء کا مختار یہ ہے کہ معراج کئی بار ہوئی تھی ایک بار بیداری میں اور کئی بار خواب میں۔ پھر دو سطر کے بعد فرمایا ''تحقیق آن ست کہ یکبار در یقظہ بود بجسد شریف از مسجد حرام تا مسجد اقصیٰ واز آنجا تا آسمان واز آسمان تا آنجا کہ خدا خواست۔ اگر

درمنام بودے باعث ایں ہمہ فتنہ وغوغا نمی شد و باعث اختلاف وارتداد نمی گشت یعنی تحقیق یہ ہے کہ معراج ایک بار حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ ہوئی۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمان تک اور آسمان سے جہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے چاہا۔ اگر واقعہ معراج خواب میں ہوتا تو ایں قدر فتنہ وفساد وشور وغوغا کا باعث نہ ہوتا اور کافروں کے جھگڑنے اور بعض مسلمانوں کے مرتد ہونے کا سبب نہ بنتا۔

(اشعۃ اللمعات: ص ۵۲۷ ج ۴)

اور تفسیر خازن جلد رابع: ص ۱۳۴ میں ہے:

الحق الذی علیہ اکثر الناس ومعظم السلف وعامۃ الخلف من المتاخرین من الفقہا والمحدثین والمتکلمین انہ اسری بروحہ وجسدہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی حق وہی ہے کہ جس پر کثیر صحابہ' اکابر تابعین اور عامہ متاخرین فقہا محدثین اور متکلمین ہیں کہ سرکار اقدس ﷺ کو روح اور جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔ ﷺ۔

اور حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الاصح انہ کان فی الیقظۃ وکان بجسدہ مع روحہ وعلیہ اہل السنۃ والجماعۃ فمن قال انہ بالروح فقط او فی النوم فقط فمبتدع ضال مضل فاسق۔

(تفسیرات احمدیہ ص ۳۳۰)

یعنی صحیح یہ ہے کہ معراج جاگتے میں جسم اطہر کے ساتھ مع روح کے ہوئی۔ اہل سنت وجماعت کا یہی مسلک ہے تو جس نے کہا کہ معراج صرف روح کے ساتھ ہوئی یا صرف خواب میں ہوئی تو وہ بددین' گمراہ' گمراہ گر اور فاسق ہے۔

معجزات

۱- عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ مکہ والوں نے حضور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا .

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: ص ۵۲۴)

سید عالم ﷺ سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو سرکار اقدس نے چاند کے ٹکڑے فرما کر انہیں دکھا دیا یہاں تک کہ مکہ والوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

۲- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُوْنَهُ .

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: ص ۵۲۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ مبارکہ میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ سے اوپر تھا اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انشقاق قمر بہ تحقیق واقع شدہ مرآں حضرت ﷺ را در روایت کردہ اند آں را جمع کثیر از صحابہ وتابعین و روایت کردہ انداز ایشاں جم غفیر از ائمہ حدیث۔ ومفسران اجماع دارند کہ مراد در آیت کریمہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ہمیں انشقاق ست کہ معجزۂ آں حضرت واقع شد نہ آنکہ در قیامت واقع شود وسیاق آیت کریمہ کہ فرمودہ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ولالت وارد بر آں...... یعنی حضور سید عالم ﷺ کیلئے چاند کا ٹکڑے ہونا یقیناً واقع ہے جس کو صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کثیر جماعت نے بیان کیا ہے اور پھر ان سے محدثین کے جم غفیر نے روایت کیا ہے اور مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ آیت کریمہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ میں یہی چاند کا دو ٹکڑے ہونا مراد ہے جو حضور ﷺ کا معجزہ واقع ہوا وہ انشقاق مراد نہیں ہے جو قرب قیامت میں واقع ہوگا اور اسی سے متصل دوسری آیت کریمہ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۔ (اور اگر دیکھتے ہیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے (جو پہلے سے) چلا آ رہا ہے۔ ۱۲ منہ) اسی مضمون کو بتاتی ہے کہ حضور علیہ السلام

والسلام نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم: ص ۵۱۸)

۳- عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَرَأْسُهٗ فِىْ حِجْرِ عَلِيٍّ فَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَلَّيْتَ يَاعَلِيُّ قَالَ لَافَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِىْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَرَأَيْتُهَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَاَيْتُهَا طَلَعَتْ وَوَقَفَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَالْاَرْضِ وَذٰلِكَ بِالصَّهْبَآءِ فِىْ خَيْبَرَ ۔

(شفا مع نسیم الریاض جلد سوم: ص ۱۰)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حال میں وحی نازل ہو رہی تھی کہ آپ کا مبارک سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ (عصر کی) نماز نہیں پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا' بعدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے علی! کیا تم نے نماز پڑھی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ یَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْن علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری میں تھے اس لیے ان کی نماز عصر قضا ہو گئی) لہٰذا تو ان کیلئے سورج کو لوٹا دے۔ حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سورج ڈوب گیا تھا پھر (دعائے نبوی کے بعد) میں نے دیکھا کہ وہ طلوع ہو گیا اور اس کی کرنیں پہاڑوں اور زمینوں پر پھیل گئیں۔ یہ واقعہ مقام صہبا میں پیش آیا جو خیبر سے قریب ہے۔

۴- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ ۔ رواه الطبرانی فی المعجم الاوسط بسند حسن)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر کیلئے چلنے سے رک جائے وہ فوراً رک گیا۔ (طبرانی شرح الشفا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری مع نسیم الریاض جلد سوم: ص ۱۳)

۵- عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِسْتَنَدَ اِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ ۔

(بخاری شریف ۔ مشکوٰۃ: ۵۳۶)

الصلوٰۃ والتسلیم جب مسجد میں خطبہ پڑھتے تو کھجور کے اس تنا پر جو ستون (کھمبا) کے طور پر مسجد میں کھڑا تھا کمر لگا لیتے پھر جب منبر تیار ہو گیا اور حضور ﷺ اس پر خطبہ پڑھنے کیلئے رونق افروز ہوئے تو وہ ستون جس سے ٹیک لگا کر آپ خطبہ فرمایا کرتے تھے فراق نبی میں چیخ اٹھا اور قریب تھا کہ وہ شدتِ اضطراب سے پھٹ جائے تو رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے یہاں تک کہ اس ستون کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا پھر اس ستون نے اس بچہ کی طرح رونا اور بلبلانا شروع کیا جس کو تسلی دے کر خاموش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس ستون کو قرار حاصل ہوا۔

٦ ۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ وَمَنْ يَّشْهَدُ عَلٰى مَاتَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَاَقْبَلَتْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا جب وہ حضور ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ نے اس سے فرمایا کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ دیہاتی نے کہا آپ کی باتوں پر میرے سوا اور کون گواہی دے گا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ ببول کا درخت گواہی دے گا۔ یہ فرما کر آپ نے اس درخت کو بلایا۔ آپ وادی کے کنارے تھے۔ وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا چلا

تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰی قَامَتْ بَیْنَ یَدَیْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلٰثًا فَشَهِدَتْ ثَلٰثًا اِنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰی مَنْبَتِهَا ۔

(دارمی، مشکوٰۃ: ص ۵۴۱)

یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے تین بار گواہی طلب فرمائی اس درخت نے تینوں بار گواہی دی کہ حقیقت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔

۷- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِیٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ یَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰی سَقَطَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِیُّ ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ: ۵۴۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک دیہاتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیونکر میں یقین کروں کہ آپ سچے نبی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کھجور کے اس خوشہ کو اگر میں بلاؤں اور وہ میرے پاس آکر اس بات کی گواہی دے کہ میں خدائے تعالیٰ کا رسول ہوں جب تجھے یقین آجائے گا چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب زمین پر آکر گرا پھر آپ نے فرمایا کہ واپس چلا جا تو وہ خوشہ واپس چلا گیا یہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

۸- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰیَاتِ بَرَكَةً وَّاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِیْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فَضْلَةً مِّنْ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم تو معجزات کو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم ان کو خوف کا باعث سمجھتے ہو ہم ایک سفر میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ تھے۔ پانی کم ہو گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تھوڑا سا بچا ہوا پانی

مَآءٍ فَجَآ ؤُا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَآءٌ قَلِيْلٌ فَادْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَآءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنَ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم ۔

(بخاری: ص ۵۰۵ ج ۱، مشکوۃ: ۵۳۸)

تلاش کر لاؤ۔ تو لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی موجود تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مقدس ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور اس کے بعد فرمایا برکت والے پانی کے پاس آؤ اور برکت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے پس میں نے قطعی طور پر دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس انگلیوں کی گھائیوں سے پانی ابل رہا تھا۔

۹ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهٗ قَالَ مَالَكُمْ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّاءَ وَلَانَشْرَبُ اِلَّا مَابَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَآءُ يَشُوْرُبَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْكُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةً ۔

(بخاری: ص ۵۰۵ ج ۱، مشکوۃ: ص ۵۳۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا ...... تو لوگ آپ کی جانب دوڑے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کیلئے پانی نہیں ہے مگر صرف یہی جو آپ کے سامنے ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دستِ مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا (اس وقت) تو

ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

۱۰ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِنَآءٍ وَّھُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ یَدَہٗ فِی الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ فَتَوَضَّاءَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَۃُ قُلْتُ لِاَنَسٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَ مِائَۃٍ اَوْ زُھَآءَ ثَلٰثِ مِائَۃٍ ۔

(بخاری: ص۵۰۴ ج۱، مشکوٰۃ: ص۵۳۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنا مقدس ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا تو پانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں کے درمیان سے ابلنے لگا جس سے تمام لوگوں نے وضو کر لیا حضرت قتادۃ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ اس وقت آپ کتنے تھے؟ انہوں نے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب۔

۱۱ - عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ فَخَرَجْنَا فِی بَعْضِ نَوَاحِیْھَا فَمَا اسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَھُوَ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ میں تھا۔ پھر سرکار اقدس اور ہم مکہ شریف کے گردونواح میں گئے تو جس پہاڑ اور درخت کا بھی سامنا ہوتا تو وہ عرض کرتا السلام علیك یا رسول اللہ۔

(ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ: ص۵۴۰)

۱۲ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی نَزَلْنَا وَادِیًا اَفْیَحَ فَذَھَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْضِیْ حَاجَتَہٗ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک بے آب وگیاہ وادی یعنی میدان میں اترے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے لیکن پردہ کی کوئی جگہ آپ کو نہ ملی۔ اچانک آپ کی نظر

فَلَمْ يَرَ شَيْئاً يَسْتَتِرُ بِهٖ وَاِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اِحْدٰهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِيْ عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِيْ يُصَانِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِيْ عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ فَمَا بَيْنَهُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَئَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِيْ فَحَانَتْ مِنِّيْ لَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلاً وَّاِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِافْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ ۔

(مسلم، مشکوٰۃ: ص ۵۳۲)

اس وادی کے کنارے دو درختوں پر پڑی حضور ان میں سے ایک کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر (درخت سے) فرمایا کہ بحکم خدا میرے ساتھ چل تو وہ درخت اس اونٹ کی طرح چل پڑا جس کی ناک میں نکیل بندھی رہتی ہے اور اپنے سارجان کی اطاعت کرتا ہے یہاں تک کہ حضور اس دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ایک شاخ پکڑ کر فرمایا کہ اے (درخت) تو بھی بحکم الٰہی میرے ساتھ چل۔ تو وہ بھی پہلے درخت کی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ حضور جب ان درختوں کے درمیان کی جگہ میں پہنچے تو فرمایا کہ (اے درختو) تم دنوں بحکم الٰہی آپس میں مل کر میرے لیے پردہ بن جاؤ تو دونوں ایک دوسرے سے مل گئے (اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان درختوں کی آڑ میں قضائے حاجت فرمائی)۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ میری نگاہ اٹھی تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور دیکھا کہ دفعۃً وہ دونوں درخت جدا ہو کر چلے اور اپنے تنوں پر کھڑے ہو گئے۔

انتباہ

۱- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے دعوائے نبوت کی تائید میں جو بات خلاف عادت ظاہر ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ حضرت میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے: المعجزۃ امر خارق للعادۃ داعیۃ الی الخیر و السعادۃ مقرونۃ بدعوی النبوۃ قصدبہ اظہار صدق من اوعی انہ رسول من اللہ

(التعریفات: ص ۱۹۵)

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر، ملحد اور زندیق ہے۔

۳- جو معجزہ دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسے معراج کی رات میں حضور سید عالم ﷺ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر فرمانا، اس پر ایمان لانا فرض اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (اشعۃ اللمعات: ص ۵۲۷ ج ۴)

۴- جو معجزہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہو جیسے سرکارِ اقدس ﷺ کا معراج کی رات میں آسمانوں کی سیر فرمانا، اس کا ماننا لازم و ضروری ہے۔ اور اس کا منکر گمراہ و بد مذہب ہے۔ (تفسیرات احمدیہ: ص ۳۲۸)

۵- جو معجزہ خبر واحد سے ثابت ہو خواہ علی وجہ القوۃ یا علی وجہ الضعف فضائل میں وہ بھی معتبر ہے۔

۶- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے قبل نبوت جو بات خرقِ عادت کے طور پر صادر ہو اسے ارہاص کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”خوارق عادت کہ پیش از ظہور نبوت ظاہر شد آں را ارہاصات گویند“۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم: ص ۵۴۱)

کرامت

۱ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بَعَثَ جَیْشًا وَّاَمَّرَ عَلَیْھِمْ رَجُلاً یُّدْعٰی سَارِیَۃَ فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ فَجَعَلَ یَصِیْحُ یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَیْشِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَقِیْنَا عَدُوَّنَا فَھَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ یَصِیْحُ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُھُوْرَنَا اِلَی الْجَبَلِ فَھَزَمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی ۔

(بیہقی، مشکوٰۃ: ص ۵۴۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر (نہاوند کی طرف) بھیجا اور اس لشکر پر ایک مرد کو سپہ سالار مقرر فرمایا جن کو ساریہ کہا جاتا تھا۔ تو (ایک روز) جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مدینہ شریف میں) خطبہ پڑھ رہے تھے یکا یک آپ بلند آواز فرمانے لگے اے ساریہ! پہاڑ (کی پناہ لو۔ چند روز کے بعد) لشکر سے ایک قاصد آیا تو اس نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا تو ہم کو شکست دی پھر اچانک ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی کہ اے ساریہ! پہاڑ کی پناہ لو تو ہم نے پہاڑ کی طرف اپنی پشت کر لی (اور دشمن سے لڑے) پھر خدائے تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔

۲ - عَنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ اَنَّ سَفِیْنَۃَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْطَاءَ الْجَیْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ ھَارِبًا یَلْتَمِسُ الْجَیْشَ فَاِذَا ھُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ یَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

حضرت ابن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے غلام تھے (ایک مرتبہ سرزمین روم میں اسلامی لشکر (تک پہنچنے) کا راستہ بھول گئے۔ یا قید کر دیئے گئے تھے تو اسلامی لشکر کی تلاش میں نکل بھاگے۔ اچانک ایک شیر سے ان کا سامنا ہو گیا تو آپ نے شیر

وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِیْ كَيْفَ وَكَيْفَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ.

(مشکوٰۃ: ص ۵۴۵)

سے فرمایا اے ابو حارث! میں سرکارِ اقدس ﷺ کا غلام ہوں میرے ساتھ ایسا ایسا واقعہ پیش آیا ہے تو شیر (کتے کی طرح) دم ہلاتا ہوا قریب آ کر حضرت سفینہ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ (اور ساتھ ساتھ چلتا رہا) جب شیر کسی چیز کی آواز سنتا تو اس کی طرف دوڑ پڑتا پھر واپس آ کر ان کے پہلو میں چلنے لگتا یہاں تک کہ حضرت سفینہ اسلامی لشکر تک پہنچ گئے پھر شیر واپس ہو گیا۔

۳- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ لَّهُمَا حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِيْ لَيْلَةٍ شَدِيْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْءِ هَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اپنے کسی معاملہ میں ایک پہر رات گزارنے تک گفتگو کرتے رہے وہ رات بہت تاریک تھی۔ پھر وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس ہونے کیلئے رسول کریم ﷺ کی بارگاہ سے نکلے اور دونوں حضرات کے ہاتھ میں چھوٹی چھوٹی لاٹھیاں تھیں پھر ان میں سے ایک صاحب کی لاٹھی دونوں کیلئے روشن ہو گئی بعدہٗ وہ دونوں حضرات لاٹھیوں کی روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ جب دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی پھر ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں

اپنے گھر والوں تک پہنچ گیا۔ (بخاری، مشکوٰۃ: ص ۵۴۴)

انتباہ

ولی سے جو بات خلاف عادت ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے ایسی بات صادر ہو تو اسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فاسق و فاجر یا کافر سے جو ان کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ اوّل)

کرامت حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ و بدمذہب ہے شرح فقہ اکبر: ص ۹۵ میں ہے

الکرامات للاولیاء حق ای ثابت بالکتاب والسنۃ اولیائے کرام سے کرامتوں کا صادر ہونا حق ہے یعنی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''اہل حق اتفاق دارند برجواز وقوع کرامت از اولیاء ودلیل بر وقوع کرامت کتاب وسنت وتواتر اخبار ست از صحابہ ومن بعد ہم تواتر معنی'' یعنی اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اولیائے کرام سے کرامت کا ظہور ہو سکتا ہے۔ اور اللہ والوں سے کرامتوں کا صادر ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور صحابہ وتابعین کی مسلسل خبروں سے بھی واضح ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم: ص ۵۴۵)

ولی وہ مسلمان ہے جو بقدر طاقت بشری ذات وصفات باری تعالیٰ کا عارف ہو احکام شرع کا پابند ہو اور لذات وشہوات میں انہماک نہ رکھتا ہو جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں ہے۔ الولی ھو العارف باللہ تعالیٰ وصفاتہ حسب مایمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانھماک فی اللذات والشھوات اور اشعۃ اللمعات جلد چہارم: ص ۵۴۵ میں ہے۔

ولی کسے ست کہ عارف باشد بذات وصفات حق برقدر طاقت بشری ومواظب باشد براتیان طاعت وترک منہیات درلذات وشہوات وکامل باشد درتقویٰ واتباع برحسب تفاوت ومراتب آں۔

ولی وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا عقیدہ مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق ہو

مرتد یا بد مذہب مثلاً دیوبندی، وہابی، قادیانی، رافضی اور نیچری وغیرہ ہرگز ولی نہیں ہوسکتا۔

اولیاء کرام وصالحین عظام کا فیض بعد وصال بھی جاری رہتا ہے۔ تفسیر عزیزی پارہ عم :ص ۵۰ میں ہے۔ از اولیائے مدفونین ودیگر صلحائے مومنین انتفاع واستفادہ جاری ست وآنہارا افادہ اعانت نیز متصور۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ   تیر جستہ باز گردانند زِ راہ

علمِ غیب

۱ – عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِینَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَاماً فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ۔

(بخاری :ص ۴۵۳، ج ۱، مشکوٰۃ :ص ۵۱۶)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم لوگوں (کے مجمع) میں کھڑے ہوئے تو حضور علیہ السلام نے ابتدائے آفرینش سے جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے سارے حالات کی ہمیں خبر دے دی۔ (حضور علیہ السلام سے سننے والوں میں) جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

معلوم ہوا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوقات کی پیدائش سے لے کر جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے سارے حالات کا علم ہے۔

۲ – عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ یَعْنِیْ عَمْرَو ابْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ

حضرت ابوزید یعنی عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوکر ہمارے سامنے تقریر فرمائی یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے تشریف لاکر نماز پڑھائی اس کے بعد

فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَآئِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا ۔

(مسلم جلد دوم: ص ۳۹۰)

منبر پر تشریف لے گئے پھر ہمارے سامنے تقریر فرمائی یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے اتر کر نماز پڑھائی اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو اس تقریر میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے تمام واقعات کی حضور علیہ السلام نے ہمیں خبر دے دی تو ہم لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ شخص ہے جسے حضور علیہ السلام کی بتائی ہوئی خبریں زیادہ یاد ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان و ما یکون کا علم ہے یعنی آپ گزشتہ اور آئندہ کے تمام واقعات جانتے ہیں۔

۳- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا ۔

(مسلم، مشکوۃ: ص ۵۱۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ پورب سے پچھم تک زمین کا ہر حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کے سامنے ہے۔

۴- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِيْ اَنَسِيَ اَصْحَابِيْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَآئِدِ فِتْنَةٍ اِلٰى اَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قسم میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھی بھول گئے یا بھول جانے کا اظہار کرتے ہیں (آج سے) دنیا کے ختم ہونے تک جتنے فتنے انگیز لوگ پیدا ہوں گے جن کے

مَعَهُ ثَلٰثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّاقَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاِسْمِهٖ وَاِسْمِ اَبِيْهِ وَاِسْمِ قَبِيْلَتِهٖ ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ: ص ۴۶۳)

ساتھیوں کی تعداد تین سو سے زائد ہوگی خدائے تعالیٰ کی قسم حضور علیہ السلام نے ہمیں ان کا نام، ان کے باپ کا نام اور ان کے خاندان کا نام (سب کچھ) بتا دیا۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا علم تمام کلیات اور جزائیات کو گھیرے ہوئے ہے کہ آپ نے آئندہ پیدا ہونے والے فتنہ انگیزوں کے نام ان کے باپ کا نام اور ان کے قبیلہ کا نام لوگوں سے بیان فرمایا:

۵۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَجَعْفَرَ وَّابْنَ رَوَاحَةَ النَّاسَ قَبْلَ اَنْ يَّاتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرُ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ يَعْنِيْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۔

(بخاری، مشکوٰۃ: ص ۵۳۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان لوگوں کے شہید ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور شہید کیے گئے پھر جھنڈے کو جعفر نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہوئے پھر ابن رواحہ نے جھنڈے کو لیا اور وہ بھی شہید کیے گئے۔ آپ یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد جھنڈے کو اس شخص نے لیا جو خدائے تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے یعنی حضرت خالد بن ولید (نے جھنڈا لیا اور خوب گھمسان کی لڑائی لڑتے رہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے حالات حضور کی نگاہ کے سامنے ہیں کہ جنگ موتہ جو ملک شام میں ہو رہی تھی حضور اس کے حالات مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرما رہے تھے۔

٦ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَآئِطٍ مِّنْ حِيطَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنَ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيْلَ لَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ تَيْبَسَا ۔

(بخاری، ص ۳۵، ج ۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں۔ پھر فرمایا ہاں (خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا یارسول اللہ! یہ آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

۱- حضور علیہ السلام کی نگاہ کیلئے کوئی چیز آڑ نہیں بن سکتی یہاں تک کہ زمین کے اندر جو عذاب ہوتا ہے اسے بھی آپ ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔

۲- حضور علیہ السلام مخلوقات کے ہر کھلے اور چھپے کام کو دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت کون کیا کر رہا ہے اور پہلے کیا کرتا تھا چنانچہ آپ نے فرما دیا کہ ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔

۳- حضور علیہ السلام ہر گناہ کا علاج بھی جانتے ہیں کہ قبر پر شاخیں رکھ دیں تا کہ عذاب ہلکا ہو۔

۴- قبروں پر سبزہ اور پھول وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے مردہ کو راحت ہوتی ہے۔

۵- قبر پر قرآن پاک کی تلاوت کیلئے حافظ بٹھانا بہتر ہے کہ جب سبزہ کے ذکر سے عذاب ہلکا ہوتا ہے تو انسان کے ذکر سے ضرور ہلکا ہوگا۔

۶- اگرچہ ہر خشک و تر چیز تسبیح پڑھتی ہے مگر سبزے کی تسبیح سے مردہ کو راحت نصیب ہوتی ہے ایسے ہی بے دین کی تلاوت قرآن پاک کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس میں کفر کی خشکی ہے اور مومن کی تلاوت مفید ہے کہ اس میں ایمان کی تری ہے۔

۷- سبزہ گنہگاروں کی قبر پر عذاب ہلکا کرے گا اور بزرگوں کی قبروں پر ثواب و درجہ بڑھائے گا۔

۸- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔ (بخاری ص ۱۰۲ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہے بخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع، میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی مقدس آنکھیں عام آنکھوں کی طرح نہ تھیں بلکہ حضور علیہ السلام آگے پیچھے، اور نیچے اور اندھیرے واجالے میں یکساں دیکھتے تھے یہاں تک کہ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے حضور علیہ السلام اسے بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔

۹- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ حَتّٰی انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی وَاسْتَثْفَرَ وَ قَالَ قَدْعَمِدْتُّ اِلٰی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کی جانب آیا پھر اس کے ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا لے گیا چرواہے نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ بکری کو اس سے چھین لیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رِزْقٍ رَزَقَنِيهِ اللّٰهُ تَعَالٰى اَخَذْتَهُ ثُمَّ انْتَزَعْتَهُ مِنِّىْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبٌ يَّتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِى النَّخَلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُوْدِيًا فَجَآءَ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ وَاَسْلَمَ ۔

پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اپنی دم پر بیٹھا اور بولا کہ میں نے اپنے رزق کا قصد کیا تھا جو مجھ کو خدائے تعالیٰ نے دیا۔ میں نے اس پر قبضہ کیا تھا لیکن اے چرواہے تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم! (ایسی عجیب بات) میں نے آج کی طرح کبھی نہ دیکھی کہ بھیڑیا بولتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ عجیب ان صاحب (یعنی حضور ﷺ) کا حال ہے جو دوسنگستانوں کے درمیانی نخلستان (مدینہ) میں تشریف فرما ہو کر تم لوگوں سے ان تمام (غیبی) واقعات کو بیان کر رہے ہیں جو گزر چکے اور جو واقعات تمہارے بعد ہونے والے ہیں ان کو بھی بتاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ بھیڑیے سے یہ بات سن کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا واقعہ بیان کیا اور مسلمان ہوگیا۔

معلوم ہوا کہ جانور کا بھی عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا علم ہے۔

۱۰- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِيْنَا مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ وَيَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَآءَ اللّٰهُ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَآءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِىْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَاءَ حُدُوْدَ الَّتِىْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگِ بدر سے ایک روز پہلے ہم لوگوں کو وہ تمام مقامات دکھا دیئے تھے جہاں بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والے مشرکین قتل ہوئے چنانچہ آپ نے فرمایا: دیکھو کل انشاء اللہ تعالیٰ یہاں فلاں مشرک گر کر مرے گا اور کل انشاء اللہ تعالیٰ یہاں فلاں شخص قتل ہو کر گرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ ﷺ کو حق

فَجُعِلُوا فِیْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۔ (مشکوٰۃ: ص ۵۴۳)

کے ساتھ بھیجا ہے کہ جو مقامات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتادیئے تھے ان سے ذرا بھی تجاوز نہیں ہوا یعنی وہ کافر اسی جگہ مارے گئے جو جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتا دی تھی پھر ان کافروں کو کنوئیں کے اندر تلے اوپر ڈال دیا گیا۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو بای ارض تموت کا بھی علم ہے چنانچہ میدانِ بدر میں آپ نے فرما دیا کہ انشاء اللہ کل یہاں فلاں شخص قتل ہوگا اور یہاں فلاں شخص مرے گا۔ پھر دوسرے روز حضور علیہ السلام کے فرمانے کے مطابق ہوا یعنی جو مقامات آپ نے بتا دیئے تھے ان سے ذرا بھی تجاوز نہیں ہوا۔

انتباہ

۱- علم غیب ان باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے حواس سے معلوم نہ کر سکیں۔ تفسیر کبیر جلد اوّل: ص ۱۷۴ میں ہے۔ الغیب ھو الذی یکون غائبا عن الحاسۃ۔

۲- قرآن مجید پارہ ۲۹ رکوع بارہ میں ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۔ یعنی غیب کا جاننے والا (اللہ تعالیٰ) تو وہ صرف اپنے پسندیدہ رسولوں کو ہی غیب پر قابو دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غیب پر قابو دیتا ہے۔ اور جسے غیب پر قابو ہوتا ہے۔ وہ ضرور جانتا ہے تو ثابت ہوا کہ رسول غیب ضرور جانتے ہیں۔ اس لیے کہ آیت کریمہ کا خلاصہ الرَّسُوْلُ مُظْهَرٌ عَلَی الْغَیْبِ ہے۔ اور اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ کُلُّ مُظْهَرٍ عَلَی الْغَیْبِ یَعْلَمُ الْغَیْبَ تو ثابت ہوا کہ الرَّسُوْلُ یَعْلَمُ الْغَیْبَ۔

۳- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اِنَّ لَهٗ صِفَةً بِهَا یُدْرِكُ مَا سَیَكُوْنُ فِی الْغَیْبِ ۔ یعنی نبی کیلئے ایک ایسی صفت ہوتی ہے کہ جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیا کرتے ہیں۔ (زرقانی جلد اوّل ص ۲۰)

بارگاہ رب العالمین جل جلالہ میں دعا ہے کہ اے مولائے کریم! احادیث ومسائل کے اس مجموعہ کو پیارے مصطفےٰ ﷺ کے صدقہ میں اپنی رضا کیلئے قبول فرما' ہمیں اور ہمارے تمام برادران اہل سنت کو اتباعِ سنت کی توفیق عطا فرما۔ اور اس مجموعہ سے بد مذہبوں اور بے عملوں کو توبہ کی توفیق عطا فرما کر ایمان وعمل کی نعمت نصیب فرما۔ انك علی کل شیء قدیر وباجابة وعائنا جدید۔

اللّٰه بدیع السموات والارض ذالجلال والاکرام خالق اللیل والنهار اسئلك ان تصلی وتسلم علی اوّل خلق اللّٰه سیدنا محمد نِ المصطفٰی وعلیٰ اله وصحبه اصوله وفروعه وابنه الغوث الاعظم الجیلانی اجمعین واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمین۔

جلال الدین احمد الامجدی

خادم دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی

۲۱ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۷۱ء

روز دوشنبہ مبارک

اَلْمُصَنِّفُ بِیَدِہٖ

پیدائش

۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء میں ضلع بستی (یوپی) کی مشہور آبادی اوجھا گنج میں میری پیدائش ہوئی جو شہر بستی سے بیس کلومیٹر پچھم فیض آباد روڈ سے دو میل دکھن واقع ہے۔

نام ونسب

جلال الدین احمد بن جان محمد بن عبدالرحیم بن غلام رسول بن ضیاء الدین بن محمد سالک بن محمد صادق بن عبدالقادر بن مرادعلی غفر اللہ لھم ولسائر المسلمین۔

خاندانی حالات

آخر الذکر ضلع فیض آباد بڑھر علاقہ کے مشہور ومعروف راجپوت خاندان کے ایک فرد تھے جو مراد سنگھ کے نام سے یاد کیے جاتے تھے وہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر جب ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے تو مرادعلی کہلائے۔ گھر والوں نے دباؤ ڈال کر اسلام سے برگشتہ کرنا چاہا تو زمین داری وتعلق داری چھوڑ کر ضلع فیض آباد کی مشہور مسلم آبادی قصبہ شہزادپور میں سکونت اختیار کرلی جن کی اولاد کثیر تعداد میں آج بھی قصبہ مذکور میں آباد ہے۔ ان کی اولاد میں سے ضیاء الدین مرحوم بغرض تجارت ضلع بستی کے مختلف قصبات وبازار میں آتے رہے۔ اسی اثنا اوجھا گنج کے مسلمانوں سے تعلقات پیدا ہو گئے تو دوستوں کے مشورہ سے زمین خرید کر اسی آبادی میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

میرے دادا عبدالرحیم نہایت سلیم الطبع، پاکباز اور عبادت گزار تھے جو عین جوانی میں انتقال کر گئے۔ ان کے ایک بھائی عبدالکریم حاجی تھے جو زندگی بھر فی سبیل اللہ مسجد کی امامت کرتے رہے اور دوسرے بھائی عبدالمقیم تھے جو بہت متقی اور پرہیز گار تھے اور رودھولی کے قریب اپنے سسرال میں رہتے تھے۔ انتقال کے چھ ماہ بعد پانی کے بہاؤ سے متاثر ہو کر ان کی قبر کھل گئی تو لاش تر و تازہ تھی اور کفن بھی میلا نہ ہوا تھا۔

میرے والد جان محمد مرحوم عرصہ دراز تک اپنے گھر فی سبیل اللہ بچوں کو مذہبی تعلیم دیتے رہے اور بابا عبدالکریم نے اپنی زندگی میں انہیں جامع مسجد کا امام مقرر کیا تو وہ محض رضائے الٰہی کی خاطر بلا تنخواہ زندگی بھر پابندی کے ساتھ نماز پنجگانہ اور جمعہ وعیدین کی امامت فرماتے رہے۔ بڑے متقی و پرہیز گار تھے۔ آج بھی آبادی کے لوگ ان کے تقویٰ و پرہیز گاری کو یاد کرتے ہیں اور ان کا تذکرہ بڑے احترام سے کرتے ہیں۔

میری والدہ مرحومہ بی بی رحمت النساء ایک دیندار گھرانے کی لڑکی تھیں۔ بہت نمازی اور صبح تلاوتِ قرآن مجید کی بے حد پابند تھیں۔ دعائے گنج العرش اور درود لکھی ان کو زبانی یاد تھے جن کو روزانہ بلا ناغہ پڑھا کرتیں۔ ۱۴ر جمادالاولیٰ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۲ر اپریل ۷۹ء کو میں ان کے ظاہری سایہ سے محروم ہو گیا۔ خدائے تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت کے پھول برسائے۔ انہوں نے میری تعلیم کے بارے میں جو کردار پیش کیا ہے اس کی مثال اس زمانہ میں ملنا مشکل ہے۔ میں ان کے بڑھاپے کا اکلوتا بیٹا تھا اور پہلی بار جب میں ناگپور گیا تو ڈھائی سال کے بعد آیا اس درمیان میں انہوں نے میرے پاس آنے کے بارے میں خط تک نہ لکھا تا کہ تعلیمی نقصان نہ ہو۔

فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

آغاز تعلیم، عمر کے پانچویں سال میں اپنے والد کے شاگرد مولوی زکریا صاحب

مرحوم جو اوجھا گنج ہی فی سبیل اللہ اپنے گھر ایک مکتب چلاتے تھے۔ ان سے قاعدہ بغدادی شروع کیا۔ ۱۳۵۹ھ میں مطابق ۱۹۴۰ء سات سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا تو مولوی محمد زکریا صاحب مرحوم جو حافظ قرآن تو نہ تھے مگر حافظوں کے مثل ان کو قرآن مجید یاد تھا انہیں سے میں نے حفظ پڑھنا شروع کر دیا۔

تعلیم کا شوق اور حفظِ قرآن کی تکمیل

سات آٹھ سال کی عمر میں بھی مجھے پڑھنے کا اس قدر شوق تھا کہ صبح سویرے سورج نکلنے سے پہلے سخت سردی کے زمانہ میں بھی سب سے پہلے مکتب پہنچ جاتا تھا۔ ایک بار جل جانے کے سبب بائیں گھٹنے میں ایسا زخم ہوا کہ میں پاؤں سے چل کر مکتب نہیں جا سکتا تھا تو ایک پاؤں اور دونوں ہاتھوں کی ٹیک سے چل کر برابر مکتب جاتا رہا ایک دن بھی ناغہ نہ کیا۔ بحمدہ تعالیٰ ثم بکرم حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ء میں صرف ساڑھے تین برس کے اندر ساڑھے دس سال کی چھوٹی سی عمر میں حفظ مکمل ہو گیا بہت سے لوگ مجھے نابالغ حافظ کہتے۔ اور میری کم سنی کے سبب دوسری آبادی کے لوگ مجھے پورا حافظ یقین کرنے میں تامل کرتے۔

بالغ ہونے کے بعد میں نے ۱۹۴۸ء میں سب سے پہلے ناگپور تراویح میں قرآن مجید سنایا۔ پھر ۱۹۶۵ء تک مختلف مقامات پر سناتا رہا۔ یہاں تک کہ شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید خاص الحاج سیٹھ حیات محمد صاحب مرحوم نے اپنی مسجد واقع حیات نگر، فارسی باڑی محلہ گھاٹ کوپر بمبئی میں زندگی بھر قرآن مجید سنانے کا وعدہ لے لیا۔ جس میں ۱۹۶۶ء سے برابر تراویح پڑھا رہا ہوں۔

تعلیم کا پہلا سفر

حفظ کی تکمیل کے بعد دور سنانے اور فارسی و عربی پڑھنے کیلئے میں نے ضلع فیض

آباد کے قصبہ التفات گنج کا پہلا سفر کیا۔ کھانے کا بار پہلے ہمارے ایک رشتہ دار جناب نبی بخش مرحوم نے برداشت کیا۔ پھر سترہ روز محلہ باغیچہ کے اہل خیر حضرات کے یہاں جاگیر کھانے کے بعد ایک شخص نے مجھے بھائی بنا لیا (افسوس کہ حدیث شریف لا تجالسو هم پر عمل نہ کرنے کے سبب وہ بعد میں گمراہ ہوگیا) میں اس کا کچھ کام بھی کر دیا کرتا تھا اور صبح وشام پابندی کے ساتھ پڑھنے بھی جایا کرتا۔ چوں کہ حفظ کے دوران خارج اوقات میں اردو لکھنا پڑھنا ہم نے خود ہی سیکھ لیا تھا اس لیے التفات گنج میں حفظ کا دور سنانے کے ساتھ میں نے فارسی آمدنامہ شروع کر دیا جسے مولوی عبدالرؤف صاحب نے پڑھایا اور بانی فیض الرسول شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرزادہ حضرت مولانا عبدالباری صاحب سے فارسی کی چھوٹی بڑی بارہ کتابیں پڑھیں اور عربی کی ابتدائی تعلیم بھی انہیں سے حاصل کی۔

تعلیمی رکاوٹیں

۱۳۶۳ھ اور ۶۴ھ میں مسلسل ہمارے گھر کئی حادثے پیش آئے جب میرا حفظ قریب الختم تھا تو میرے نوجوان بھائی محمد نظام الدین جو گھر کا بار سنبھالے ہوئے تھے اچانک ۴؍رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۵ء کو انتقال کر گئے اس صدمہ سے گھر کے سب لوگ نیم جان ہو گئے۔ پھر آٹھ دس ماہ کے وقفہ سے گھر میں دو بار ایسی چوری ہوئی کہ چوروں نے پانی پینے کے لیے گلاس تک نہ چھوڑا پھر ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء کو موسلا دھار بارش کے ساتھ ہمارے والد کی چھتری پر ایسی بجلی گری کہ ساتھ کے تین آدمی فوراً مر گئے اور والد صاحب مرحوم اگرچہ بچ گئے مگر اتنے کمزور ہو گئے کہ زیادہ کام کے قابل نہ رہ گئے۔ گھر کے سارے اخراجات کا بار والد صاحب ہی پر تھا کہ میرے علاوہ ان کا اور کوئی بیٹا نہ تھا۔ غربت وافلاس نے ہر طرف سے گھیر لیا مگر اس کے باوجود میری تعلیم کو انہوں نے بند نہ کیا۔

آخر مجھ سے گھر کی یہ تنگدستی دیکھی نہ گئی تو ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں التفات گنج محلّہ باغیچہ کے پرانے رئیس حاجی محمد شفیع صاحب مرحوم جو نہایت متقی، پرہیز گار، صبح تلاوتِ قرآن مجید کے پابند، شریف الطبع اور مدرسہ کے خزانچی تھے۔ میں نے ان کے یہاں دس روپے ماہوار اور کھانے پر اس شرط کے ساتھ ملازمت کر لی کہ صبح وشام دو دو گھنٹے میں پڑھنے بھی جایا کروں گا اس طرح تقریباً ایک سال گزرا اور ہم نے التفات گنج کے مدرسہ کا موجودہ نصاب پورا کرلیا۔

اب گھر کے لوگ اور دوسرے متعلقین میری تعلیم بند کرنے اور مستقل طور پر کسی کام میں لگا دینے کی باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ والدین نے یہ مسئلہ میرے سامنے رکھا تو ان لوگوں کو میں نے اپنی تعلیم کے جاری رکھنے پر راضی کرلیا اس لیے کہ میرے بڑے بھائی محمد نظام الدین مرحوم نے انتقال سے پہلے کہا تھا کہ میری تمنا تھی کہ میں تمہیں پڑھنے کیلئے بریلی شریف بھیجتا اور تمہیں عالم دین بناتا مگر افسوس کہ میں اب زندہ نہ رہوں گا۔ مجھے ان کی تمنا پوری کرنے کی لگن تھی اور پھر میں یہ سوچتا کہ لوگ مجھے حافظ کہتے ہیں مگر میں تو جاہل ہوں کہ جاہلوں کی طرح میں بھی مسئلہ مسائل کچھ نہیں جانتا فرق صرف اتنا ہے کہ وہ قرآن مجید دیکھ کر پڑھتے ہیں اور میں زبانی پڑھتا ہوں اس لیے میں عالم ضرور بنوں گا۔

تعلیم کا دوسرا سفر

اب مجھے ایسے مدرسہ کی تلاش ہوئی کہ جہاں رات میں تعلیم ہوتی ہو اور وہ شہر میں ہوتا کہ میں رات کو پڑھوں اور شہر میں کوئی کام کر کے اپنے والدین کی خدمت بھی کرتا رہوں۔ معلوم ہوا کہ شہر ناگپور (سی پی) میں رات کو تعلیم ہوتی ہے تو ۱۹۴۷ء کے ہنگامے کے فوراً بعد جب کہ ٹرین میں مسلم ڈبے مخصوص ہوتے تھے میں ناگپور پہنچ گیا۔ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی فاتح جمشید پور اس زمانہ میں مدرسۃ اسلامیہ شمس العلوم کے صدر المدرسین تھے۔ صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے اور

رات میں ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک ان کے پڑھانے کا وقت مقرر تھا۔ مگر حضرت علامہ بعد مغرب ہی آجاتے اور ۱۲ بجے رات تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے۔ بیس پچیس لڑکے ان سے رات میں پڑھتے تھے۔ میں بھی بعد مغرب کھانے کے بعد پڑھنے کیلئے حاضر ہو جاتا اور گیارہ' بارہ بجے رات تک پڑھتا پھر اپنی قیام گاہ پر آکر سو جاتا اور صبح سے شام تک کام کرتا جس سے پچیس تیس روپے ماہانہ اپنے والدین کی خدمت کرتا اور اپنے کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی کا انتظام کرتا تو اس طرح ناگپور میں میری تعلیم کا سلسلہ آخر تک جاری رہا۔

شرف بیعت

مجھے مسئلہ مسائل کے جاننے کا بڑا شوق تھا اس لیے میں بچپن ہی سے ''بہار شریعت' کا نام سنتا تھا اور فقہ حنفی کی اس عظیم کتاب کو دیکھ کر اس کے مصنف صدر الشریعت حضرت علامہ مولانا حکیم ابو العلاء محمد امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہ العزیز سے عقیدت رکھتا تھا۔ حضرت علامہ سے معلوم ہوا کہ حضرت صدر الشریعۃ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلیفہ ہیں تو ۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۴۸ء کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ میں بھی حضرت سے مرید ہو کر سلسلہ رضویہ میں داخل ہو گیا۔

والد کا انتقال اور دینی خدمت کا آغاز

ابھی میری تعلیم کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ کی ابتدائی تاریخوں میں والد صاحب زیادہ بیمار ہو گئے۔ گھر والوں نے ان سے کہا کہ آپ کی طبیعت خراب ہے اور آپ کا ایک ہی فرزند ہے اسے خط بھیج کر بلا لیجئے۔ فرمایا: نہیں پڑھائی کا نقصان ہوگا مگر بقرعید کے بعد جب وہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے تو گھر والوں نے ان کی اجازت کے بغیر مجھے ٹیلی گرام دے دیا۔ گو میں گھر کے حالات سے بے خبر تھا لیکن دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ میری طبیعت بہت اچاٹ ہوئی تو ٹیلی گرام ملنے

سے پہلے ہی میں ۱۷ ذی الحجہ کو گھر آگیا اور ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء کو والد ماجد وصال فرما گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

میں گھر والوں کی دلجوئی کی خاطر کچھ دنوں کیلئے مکان پر ٹھہر گیا اسی درمیان میں دوبولیا بازار جو اوجھا گنج سے پانچ کلومیٹر دکھن کی جانب واقع ہے وہاں کے مسلمانوں نے مجھے تقریر کیلئے بلایا تو میں نے وہاں ایک مدرسہ قائم کر دیا۔ لوگوں نے مجھ کو پڑھانے کیلئے مجبور کیا تو کچھ دنوں کیلئے میں نے منظور کر لیا اور جب مدرسہ کا نظام مستحکم ہو گیا تو میں پھر ناگپور جا کر حصول تعلیم میں لگ گیا اور اٹھارہ سال کی عمر میں ۲۴ شعبان ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۵۲ء کو حضرت علامہ ارشد القادری دامت برکاتہم العالی نے دس ساتھیوں کے ساتھ مجھے بھی سند فراغت عطا فرمائی۔ اس طرح اوجھا گنج کی تاریخ میں ہم سب سے پہلے فارغ التحصیل ہوئے۔

دستار بندی کے بعد میں پھر دوبولیا بازار کے مدرسہ میں تدریسی خدمت انجام دینے لگا۔ اور اس کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کی کوشش کی مگر اراکین حوصلہ مند نہ تھے انہوں نے میرا ساتھ نہ دیا۔ مجھے اپنی ترقی کی راہ مسدود نظر آئی تو میں نے استعفیٰ دے دیا۔

جمشید پور میں

حضرت علامہ نے ہم لوگوں کی دستار بندی کے بعد ناگپور سے جمشید پور جا کر مدرسہ فیض العلوم قائم کیا۔ دوبولیا کے مدرسہ سے ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں مستعفی ہو کر حضرت کی طلب پر میں بھی جمشید پور پہنچ گیا۔ اسی زمانہ میں جمشید پور کا تاریخی مناظرہ ہوا جس میں اہلسنّت وجماعت کو فتح مبین حاصل ہوئی اور مناظر اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ کو جلیل القدر علمائے کرام نے فاتح جمشید پور کا خطاب عطا فرمایا' چونکہ مدرسہ فیض العلوم میں بروقت کسی مدرس کی ضرورت نہ تھی اس لیے مجھے ایک مکتب میں پڑھانے کیلئے مقرر کیا گیا تو میں دل

برداشتہ ہو کر تقریباً پانچ ماہ کے بعد حضرت علامہ کی اجازت سے گھر چلا آیا۔

بھاؤ پور ضلع بستی میں

اس زمانہ میں بانی فیض الرسول شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ گیارہویں شریف کی تقریب موضع صمدہ ضلع فیض آباد میں کیا کرتے تھے اور اس وقت شیر بیشۂ اہلسنّت حضرت علامہ حشمت علی خاں صاحب قدس سرہٗ اکثر شعیب الاولیاء کے ہمراہ رہا کرتے تھے میں نے حضرت شعیب الاولیاء سے گیارہویں شریف کے موقع پر صمدہ میں ملاقات کی تو حضرت نے بڑی قدر کی اور حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت سے میرا تعارف کرایا تو وہ بھی بہت عزت سے پیش آئے۔ پھر دونوں بزرگوں کے مشورہ سے بھاؤ پور ضلع بستی کے مدرسہ قادریہ رضویہ کی تدریسی خدمت کیلئے مقرر کر دیا گیا اسی طرح میں جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ مطابق جنوری ۱۹۵۵ء میں بھاؤ پور آ گیا۔ وہاں کئی سال پہلے سے حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت کی سرپرستی میں مدرسہ چل رہا تھا لیکن چونکہ وہاں کی خمیر میں فتنہ ہے اس لیے مجھ سے پہلے بہت سے علماء آئے۔ اور فتنے سے عاجز آ کر چلے گئے۔ میں نے وہاں پہنچ کر مدرسہ کو ترقی دینے کی بھرپور کوشش کی اور رات دن کی دوڑ دھوپ سے مدرسہ کو اس منزل پر پہنچا دیا کہ اس سے پہلے کبھی اتنی ترقی نہیں ہوئی تھی لیکن میری موجودگی میں بھی فتنہ کھڑا ہو گیا تو عاجز آ کر ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء کو میں نے استعفیٰ دے دیا۔

فیض الرسول میں

مذہب اہل سنت کی تبلیغ، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج اور ضلع بستی و گونڈہ کی بڑھتی ہوئی بد مذہبی کی روک تھام کیلئے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت قدس سرہٗ جیسے ساحر البیان مقرر اور مناظر کو ہمراہ لے کر بہت سے دیہاتوں کا دورہ فرمایا جن کی تقریر و مناظرے سے [illegible]

سنیت میں نئی روح ڈال دی لیکن چونکہ تعلیم کے مقابلہ میں تقریر ومناظرہ کا اثر زیادہ دیرپا نہیں ہوتا اس لیے حضرت شعیب الاولیا کی عین تمنا تھی کہ اس علاقہ کے مدارس اہلسنّت کے تعلیمی معیار کو زیادہ اونچا کیا جائے تاکہ تعلیم خوب عام ہو جائے اس لیے آپ اپنے تمام مریدین ومعتقدین کو مدرسہ انوار العلوم تلسی پور، انجمن معین الاسلام پرانی بستی اور مدرسیہ قادریہ رضویہ بھاؤ پور کی امداد واعانت کی تاکید فرماتے تھے لیکن بھاؤ پور کی فتنہ انگیزی کے سبب وہاں مدرسہ چلنے کی امید نہ رہی، انجمن معین الاسلام پرانی بستی کے اراکین نے حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب رضوی جیسے متدین اور محنتی عالم کو کام نہ کرنے دیا اور مدرسہ انوار العلوم تلسی پور جو بہت ترقی پر تھا مگر اختلاف کے سبب وہ بھی نہایت تیزی کے ساتھ انحطاط کی طرف جارہا تھا تو حضرت شعیب الاولیاء نے مکتب فیض الرسول کو دارالعلوم فیض الرسول بنانا چاہا کہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء سے ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء تک ایک بار دارالعلوم فیض الرسول چل کر پھر مکتب فیض الرسول ہو گیا تھا۔

ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ مطابق جولائی ۱۹۵۵ء میں جب کہ بھاؤ پور میں نئے فتنے کا جنم ہو چکا تھا حضرت نے آدمی بھیج کر مجھے براؤن شریف طلب فرمایا۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ میں نے اس علاقہ کے مدرسوں کے چلنے سے ناامید ہو کر اپنے یہاں خود دارالعلوم چلانے کا ارادہ کرلیا ہے سنا ہے کہ آپ بھاؤ پور میں نہ رہیں گے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ بھاؤ پور چھوڑ دیں لیکن اگر چھوڑ دیں تو کہیں دوسری جگہ نہ جائیں بلکہ ہمارے یہاں آئیں کہ بروقت مجھے ایک اچھے عالم کی تلاش ہے۔ میں نے غور وفکر کرنے کے بعد جواب دینے کا وعدہ کیا اور بھاؤ پور پہنچنے کے بعد اس بنیاد پر کہ کبھی اللہ والوں سے بہت زیادہ قرب بھی باعث زحمت ہو جاتا ہے میں نے حضرت کو معذرت نامہ لکھ دیا لیکن جب فتنہ کے سبب بھاؤ پور میں رہنا ناممکن ہو گیا تو مستعفی ہو کر براؤن شریف آ گیا اور یکم ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰ر جولائی ۱۹۵۶ء

سے با قاعدہ دارالعلوم فیض الرسول کا مدرس ہو گیا اور تقریباً پچیس سال سے مسلسل اسی دارالعلوم فیض الرسول میں اپنے فرائض منصبی کو انجام دے رہا ہوں۔

فیض الرسول کی بنیاد چونکہ خلوص پر ہے اور حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ علماء اور طلبہ کی بڑی قدر کرتے تھے اور ان کے صاحبزادگان بھی علما اور طلبہ کی عزت کرتے ہیں اسی لیے یہ ادارہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور جب تک حضرت کی اولاد ان کے اصولوں پر عمل کرتی رہے گی اور ان کے نقشِ قدم کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے گی یقیناً یہ ادارہ ترقی ہی کرتا رہے گا۔

بانی فیض الرسول شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ۲۲ر محرم ۱۳۸۷ھ کو وصال ہوا۔ اس طرح بفضلہٖ تعالیٰ گیارہ سال سے زائد ان کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا جس سے ہمارے دین میں اور زیادہ نکھار پیدا ہو گیا۔

تعلیمی ترقی

زمانہ طالب علمی میں دن بھر کام کرنے اور صرف رات میں پڑھنے کے سبب کوئی خاص علمی قابلیت پیدا نہ ہو سکی تھی اور پھر فراغت کے بعد کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی تھی کہ جہاں میں ترقی کرتا لیکن فیض الرسول کے پر سکون ماحول میں پہنچنے کے بعد حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول ادرکت العلم بالجهد والشكر وما بخلت بالافادة وما استنكفت عن الاستفادة کو مشعلِ راہ بنایا کہ اپنی کاوش اور جدوجہد کو نقطۂ عروج تک پہنچایا اور افادہ واستفادہ میں بخل وعار نہ کیا۔ وقت کی قدر کی، اسے ضائع نہ کیا۔ درسی کتابوں کو شروح وحواشی سے گہرا مطالعہ کرنے کے بعد پڑھایا، اساتذہ اور والدہ کو خوش رکھا، ان کی خدمتیں کیں، ان سے دعائیں لیں اور یقین کیا کہ حقیقت میں علم حاصل کرنے کا وقت فراغت کے بعد ہے اور زمانہ طالب علمی میں صرف علم حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے تو خدا تعالیٰ نے مجھے اس منزل پر پہنچا دیا جس کا کبھی تصور نہیں کر سکتا تھا، فللہ الحمد۔

فتویٰ نویسی

دارالعلوم فیض الرسول کی نشاۃ ثانیہ ہونے کے ساتھ استفتاء آنا شروع ہو گئے پہلے حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قبلہ رضوی سابق صدر المدرسین دارالعلوم ہذا نے چند فتاویٰ تحریر فرمائے۔ پھر میں نے ۲۴ رصفر ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء کو ۲۴ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا۔ حضرت مولانا نے فتویٰ نویسی سے میری دلچسپی کو دیکھ کر مستقل طور پر یہ کام میرے سپرد کر دیا تو میں فتاویٰ لکھ کر حضرت مولانا کو دکھا لیا کرتا تھا اور پہلے یہ کام میں خارج اوقات میں کیا کرتا تھا لیکن جب کام بڑھ گیا تو اوقات تعلیم میں سے ایک گھنٹہ، پھر دو گھنٹے اور اب تین گھنٹے فتویٰ نویسی کیلئے مخصوص ہیں۔

ملک اور بیرونِ ملک سے آئے ہوئے سوالوں کے جوابات لکھنے کیلئے یہ وقت بھی ناکافی ہے مگر فتویٰ نویسی کے سبب حدیث، تفسیر، اصولِ فقہ، صرف اور نحو ادب اور منطق وغیرہ کے اسباق میری درس گاہ میں پہلے سے بند ہیں اور میں درس وتدریس سے بالکل الگ نہیں ہونا چاہتا۔ کہ علمی صلاحیت باقی رکھنے کیلئے میں اسے بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ پھر دارالعلوم کے طلبہ ہماری درسگاہ میں فقہ پڑھنے کیلئے بڑی کوشش کرتے ہیں اس لیے وقت میں گنجائش نہ ہونے کے باوجود شرح وقایہ اور ہدایہ اولین وآخرین کے اسباق پڑھا دیا کرتا ہوں اور فتویٰ نویسی کے باقی ماندہ کام رات کو کیا جاتا ہے۔

مرید کو اگر پیر سے حقیقت میں خلوص ہو تو پیر کے وصف خاص کا عکس مرید میں پایا جانا ضروری ہے۔ اسی لیے پیر کے وصف خاص کی جھلک اگر مرید میں نہ پائی جائے تو ہم اسے مرید صادق نہیں سمجھتے۔ شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نماز وجماعت کا بہت اہتمام فرماتے تھے کہ نماز تو نماز جماعت تو جماعت، اڑتالیس سال تک تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی تو ان کا جو مرید نماز وجماعت کا اہتمام نہ کرے ہم اسے رسمی مرید کہتے ہیں۔

ہمارے ایک مخلص مرزا جمال بیگ مرحوم نے کہا کہ میری والدہ حضرت شاہ صاحب کی مرید ہیں لیکن میں نے کوئی فیض نہیں دیکھا۔ ہم نے کہا سنا ہے کہ آپ کے علاقہ میں عورت تو عورت کوئی مرد بھی ان کے جیسا نمازی نہیں ہے' کیا یہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض نہیں ہے۔ اور سیدی مرشدی صدر الشریعت حضرت علامہ مولانا حکیم ابوالعلا محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جملہ علوم وفنون میں کامل دستگاہ رکھتے تھے مگر فقاہت کا وصف ان میں سب سے ممتاز تھا۔ تو یہ حضرت صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا فیض ہے کہ تدریس' تصنیف وتالیف اور دارالعلوم کی دیگر مصروفیات کے ساتھ پچیس سال میں ڈیڑھ ہزار سے زائد فتاویٰ لکھے جو فل اسکیپ سائز کے ایک ہزار سے زائد صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں اور مستقبل قریب میں فتاویٰ فیض الرسول کے نام سے چھپ کر منظر عام پر آنے والے ہیں۔

وعظ وتقریر

درس وتدریس' تصنیف وتالیف اور فتویٰ نویسی کے ساتھ ہم نے وعظ وتقریر کی بھی کوشش کی اس لیے کہ جاہل عوام کو تبلیغ کیلئے یہی ایک ذریعہ ہے۔ اس سلسلہ میں صوبہ یوپی کے متعدد اضلاع اور دوسرے صوبہ جات' بہار' اڑیسہ' مدھیہ پردیش' راجستھان' مہاراشٹر' گجرات اور راج نیپال کے اجلاس میں بارہا شرکت کا اتفاق ہوا اور لوگوں نے ہمارے وعظ کو دلچسپی سے سنا۔

یہ بات نہایت افسوس ناک ہے کہ آج کل وعظ وتقریر کے بارے میں ہماری جماعت کا مزاج بہت بگڑ گیا ہے کہ سیرت النبی کے مبارک اسٹیج پر فساق وفجار ہر قسم کے شعراء کثرت سے بلائے جاتے ہیں اور گیارہ بارہ بجے رات تک فلمی اور ٹھمری وغیرہ ہر قسم کی طرز کے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر عالم کی تقریر ہوتی ہے اور آخر میں پھر اشعار پڑھے جاتے ہیں اس طرح تقریر کا جو کچھ اثر ہوتا ہے وہ زائل ہو جاتا ہے اور سامعین صرف نغمہ وترنم کا اثر لے کر اپنے اپنے گھر جاتے ہیں۔

بعض جلسوں میں تو اتنے بڑے شعراء بلائے جاتے ہیں جو بڑے بڑے شیخ الحدیث سے بھی بڑے ہوتے ہیں کہ ان سے زیادہ شاعر کی خاطر مدارات ہوتی ہے' لوگ اسے گھیرے رہتے ہیں اور نہایت ہی اعزاز اور تعظیم وتکریم کے ساتھ اسے رخصت کرتے ہیں۔

میں ایسے جلسوں میں کہ جہاں گویے شاعر حاصل جلسہ ہوں شرکت کرنے سے پرہیز کرتا ہوں کہ مذہبی جلسوں میں مذہبی پیشوا کی ثانوی حیثیت ہونا مذہب اور مذہبی پیشوا دونوں کی موت ہے۔

تصنیف وتالیف

درس وتدریس اور افتاء وغیرہ کی مصروفیات کے باوجود ہم نے فیض الرسول میں آتے ہی تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ پچیس سال میں چھوٹی بڑی جتنی کتابیں لکھیں وہ یہ ہیں۔ مولانا روم علیہ الرحمہ کی مثنوی شریف کا انتخاب مع ترجمہ ومختصر تشریح' گلدستہ مثنوی اور گلزار مثنوی' آیات قرآنیہ سے ایک عام فہم اور مختصر رسالہ معارف القرآن' سجدۂ تعظیم' عوام کیلئے عقائد اور روزمرہ پیش آنے والے نماز' زکوٰۃ اور روزہ وغیرہ کے مسائل میں مختصر اور جامع کتاب انوار شریف عرف اچھی نماز' حج وزیارت کے مسائل میں نہایت آسان اور عام فہم کتاب حج وزیارت' آٹھ مختلف فیہ مسائل کا محققانہ فیصلہ' بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم کا سنیت افروز سلسلہ نورانی تعلیم چار حصے اور انوار الحدیث

بحمدہ تعالیٰ یہ سب کتابیں کئی بار چھپ کر عوام وخواص سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ ان تمام کتابوں میں سب سے اہم تصنیف انوار الحدیث ہے جس کے دو ایڈیشن ہندوستان میں چھپ چکے ہیں اور تیسرا ایڈیشن رضا پبلی کیشنز لاہور نے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر چھاپ کر اسے چار چاند لگا دیئے ہیں۔ استفتاء کی کثرت کے سبب اب فرصت نہیں ملتی اگر موقع ملا تو مرنے سے پہلے چند اہم اور مفید کتابیں لکھنے کی تمنا

ہے۔

ہماری جماعت میں تصنیف وتالیف کی بہت کمی ہے۔ دوسرے لوگ قرآن وحدیث کے ترجمے' ان کی تفسیر وتشریح' درسی کتابوں کے شروح وحواشی اور ان کے ترجمے' تاریخ وسیر اور اخلاق وتصوف وغیرہ ہر علم وفن کی کتابیں لکھنے میں پیش پیش ہیں اور ہم بالکل نہ لکھنے کے برابر ہیں۔ اس لیے کہ ہماری جماعت کے اکثر وہ جلیل القدر علما جو تصنیف تالیف کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں اپنا پورا وقت وعظ وتقریر' پیری مریدی میں صرف کر کے اپنی اس عظیم ذمہ داری سے غفلت برتتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ پیری مریدی اور وعظ وتقریر نہ کریں لیکن ان سے اتنا ضرور عرض کریں گے کہ وقت کی اس اہم ضرورت پر توجہ دیں اور اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر تصنیفی کام ضرور کریں ورنہ سنیت کا مستقبل تاریک سے تاریک تر ہوتا جائے گا۔

سفر حرمین طیبین

۱۹ر شوال ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۴ر اکتوبر ۱۹۷۶ء جمعرات کو اس مقدس سفر کیلئے میں اپنے وطن سے روانہ ہوا۔ اوجھا گنج اور قرب وجوار کے کثیر مسلمانوں نے بہت ہی پر شکوہ جلوس کے ساتھ رخصت کیا۔ شام تک میں براؤن شریف پہنچا۔ ۲۱ر شوال کو شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار مبارک پر حاضری دینے کے بعد میں براؤن شریف سے روانہ ہوا۔ حضرت کے صاحبزادگان اور فیض الرسول کے علماء وطلبہ نے بہت اعزاز کے ساتھ مجھے رخصت کیا۔ احباب واکابر کی دعاؤں کا توشہ جمع کرتے ہوئے ۲۴ر شوال کو بمبئی پہنچا۔ حاجی سیٹھ حیات محمد صاحب مرحوم اور جناب سیٹھ ابوبکر خان صاحب' زیدت محاسنہ کے یہاں محلہ گھاٹ کوپر میں ڈیڑھ ہفتہ قیام رہا۔ پھر ۶ر ذی القعدہ ۳۰ر اکتوبر کو ایم دی اکبر بحری جہاز سے روانہ ہو کر ۱۳ر ذی قعدہ کو عصر کے وقت جدہ کے ساحل پر اتر گیا۔ دوسرے دن ۱۴ر ذی القعدہ کو رات کے وقت مکہ شریف حاضر ہوا اور تقریباً دو بجے

کعبہ معظّمہ کے طواف سے پہلی بار مشرف ہوا۔

مکہ شریف میں ایک ہفتہ قیام کرنے کے بعد ۲۲ر ذی القعدہ دوشنبہ مبارکہ کو عصر کی نماز پڑھ کر مدینہ طیبہ کیلئے روانہ ہوئے۔ مغرب کی نماز شہر سے باہر نکل کر چند میل کے فاصلہ پر پڑھی اور عشاء کی نماز منزل بدر میں ادا ہوئی۔ اس طرح رات کو ایک بجے اس مقدس شہر میں داخل ہو گئے جو عشاق کا قبلہ ایمان ہے۔ اور ۲۳ر ذی القعدہ فجر کی نماز کے وقت سرکارِ اعظم ﷺ کے مواجہہ اقدس میں روتے ہوئے حاضر ہوئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کے خلیفہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی جن کا سن ولادت ۱۲۹۴ھ ہے۔ وہ دس سال بغداد میں قیام فرمانے کے بعد تقریباً ستر سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ ساٹھ حج سے زیادہ کر چکے ہیں اور ان کے مریدین اور خلفاء پورے عالمِ اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ بعد نماز مغرب روزانہ میلاد شریف کی محفل منعقد کرتے ہیں۔ بعدہ' جملہ حاضرین کی ماحضر سے مہمان نوازی فرماتے ہیں۔

دوسرے دن بھی اس مبارک محفل میں شریک ہوا۔ حضرت کو عشقِ رسول میں سرشار پایا اور ان کی محفل میں ہر طرف مجھے عشقِ رسول ہی کا جلوہ نظر آیا جب مجمع کم ہوا تو میں نے حضرت سے سلام و مصافحہ کیا بہت محبت سے پیش آئے۔ چلتے وقت میں نے بیس ریال نذر پیش کی۔ قبول کرتے ہوئے فرمایا اس معاملہ میں میرا مسلک ہے کہ طمع نہ کرو۔ منع نہ کرو۔ بہت بزرگ ہستی ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کی حیاتِ مبارکہ کو دراز سے دراز تر فرمائے۔

تیسرے دن عزیز گرامی مولانا محمد ابراہیم ہندی جو فیض الرسول سے پڑھ چکے ہیں اور فی الحال مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ان کو ساتھ لے کر جنت البقیع میں حاضر ہوا۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی' بی بی حلیمہ' بی بی فاطمہ'

حضرت امام حسن، حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات اور دیگر جلیل القدر صحابہ اور صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزار ہائے مبارکہ کی ویرانی دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ پہلے ان مزاروں پر کیسے شاندار گنبد بنے ہوئے تھے جنہیں نجدی وہابی حکومت نے کھود کر پھینک دیا۔

جنت البقیع کی حاضری کے بعد مقام جنگِ احد، بیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد قبلتین، مقام جنگِ خندق، مسجد قبا اور دیگر مقاماتِ عالیہ کی زیارت کرتے ہوئے باغ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوئے تا کہ حضور ﷺ کے دستِ اقدس کے لگائے ہوئے کھجور کے دو درخت جو اب تک موجود ہیں ان کی زیارت کریں۔ مگر باغ میں ان درختوں کی زیارت نہ ہوسکی۔ بڑا افسوس ہوا، باغ والے سے دریافت کیا گیا اس نے بتایا کہ دو روز پہلے یعنی ۲۲ ذی القعد ۱۳۹۶ھ کو پولیس نے کھڑے ہوکر کٹوادیا۔

ہر قوم اپنے پیشوا کی یادگاروں کی حفاظت کا اہتمام کرتی ہے مگر وہابی مسلمان ہونے کے جھوٹے مدعی سرکار ابد قرار ﷺ کی یادگاروں کو مٹانے کے درپے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کا گنبد خضراء جس کی زیارت مسلمانانِ عالم کا سکون اور عاشقانِ رسول کے دلوں کا قرار ہے یہ قوم اس کے ڈھانے کا بھی پروگرام بنا رہی ہے۔

دسویں روز ۲/ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ جمعرات کو اس مقدس شہر سے روتے ہوئے رنج وغم سے نڈھال رخصت ہوئے۔ منزلِ بدر میں ظہر کی نماز ادا کی اور چاہا کہ مقامِ جنگِ بدر کی زیارت کروں جو منزل بدر سے تھوڑے فاصلہ پر ہے مگر کوشش کے باوجود بھی ڈرائیور نے موقع نہ دیا جس کا غم زندگی بھر رہے گا۔

مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد حج کی تیاری شروع ہوگئی۔ حج سے پہلے ہم نے منیٰ مزدلفہ اور عرفان کی زیارت کرلی۔ پھر آٹھ ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ مناسک حج ادا

کرنے کے بعد جعرانہ اور تنعیم سے عمرے کیے۔ جنت المعلیٰ قبرستان میں حاضر ہوئے۔ بیچ قبرستان میں نیا روڈ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا کہ نجدی حکومت کو صحابہ کرام اور دوسرے بزرگوں کی قبروں پر سڑک بناتے ہوئے رحم نہ آیا۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے روضۂ مبارکہ کو ویران کر دیا۔ سلطان الہند حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمۃ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ والرضوان کا مزار مبارک جو مسجد جن کے قریب تھا اس پر پختہ سڑک بنا دی۔

مسجد شجرہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کی درخت نے گواہی دی تھی اس کے بارے میں ایک بوڑھے عرب سے پوچھا این مسجد الشجرۃ یعنی مسجد شجرہ کہاں ہے؟ اس نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کان علی ھذا المقام فھدم یعنی اس جگہ پر تھی تو ڈھا دی گئی۔ ہم نے کہا' ھذہ الحکومۃ تھدم المسجد کیا یہ حکومت مسجد ڈھاتی ہے؟ تو وہ مجھے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا چلا گیا اور کوئی جواب نہ دیا۔

پھر غارِ ثور اور غارِ حرا کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تو ان مبارک پہاڑوں کی مسجدیں بھی ڈھائی ہوئی نظر آئیں تو اور زیادہ یقین ہو گیا کہ بیشک وہابی صرف نام کے مسلمان ہیں کہ مسجدیں بنص صریح اللہ تعالیٰ کی ہیں جیسا کہ سورۂ جن پارہ ۲۹ میں ہے۔ ان المسجد للہ تو ان کافروں کا ہی شیوہ ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔

حضرت سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۳۰۴ھ تحریر فرماتے ہیں کہ وہابیوں نے مسجد کو ڈھا دیا۔ بزرگوں کی یادگاروں کو مٹا دیا۔ جنت المعلیٰ کے گنبدوں کو کھود کر پھینک دیا۔ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مولد حضرت ابوبکر و مولد حضرت علی رضی اللہ عنہما کے قبوں کو بھی توڑ کر گرا دیا۔ مسجدوں اور قبروں کو ڈھاتے ہوئے وہابی ڈینگیں مارتے تھے' ڈھول بجا بجا کر گانا گاتے تھے اور صاحب قبر کو بہت گالیاں دیتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے حضرت محجوب کی قبر پر پیشاب بھی کیا۔

حضرت کے اصل الفاظ یہ ہیں:

بادر الوھابیون ومعھم کثیر من الناس لھدم المساجد ماثر الصالحین فھد موا ولا مافی المعلی من القبب فکانت کثیرۃ ثم ھد مواقبۃ مولد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومولد سیدنا ابی بکرِ الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ومولد سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ وقبۃ السیّدۃ خدیجۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا وتتبعوا جمیع المواضع التی فیھا اثار الصالحین وھم عند الھدم یزقجرون ویضربون الطبل ویغنون بالعوا فی شتم القبور التی ھد موھا وقالوا ان ھی الا اسمآء سمیتموھا حتّٰی قبل ان بعض الناس بال علی قبر السید المحجوب

(خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام جلد ثانی: ص ۲۷۸)

اسی طرح مرتد ابوطاہر قرمطی کو جب ۳۲۰ھ عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانہ میں مکہ معظّمہ پر غلبہ حاصل ہوا تو اس نے بڑے مظالم ڈھائے یہاں تک کہ مقدس پتھر حجر اسود پر گرز مار کر اس کو توڑ ڈالا اور اکھاڑ کر اپنے دارلسلطنت ''ہجر'' میں لے گیا جو بیس برس کے بعد واپس آیا اور مسجد حرام کے منبر پر کھڑے ہو کر ابوطاہر قرمطی نے کہا انا باللہ وباللہ انا اخلق الخلق وافینھم انا ۔ یعنی میں خدا کی قسم اور خدا کی قسم میں مخلوق کو پیدا بھی کرتا ہوں اور ان کو فنا بھی کرتا ہوں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین جلد ثانی: ص ۸۲۹)

مگر جب وقت آ گیا تو اپنے زمانہ کا فرعون ابوطاہر قرمطی خائب وخاسر ہوا۔ ایسے ہی یہ لوگ بھی خائب وخاسر ہوں گے۔



جب عرب کی مدتِ اقامت ختم ہوگئی تو ۱۶ رمحرم ۱۳۹۷ھ بمطابق ۷ رجنوری ۱۹۷۷ء جمعہ مبارکہ کو مکہ شریف سے روانہ ہو کر جدہ پہنچے پھر ۱۷ رمحرم الحرام کو جدہ سے روانہ ہو کر ۲۴ رمحرم کو بمبئی آ گئے اور یکم صفر المظفر ۱۳۹۷ھ کو بخیر وعافیت اپنے وطن پہنچ گئے۔

دعا ہے کہ حج اور سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ پاک کی حاضری قبول ہو اور یارِ باران مقاماتِ مقدسہ کی زیارت نصیب ہو، خدمتِ دین میں خلوص ہو اور ایمان پر خاتمہ ہو۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین صلوٰت اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیہم اجمعین

جلال الدین احمد الامجدی

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

۴ رمارچ ۱۹۸۰ء

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفٰی کا ساتھ ہو

یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
اُن کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شور دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہ جو دو عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
سید بے سایہ کے ظلّ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حساب خندۂ بے جا رُلائے
چشم گریانِ شفیع مرتجیٰ کا ساتھ

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
رب سلّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

انوار الحدیث

درج ذیل کتابوں کی اصل عبارتوں سے مزین ہے

۱	قرآن	ابتدائے نزول ۱۰ / ۶۱۰ء انتہائے نزول ۹ رذی الحجہ سنہ ۱۰ھ مطابق سنہ ۶۳۲ء	

کتب تفاسیر

		مفسر	سنہ ولادت / سنہ وفات
۲	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی قدس سرہ	(۵۴۴-۶۰۶ھ)
۳	تفسیر بیضاوی	قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بیضاوی قدس سرہٗ	(۰۰۰-۶۸۵ھ)
۴	تفسیر خازن	علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	(۶۶۸-۷۲۵ھ)
۵	تفسیر جلالین	جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر سیوطی قدس سرہٗ	(۸۴۹-۹۱۱ھ)
		جلال الدین محمد بن احمد محلی شافعی قدس سرہٗ	(۸۹۱-۸۶۴ھ)
۶	تفسیر صاوی	عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی قدس سرہٗ	
۷	تفسیرات احمدیہ	شیخ احمد الشہیر بہ ملا جیون قدس سرہٗ	(۱۰۴۸-۱۱۳۰ھ)
۸	تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدیث دہلوی قدس سرہٗ	(۱۱۵۹-۱۲۳۹ھ)
۹	تفسیر خزائن العرفان	استاذ العلماء سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ	(۱۳۰۰-۱۳۶۷ھ)

کتب احادیث

۱۰	بخاری	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری قدس سرہٗ	(۱۹۴-۲۵۶ھ)

۱۱	مسلم	ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری قدس سرہٗ	(۲۰۴-۲۶۱ھ)
۱۲	ابوداؤد	ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی قدس سرہٗ	(۲۰۲-۲۷۵ھ)
۱۳	ترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی قدس سرہٗ	(۲۰۹-۲۷۹ھ)
۱۴	نسائی	ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی قدس سرہٗ	(۲۱۵-۳۰۳ھ)
۱۵	ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی قدس سرہٗ	(۲۰۹-۲۷۳ھ)
۱۶	مؤطاامام مالک	ابوعبداللہ مالک بن انس اصبحی قدس سرہٗ	(۹۳-۱۷۹ھ)
۱۷	دارمی	ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی قدس سرہٗ	(۱۸۱-۲۵۵ھ)
۱۸	دارقطنی	ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی قدس سرہٗ	(۳۰۵-۳۸۵ھ)
۱۹	مشکوٰۃ	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی قدس سرہٗ	(۰۰۰-۷۴۰ھ)
۲۰	بیہقی	ابوبکر احمد بن حسین بیہقی قدس سرہٗ	(۳۸۴-۴۵۸ھ)
۲۱	مسند احمد	ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی قدس سرہٗ	(۱۶۴-۲۴۱ھ)
۲۲	شرح السنہ	ابومحمد الحسین بن مسعود فراء بغوی قدس سرہٗ	(۰۰۰-۵۱۶ھ)
۲۳	مؤطاامام محمد	محرر مذہب حنفی امام محمد بن حسن شیبانی قدس سرہٗ	(۱۳۲-۱۸۹ھ)
۲۴	طحاوی	ابوجعفر احمد بن محمد ازدی طحاوی قدس سرہٗ	(۲۲۹-۳۲۱ھ)
۲۵	طبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی قدس سرہٗ	(۲۶۰-۳۶۰ھ)
۲۶	عینی شرح بخاری	بدرالدین علامہ محمود عینی قدس سرہٗ	(۷۶۲-۸۵۵ھ)
۲۷	نووی شرح مسلم	ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف الشہیر بہ امام نووی قدس سرہٗ	(۶۳۱-۶۷۶ھ)
۲۸	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	ملاعلی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہٗ	(۰۰۰-۱۰۱۴ھ)
۲۹	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری قدس سرہٗ	(۹۵۸-۱۰۵۲ھ)

کتب علمِ کلام

۳۰	فقہ اکبر	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی قدس سرہ	(۸۰-۱۵۰ھ)
۳۱	شرح فقہ اکبر	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(-۱۰۱۴ھ)
۳۲	عقائد نسفی	ابو حفص عمر بن محمد نسفی قدس سرہ	(۴۶۱-۵۳۷ھ)
۳۳	شرح عقائد نسفی	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی قدس سرہ	(۷۲۲-۷۹۲ھ)

کتب فقہ

۳۴	ردالمحتار	سید محمد امین الشہیر بابن عابدین شامی قدس سرہ	(۱۱۹۸-۱۲۵۳ھ)
۳۵	درمختار	شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی قدس سرہ	(۱۰۲۵-۱۰۸۸ھ)
۳۶	تنویر الابصار	شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی قدس سرہ	(۹۳۹-۱۰۰۴ھ
۳۷	بدائع الصنائع	ملک العلماء ابوبکر بن مسعود کاسانی قدس سرہ	(-۵۸۷ھ)
۳۸	بحر الرائق	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم قدس سرہ	(۹۲۶-۹۷۰ھ)
۳۹	کنز الدقائق	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی قدس سرہ	(-۷۱۰ھ)
۴۰	فتح القدیر	شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد الشہیر بابن الہمام قدس سرہ	(۷۸۸-۸۶۱ھ)
۴۱	ہدایہ	شیخ برہان الدین ابوالحسن علی مرغینانی قدس سرہ	(۵۱۱-۵۹۳ھ)
[illegible]	[illegible]	امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی قدس سرہ	(۷۱۰-۷۸۲ھ)
۴۳	کفایہ	امام جلال الدین خوارزمی کرلانی قدس سرہ	(-)
۴۴	شرح نقایہ	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(-۱۰۱۴ھ)
۴۵	شرح وقایہ	صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود قدس سرہ	(-۷۴۷ھ)
۴۶	سعایہ	ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلی قدس سرہ	(۱۲۶۴-۱۳۰۴ھ)

۴۷	عمدۃ الرعایۃ	ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلی قدس سرہٗ	(۱۲۶۴-۱۳۰۴ھ)
۴۸	حدیقہ ندیہ	علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ	(۱۰۵۰-۱۱۴۴ھ)
۴۹	طحطاوی	سید احمد طحطاوی قدس سرہٗ	(......-۱۲۳۱ھ)
۵۰	مراقی الفلاح	شیخ حسن بن علی شرنبلالی قدس سرہٗ	(۹۹۴-۱۰۲۹ھ)
۵۱	نورالایضاح	....	....
۵۲	حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ	(۱۱۱۴-۱۱۷۶ھ)
۵۳	فتاویٰ قاضیخاں	امام فخرالدین حسن بن منصور اور جندی قدس سرہٗ	(......-۵۹۲ھ)
۵۴	فتاویٰ عالمگیری	مرتب کنائندہ شہنشاہ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہٗ	(۱۰۲۷-۱۱۱۹ھ)
۵۵	فتاوی غزی	شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی قدس سرہٗ	(۹۳۹-۱۰۰۴ھ)
۵۶	فتاویٰ عزیزیہ	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ	(۱۱۵۹-۱۲۳۹ھ)
۵۷	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ	(۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ)
۵۸	فتاویٰ افریقہ	....	(۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ)
۵۹	بہارِ شریعت	صدر الشریعہ ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی قدس سرہٗ	(۱۳۰۲-۱۳۶۷ھ)
۶۰	احکامِ شریعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ	(۱۳۰۲-۱۳۶۷ھ)
۶۱	الامن والعلی	....	....
۶۲	لمعۃ الضحیٰ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ	(۱۳۰۲-۱۳۶۷ھ)
۶۳	صفائح اللجین	....	....
۶۴	مشعلۃ الارشاد	....	(۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ)
۶۵	اعجب الامداد	....	....
۶۶	منظر الفتاوی	علامہ مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری مدظلہ العالی	(۱۳۳۷-......)
۶۷	الاشباہ والنظائر	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم مصری قدس سرہ	(۹۲۶-۹۷۰ھ)

کتب سیر

۶۸	شفاء	علامہ قاضی عیاض قدس سرہ	(۴۷۶-۵۴۴ھ)
۶۹	نسیم الریاض	شہاب العلوم احمد شہاب الدین خفاجی	(۹۷۹-۱۰۷۰ھ)
۷۰	شرح الشفاء	ملاعلی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(... -۱۰۱۴ھ)
۷۱	زرقانی	علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی قدس سرہ	(۱۰۲۰-۱۰۹۹ھ)

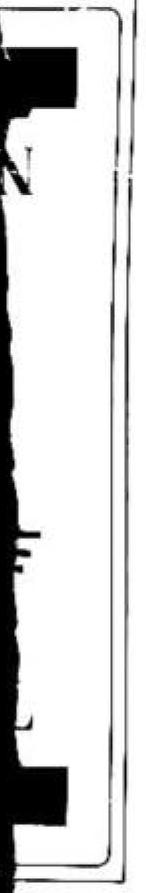
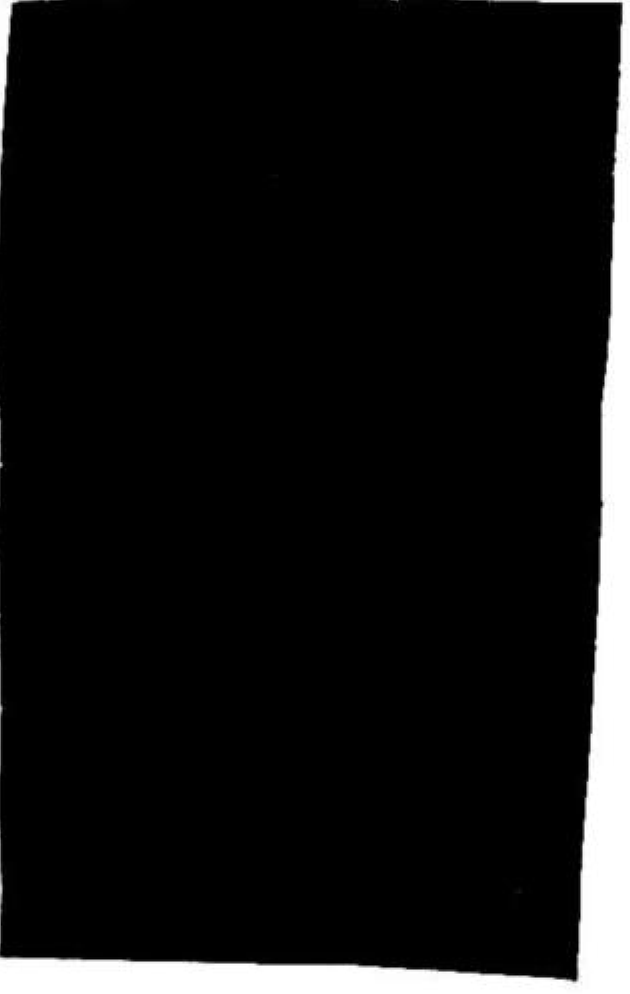
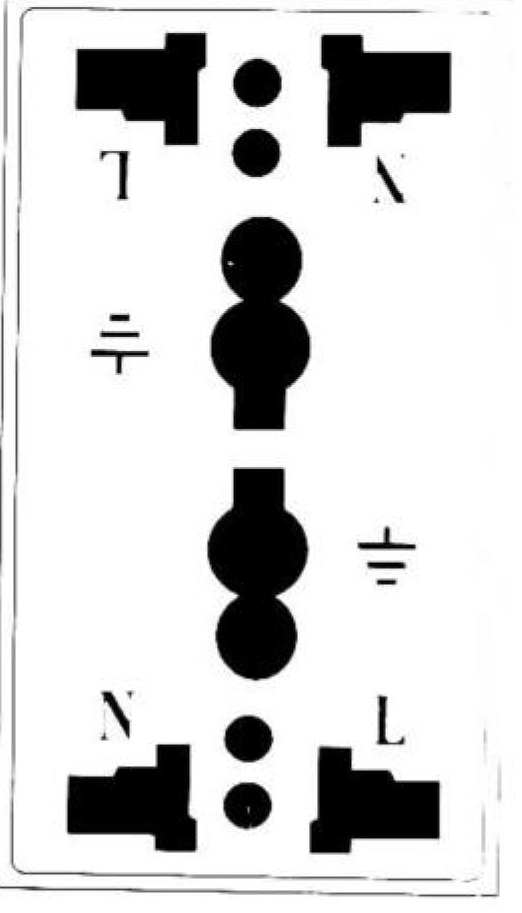
کتب تصوف وغیرہ

۷۲	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن غزالی قدس سرہ	(۴۵۰-۵۰۵ھ)
۷۳	سلوک اقرب السبل	شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری قدس سرہ	(۹۵۸-۱۰۵۲ھ)
۷۴	التعریفات	سید شریف جرجانی علی بن محمد قدس سرہ	(۷۴۰-۸۱۶ھ)





EXTENSION SOC

EXTENSION SOC

